اوّل ایڈیشن: صفر المظفر 1444ھ / ستمبر 2022

امت میں رائج 150 روایات کی تحقیق اور غیر ثابت روایات کی نشاندہی

150 روایات کی تحقیق

سات رسائل کا مجموعہ:

- احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے۔
- پچاس غیر ثابت روایات۔
- پچیس منگھڑت روایات۔
- پچیس روایات کی تحقیق۔
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور اذان سے متعلق چھ روایات کی تحقیق۔
- پینتیس روایات کی تحقیق۔
- عقیدہ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق نو احادیث وحکایات کی تحقیق۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

زیرِ نظر کتاب بندہ کے مختلف اوقات کے لکھے گئے درج ذیل سات رسائل کا مجموعہ ہے:

- احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے۔
- پچاس غیر ثابت روایات۔
- پچیس منگھڑت روایات۔
- پچیس روایات کی تحقیق۔
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور اذان سے متعلق چھ روایات کی تحقیق۔
- پینتیس روایات کی تحقیق۔
- عقیدہ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام سے متعلق نو احادیث وحکایات کی تحقیق۔

الحمدللہ کہ یہ سات رسائل بہت پسند کیے گئے اور ایک بڑے طبقے کی اصلاح کا ذریعہ بنے۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض ہے کہ مذکورہ روایات کے علاوہ بھی مزید روایات پر تحقیقی کام ہوچکا ہے الحمدللہ، لیکن انھیں تاحال جمع نہیں کیا جاسکا، اس لیے انھیں بھی جمع کرنے کے بعد اس مجموعہ میں شامل کردیا جائے گا، ان شاءاللہ۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
صفر المظفر 1444ھ/ ستمبر 2022
03362579499

سات رسائل کی اجمالی فہرست

احادیث بیان کرنے میں احتیاط سے متعلق چند اہم بنیادی باتیں

احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

احادیث بیان کرنے میں احتیاط کرنے کی ترغیب اور منگھڑت روایات بیان کرنے سے اجتناب کی تاکید کے حوالے سے ’’سلسلہ اصلاحِ اَغلاط‘‘ کے تحت ’’احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے!‘‘ کے عنوان سے متعدد قسطیں تحریر کی گئیں، جن میں کوشش یہی کی گئی ہے کہ عام فہم انداز میں مسلمانوں کے ہر طبقے کو دعوتِ فکر دی جائے تاکہ وہ احادیث بیان کرنے میں رائج بے احتیاطیوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں۔ اب انھی قسطوں کو یکجا کرکے شائع کیا جارہا ہے تاکہ استفادہ میں سہولت رہے۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

جُمادی الاُولیٰ 1442ھ/ دسمبر 2020

فہرست

احادیث بیان کرنے میں شدید احتیاط کی ضرورت:

احادیث بیان کرنا جہاں بہت بڑی فضیلت اور اہمیت والا عمل ہے وہاں نہایت ہی نازک اور ذمہ داری کا کام بھی ہے، کیوں کہ کسی بات کی نسبت حضور اقدس حبیبِ خدا ﷺ کی طرف کرنا یا کسی بات کو حدیث کہہ کر بیان کرنا بہت ہی نازک اور حساس معاملہ ہے، جس کے لیے شدید احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اس معاملے میں ذرا سی بھی بے احتیاطی بڑے سے بڑے نقصان اور خسارے سے دوچار کرسکتی ہے۔ احادیث کے معاملے میں شدتِ احتیاط کا یہی تقاضا ہے کہ کوئی بھی حدیث اُس وقت تک بیان نہ کی جائے جب تک یہ مکمل تحقیق واطمینان نہ ہو جائے کہ یہ حدیث ثابت ہے بھی یا نہیں، یہ حدیث معتبر اور قابلِ قبول ہے بھی یا نہیں، یہ حدیث بیان کرنا درست ہے بھی یا نہیں۔ اس معاملے میں مستند ماہرین اہلِ علم سے تحقیق کرلینی چاہیے، کیوں کہ تحقیق کیے بغیر حدیث بیان کرنے کے نتیجے میں یہ قوی اندیشہ ہے کہ وہ حدیث ثابت ہی نہ ہو بلکہ منگھڑت ہو، جس کے نتیجے میں کہیں ثواب کے بجائے گناہ، اللہ کی رضا کی بجائے ناراضگی اور دین کی خدمت کی بجائے دین کا نقصان حاصل نہ ہو جائے۔

لیکن نہایت ہی افسوس ناک اور سنگین صورتحال یہ ہے کہ آجکل بہت سے لوگ احادیث کے معاملے میں کوئی احتیاط نہیں کرتے، بلکہ کہیں بھی حدیث کے نام سے کوئی بات مل گئی تو مستند ماہرین اہلِ علم سے اس کی تحقیق کیے بغیر ہی اس کو حدیث کا نام دے کر بیان کردیتے ہیں، اس سنگین کوتاہی بلکہ جرم میں جہاں سوشل میڈیا، پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا سے وابستہ بہت سے عام لوگ مبتلا ہیں جو کہ ان تمام ذرائعِ ابلاغ پر تحقیق کیے بغیر حدیثیں گھڑتے، بیان کرتے اور پھیلاتے رہتے ہیں، تو وہیں علم خصوصًا علمِ حدیث کی مطلوبہ پختگی اور مہارت نہ رکھنے والے بہت سے عام اہلِ علم اور واعظین حضرات بھی اس کا شکار ہیں کہ اپنے بیانات اور تحریروں کو خوش نما بنانے اور عوام سے داد وصول کرنے کے لیے تحقیق کیے بغیر احادیث بیان کرتے رہتے ہیں اور کوشش یہی رہتی ہے کہ ایسی ایسی روایات سامنے لائی جائیں جو لوگوں نے پہلے نہ سنی ہوں اور انھیں سن کر

حیران ہوجائیں، تاکہ وہ اس کے ذریعے اپنے مفادات ومقاصد حاصل کرسکیں۔ ایسے میں بعض ایسے بھی حضرات ہوتے ہیں جو کہ یہ کام نیک نیتی سے کرتے ہیں، حالاں کہ یہ کام جس قدر بھی نیک نیتی سے کیا جائے بہر صورت مذموم اور ممنوع ہے!

الغرض یہ سلسلہ نہایت ہی گھمبیر صورت اختیار کرچکا ہے، جس کے نتیجے میں ایک تو امت میں بہت سی منگھڑت روایات عام ہوجاتی ہیں اور دوم یہ کہ منگھڑت روایات بیان کرکے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا شدید گناہ اپنے سر لے لیا جاتا ہے۔ یہ کس قدر نقصان کی بات ہے!

احادیث گھڑنے والوں سے متعلق ایک پیشن گوئی:

حضور اقدس ﷺ نے احادیث گھڑنے اور انھیں پھیلانے والوں سے متعلق پیشن گوئی کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا کہ: ’’آخری زمانے میں کئی دجال اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے سامنے ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تو تم نے سنی ہوں گی اور نہ ہی تمہارے آباواجداد نے، سو ان سے بچو، کہیں وہ تمہیں گمراہ نہ کردیں اور فتنے میں نہ ڈال دیں۔‘‘

- صحیح مسلم:

١٦- حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّهُ سَمِعَ شَرَاحِيلَ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ: أَخْبَرَنِي مُسْلِمُ بْنُ يَسَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ، يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ، فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ، لَا يُضِلُّونَكُمْ وَلَا يَفْتِنُونَكُمْ».

یہ افسوس ناک صورتحال دیکھ کر ارادہ ہوا کہ احادیث بیان کرنے میں احتیاط کرنے اور منگھڑت روایات کی مذمت سے متعلق چند باتیں ذکر کردی جائیں تاکہ مسلمانوں کو تنبیہ ہوجائے۔ یہ تحریر اس جذبے اور نیت سے لکھی جارہی ہے کہ مسلمانوں میں احادیث بیان کرنے کے معاملے میں احتیاط پیدا ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ یہ کوشش قبول فرمائے۔

منگھڑت روایات بیان کرنے کی مذمت احادیث کی روشنی میں:

متعدد روایات میں احادیث گھڑنے اور منگھڑت احادیث بیان کرنے کی شدید مذمت بیان ہوئی ہے، ذیل میں چند روایات ملاحظہ فرمائیں تاکہ اس گناہ کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکے اور اس سے اجتناب کیا جاسکے:

1۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’مجھ پر جھوٹ باندھنا عام لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، تو جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔‘‘

- صحیح مسلم:

٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِيرَةُ أَمِيرُ الْكُوفَةِ قَالَ: فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

یہ تو ایک واضح سی بات ہے کہ جب عام آدمی کی طرف منگھڑت بات منسوب کرنا جھوٹ اور گناہ ہے تو سوچنے کا مقام ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف کوئی منگھڑت بات منسوب کرنا کس قدر بڑا گناہ اور جھوٹ ہوگا! اس لیے حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد سے احایث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط سے کام لینے کی تاکید واضح ہوجاتی ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ احادیث گھڑنے اور منگھڑت احادیث بیان کرنے والوں کو سختی کے ساتھ تنبیہ بھی ہوجاتی ہے۔

2۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔‘‘

- صحیح بخاری:

١١٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « ... وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

3۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”مجھ پر جھوٹ نہ بولو، چنانچہ جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

- صحیح مسلم:

٢- عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رضى الله عنه يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ».

4۔ حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (تحقیق کیے بغیر) آگے بیان کردے۔“

- صحیح مسلم:

٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ».

اس حدیث میں ہر سنی ہوئی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے، ذرا سوچیے کہ اگر اس بات کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کی جارہی ہو تو ایسے میں بغیر تحقیق کیے آگے بیان کرنا کس قدر سنگین جرم قرار پاتا ہے! اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے بڑی سخت تنبیہ ہے جو تحقیق کیے بغیر احادیث بیان کرتے اور پھیلاتے رہتے ہیں۔

ان وعیدوں کے بعد کوئی بھی مسلمان منگھڑت اور بے بنیاد روایات پھیلانے کی جسارت نہیں کرسکتا اور نہ ہی بغیر تحقیق کیے حدیث بیان کرنے کی جرأت کرسکتا ہے۔

فائدہ: منگھڑت روایات پر وعید سے متعلق احادیث متواتر ہیں!

حضراتِ اہلِ علم کے فائدے کے لیے عرض ہے کہ حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کی مذمت سے متعلق ماقبل میں جو چند روایات ذکر ہوئیں اس مضمون کی روایات اس قدر کثرت سے آئی ہیں کہ ان کو تواتر

کا درجہ حاصل ہے، جس سے حدیث بیان کرنے میں احتیاط کرنے کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے۔

اس حدیث کے متواتر ہونے کی تفصیل حضرت علامہ کتانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "نظم المتناثر" میں ذکر فرمائی ہے، مختصراً ملاحظہ فرمائیں:

- نظم المتناثر من الحديث المتواتر:

1: وفي كتاب «مسلم الثبوت» في أصول الفقه للشيخ محب الله بن عبد الشكور في الكلام على المتواتر ما نصه: المتواتر من الحديث قيل: لا يوجد، وقال ابن الصلاح: إلا أن يدعي في حديث: «من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار»؛ فإن رواته أزيد من مائة صحابي، وفيهم العشرة المبشرة. وقد يقال: مراده التواتر لفظًا، وإلا فحديث المسح على الخفين متواتر رواه سبعون صحابيا. (مقدمة في معنى الحديث المتواتر ص: ١٩، دار الكتب السلفية مصر)

2: وفي «التقريب» للنووي ما نصه: وحديث: «من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار» متواتر، لا حديث: «إنما الأعمال بالنيات» اه أي فليس بمتواتر؛ لأن شرطه وجود عدة التواتر في جميع طبقاته بأن يرويه ... إلخ (تحت الحديث: «إنما الأعمال بالنيات وإنما لكل امرئ ما نوى» ص: ٢٤)

3: من كذب علي متعمداً فليتبوأ مقعده من النار:

أورده في «الأزهار» مصدرا به من حديث علي بن أبي طالب وأنس بن مالك والمغيرة بن شعبة والزبير بن العوام وسلمة بن الأكوع وابن عمرو وابن مسعود وجابر بن عبد الله وأبي قتادة وأبي سعيد الخدري وعفان بن حبيب وعمر بن الخطاب وعثمان بن عفان وخالد بن عرفطة وزيد بن أرقم وابن عمر وعقبة بن عامر وقيس بن سعد بن عبادة ومعاوية بن أبي سفيان وأبي موسى الغافقي وأبي بكر الصديق وطلحة بن عبيد الله وأوس بن أوس والبراء بن عازب وحذيفة بن اليمان ورافع بن خديج والسائب بن يزيد وسعد بن المدحاس وسلمان الفارسي وصهيب وابن عباس وعتبة بن غزوان والعرس بن عميرة وعمار بن ياسر وعمرو بن حريث وعمرو بن عبسة وعمرو بن مرة ومعاذ بن جبل ونبيط بن شريط ويعلى بن مرة وأبي أمامة وأبي موسى الأشعري وأبي ميمون الكردي وأبي قرصافة ووالد أبي مالك الأشجعي واسمه طارق بن أشيم وسعيد بن زيد

وعمران بن حصين وابن الزبير ويزيد بن أسد وأبي رمثة وأبي رافع وأم أيمن وجابر بن حابس وسلمان بن خالد وعبد الله بن زغب وأسامة بن زيد وعبد الله بن أبي أوفى وبريدة وسفينة وواثلة بن الأسقع وأبي عبيدة بن الجراح وسعد بن أبي وقاص وحذيفة بن أسيد وزيد بن ثابت وكعب بن قطبة ومعاوية بن حيدة والمنقع التميمي وأبي كبشة الأنماري ووالد أبي العشراء وأبي ذر وعائشة، اثنين وسبعين صحابيا، قال: وممن ذكر من رواته عبد الرحمن بن عوف، قال ابن الجوزي، ولم يقع لي حديثه، وعمرو بن عوف وأبو الحمراء اه. وبهؤلاء الثلاثة تبلغ رواته خمسا وسبعين.... إلخ
(كتاب العلم ص: ٢٨)

منگھڑت احادیث بیان کرنے کے نقصانات:

منگھڑٹ احادیث بیان کرنے کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:

1۔ منگھڑت احادیث بیان کرنے پر جہنم کی وعید آئی ہے۔

2۔ منگھڑت احادیث بیان کرنا جھوٹ بولنے کے زمرے میں آتا ہے۔

3۔ منگھڑت احادیث بیان کرنا دین میں اپنی طرف سے اضافہ کرنے کے مترادف ہے۔

4۔ منگھڑت احادیث بیان کرنا دین کے نام پر خود ساختہ اور غلط باتیں عام کرنے کے حکم میں آتا ہے۔

5۔ منگھڑت احادیث بیان کرنے کے نتیجے میں امت میں منگھرت روایات عام ہو جاتی ہیں جس سے متعدد سنگین خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔

6۔ منگھڑت احادیث بیان کرنے سے امت صحیح اور معتبر روایات سے دور ہو جاتی ہے۔

احادیث بیان کرنے میں صحابہ کرام کی شدّتِ احتیاط:

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اقدس ﷺ کے صحبت یافتہ تھے، ان کے سچے عاشق تھے، ان کی حیاتِ طیبہ اور ہر ایک مبارک ادا کا مشاہدہ کرنے والے تھے، ان کے مبارک اقوال وافعال کو بھرپور توجہ سے سننے اور دیکھنے والے، ان کو اچھی طرح محفوظ کرنے والے اور ان کی کامل طریقے سے پیروی کرنے والے تھے اور حضور اقدس ﷺ کی احادیث کو پیشِ نظر رکھ کر زندگی بسر کرنے والے تھے، اسی کے ساتھ ساتھ حضرات صحابہ کرام بہت ہی مضبوط حافظے کے بھی مالک تھے۔

یہ ساری صورتحال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ حضرات صحابہ کرام احادیث کو بھرپور طریقے سے یاد رکھنے والے تھے اور وہ اس معاملے میں ممکنہ طور پر غلطی کرنے سے بھی اپنے آپ کو محفوظ رکھنے والے تھے، لیکن ان سب باتوں کے باوجود بھی صحابہ کرام احادیث بیان کرنے میں نہایت ہی احتیاط فرماتے تھے، احادیث بیان کرتے ہوئے ڈرتے، لرزتے اور کانپ اُٹھتے تھے، ان کے چہروں کا رنگ متغیر ہو جاتا تھا، اس لیے اول تو کوشش فرماتے کہ احادیث کم ہی بیان کریں البتہ جہاں ضرورت دیکھتے تو تمام تر احتیاط کے ساتھ حدیث بیان فرمادیتے اور اس کے باوجود بھی آخر میں یہ فرماتے کہ: اسی طرح ہی فرمایا ہوگا، یا اس کے قریب فرمایا ہوگا، یا اس جیسا فرمایا ہوگا، یا اس سے کچھ زیادہ فرمایا ہوگا، یا اس سے کچھ کم فرمایا ہوگا۔ یہ ساری احتیاط صرف اس لیے تھی کہ کہیں حضور اقدس ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہو جائے کہ جو ان سے ثابت نہ ہو، جس کے نتیجے میں حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا سنگین گناہ اور اس کی سخت سزا اپنے سر لی جائے۔

اگر غور کیا جائے تو حضرات صحابہ کرام کی یہ شدتِ احتیاط اُن احادیث سے متعلق ہوتی جن کا ثبوت حضور اقدس ﷺ سے بالکل واضح تھا کیوں کہ ان میں منگھڑت، بے اصل اور مشکوک احادیث بیان کرنے کا تو کوئی تصور ہی نہ تھا۔ یہ صورتحال اُن لوگوں کے لیے بڑی واضح تنبیہ ہے کہ جو ثبوت نہ ہونے یا ثبوت نہ ملنے کے باوجود بھی تحقیق کیے بغیر روایات بیان کرتے رہتے ہیں اور ان میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے!

حضرات صحابہ کرام کی یہ شدتِ احتیاط امت کو یہ اہم سبق دیتی ہے کہ احادیث بیان کرنے میں حد درجہ احتیاط سے کام لیناچاہیے اوراس بات سے ڈرناچاہیے کہ کہیں حضوراقدس ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہ ہوجائے کہ جو حضوراقدس ﷺ سے ثابت نہ ہو۔

ذیل میں حضرات صحابہ کرام کی احادیث کو بیان کرنے میں شدتِ احتیاط سے متعلق چند روایات ذکر کرتے ہیں،تاکہ ہم سب ان سے سبق حاصل کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی شدتِ احتیاط:

1۔ شیخ الحدیث محدث جلیل برکۃ العصر حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق مؤثر ترین کتاب ''فضائلِ اعمال'' کے حصہ ''حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم ''میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بڑے مشہور صحابہ میں ہیں اوراُن صحابہ میں شمار ہوتے ہیں جو فتویٰ کے مالک تھے،ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہوگئے تھے اور حبشہ کی ہجرت بھی کی تھی، تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ شریک رہے ہیں اور مخصوص خادم ہونے کی وجہ سے صاحبُ النعل، صاحبُ الوِسادۃ، صاحبُ المِطْھَرۃ(جوتے والے، تکیہ والے، وضو کے پانی والے) یہ القاب بھی اُن کے لیے ہیں،اس لیے کہ حضوراقدس ﷺ کی یہ خدمتیں اکثر ان کے سپرد تھیں۔ حضور ﷺ کا ان کے بارے میں یہ بھی ارشاد ہے کہ:''اگرمیں کسی کو بغیر مشورے کے امیر بناؤں تو عبداللہ بن مسعود کو بناؤں۔'' حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:''جس شخص کو قرآن شریف بالکل اسی طرح پڑھناہو جس طریقہ سے اُتراہے تو عبداللہ بن مسعود کے طریقے کے موافق پڑھے۔'' حضور ﷺ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ:''ابن مسعود جو حدیث تم سے بیان کریں اس کو سچ سمجھو۔'' ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب یمن سے آئے تو ایک زمانہ تک ابن مسعود کو اہلِ بیت میں سے سمجھتے رہے،اس لیے کہ اتنی کثرت سے ان کی اور ان کی والدہ کی آمد ورفت حضور ﷺ کے گھر میں تھی جیسے گھر کے آدمیوں کی ہوتی ہے۔

لیکن ان سب باتوں کے باوجود ابو عمرو شیبانی کہتے ہیں کہ میں ایک سال تک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس رہا، میں نے کبھی ان کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کرکے بات کرتے نہیں سنا، لیکن کبھی اگر حضور ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب کردیتے تھے تو بدن پر کپکپی آجاتی تھی۔ عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ میں ہر جمعرات کو ایک سال تک ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آتا رہا، میں نے کبھی حضور ﷺ کی طرف نسبت کرکے بات کرتے نہیں سنا۔ ایک مرتبہ حدیث بیان فرماتے ہوئے زبان پر یہ جاری ہوگیا کہ: ''حضور ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا'' تو بدن کانپ گیا، آنکھوں میں آنسو بھر آئے، پیشانی پر پسینہ آگیا، رگیں پھول گئیں اور فرمایا: ان شاء اللہ یہی فرمایا تھا، یا اس کے قریب قریب تھا، یا اس سے کچھ زیادہ تھا، یا اس سے کچھ کم۔

ف: یہ تھی ان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احتیاط حدیث شریف کے بارے میں، اس لیے حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جو میری طرف سے جھوٹ نقل کرے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔'' اس خوف کی وجہ سے یہ حضرات باوجودیکہ مسائل حضور ﷺ کے ارشادات اور حالات ہی سے بتاتے تھے، مگر یہ نہیں کہتے تھے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد ہے، کہ خدانخواستہ جھوٹ نہ نکل جائے۔ اس کے بالمقابل ہم اپنی حالتیں دیکھتے ہیں کہ بے دھڑک، بے تحقیق حدیث نقل کردیتے ہیں، ذرا بھی نہیں جھجکتے، حالاں کہ حضور ﷺ کی طرف منسوب کرکے بات کا نقل کرنا بڑی سخت ذمہ داری ہے۔ فقہ حنفی انھی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر لیا گیا ہے۔'' (فضائلِ اعمال حصہ حکایاتِ صحابہ رضی اللہ عنہم)

- **سنن الدارمی:**

٢٧٦- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ مُسْلِمٍ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ: كُنْتُ لاَ تَفُوتُنِي عَشِيَّةُ خَمِيسٍ إِلَّا آتِي فِيهَا عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ، فَمَا سَمِعْتُهُ يَقُولُ لِشَيْءٍ قَطُّ: قَالَ رَسُولُ اللهِ، حَتَّى كَانَتْ ذَاتَ عَشِيَّةٍ فَقَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، قَالَ: فَاغْرَوْرَقَتَا عَيْنَاهُ وَانْتَفَخَتْ أَوْدَاجُهُ فَأَنَا رَأَيْتُهُ مَحْلُولَةً أَزْرَارُهُ، قَالَ: أَوْ مِثْلُهُ أَوْ نَحْوُهُ أَوْ شَبِيهٌ بِهِ. (باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا مَخَافَةَ السَّقَطِ)

2۔ حضرت امام شعبی اور امام محمد بن سیرین رحمہا اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرکے کوئی حدیث بیان فرماتے تو ان کا چہرہ متغیر ہو جاتا اور فرماتے کہ : یوں فرمایا یا اس جیسا فرمایا، یوں فرمایا یا اس جیسا فرمایا۔

- سنن الدارمی:

۲۷۷- أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: أَخْبَرَنَا أَشْعَثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ وَابْنِ سِيرِينَ: أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ كَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي الأَيَّامِ تَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَقَالَ: هَكَذَا أَوْ نَحْوَهُ، هَكَذَا أَوْ نَحْوَهُ.
(باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا مَخَافَةَ السَّقَطِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شدتِ احتیاط:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وہ ہستی ہیں جنھیں سب سے زیادہ احادیث روایت کرنے کا اعزاز حاصل ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اگر (علم چھپانے پر وعید سے متعلق) قرآن کریم کی یہ دو آیات نہ ہوتیں تو میں کبھی بھی حدیث بیان نہ کرتا (وہ آیات یہ ہیں): ’’اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنٰتِ وَالْهُدٰى‘‘ سے لے کر ’’الرَّحِيْمُ‘‘ تک، یعنی سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر 159 اور 160.

- صحیح بخاری:

۲۳۵۰- حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَن ابْنِ شِهَابٍ عَن الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: يَقُولُونَ: إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ يُكْثِرُ الْحَدِيثَ، وَاللهُ الْمَوْعِدُ، وَيَقُولُونَ: مَا لِلْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ مِثْلَ أَحَادِيثِهِ. وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ الصَّفْقُ بِالْأَسْوَاقِ، وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ يَشْغَلُهُمْ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ، وَكُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي فَأَحْضُرُ حِينَ يَغِيبُونَ، وَأَعِي حِينَ يَنْسَوْنَ، وَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا: «لَنْ يَبْسُطَ أَحَدٌ مِنْكُمْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَقْضِيَ مَقَالَتِي هَذِهِ ثُمَّ يَجْمَعَهُ إِلَى صَدْرِهِ فَيَنْسَى مِنْ مَقَالَتِي شَيْئًا أَبَدًا». فَبَسَطْتُ نَمِرَةً لَيْسَ عَلَيَّ ثَوْبٌ غَيْرُهَا حَتَّى قَضَى النَّبِيُّ ﷺ مَقَالَتَهُ ثُمَّ جَمَعْتُهَا إِلَى صَدْرِي، فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا نَسِيتُ مِنْ مَقَالَتِهِ تِلْكَ إِلَى يَوْمِي هَذَا. وَاللهِ، لَوْلَا آيَتَانِ فِي كِتَابِ اللهِ مَا

حَدَّثْتُكُمْ شَيْئًا أَبَدًا: «إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى» إِلَى قَوْلِهِ: «الرَّحِيمُ».

یعنی ایک طرف حضور اقدس ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنے پر سخت وعید کو دیکھا جائے تو خوف زدہ ہو کر دل چاہتا ہے کہ احادیث بیان ہی نہ کی جائیں، لیکن دوسری طرف علم چھپانے پر وعیدوں کو دیکھ کر مجبورًا احادیث بیان کرنا ضروری ہو جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام نے دونوں باتوں کی رعایت فرماتے ہوئے احادیث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط پر عمل کرتے ہوئے احادیث امت تک پہنچائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شدتِ احتیاط:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مرتبہ وضو کیا پھر فرمایا کہ کیا میں تمہیں ایک حدیث نہ سناؤں؟ پھر سورۃ البقرۃ کی مذکورہ آیت نمبر 159 کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر قرآن کریم کی یہ آیت نہ ہوتی تو میں کبھی تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔ پھر وہ حدیث بیان فرمائی۔

- صحیح بخاری:

١٦٠- عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: قَالَ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ: قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَكِنْ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ عَنْ حُمْرَانَ: فَلَمَّا تَوَضَّأَ عُثْمَانُ قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا؟ لَوْلَا آيَةٌ مَا حَدَّثْتُكُمُوهُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يَتَوَضَّأُ رَجُلٌ يُحْسِنُ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّي الصَّلَاةَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الصَّلَاةِ حَتَّى يُصَلِّيَهَا». قَالَ عُرْوَةُ: الْآيَةَ: «إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ».

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی شدتِ احتیاط:

حضرت اسماعیل بن عبید اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرکے کوئی حدیث بیان فرماتے تو آخر میں فرماتے کہ: یوں فرمایا یا اس جیسا فرمایا۔

- سنن الدارمی:

٢٧٤- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ: كَانَ أَبُو الدَّرْدَاءِ

إِذَا حَدَّثَ بِحَدِيثٍ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: هَذَا أَوْ نَحْوَهُ أَوْ شِبْهَهُ أَوْ شَكْلَهُ.
(باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا مَخَافَةَ السَّقَطِ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی شدتِ احتیاط:

حضرت انس رضی اللہ عنہ احادیث بہت کم بیان فرماتے تھے اور جب حدیث بیان فرماتے تو ساتھ میں یہ بھی فرماتے کہ: ”أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ“ یعنی یا جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے۔

- سنن الدارمی:

٢٨٢- أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ: كَانَ أَنَسٌ قَلِيلَ الْحَدِيثِ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَكَانَ إِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَ: أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. (باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا مَخَافَةَ السَّقَطِ)

حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ کی شدتِ احتیاط:

حضرت صالح دَہّان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کبھی بھی حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا“، کیوں کہ انھیں یہی خوف تھا کہ کہیں حضور اقدس ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب نہ ہو جائے۔

- سنن الدارمی:

٢٨٩- أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ الْحَكَمِ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ الْهَدَادِيُّ: حَدَّثَنَا صَالِحٌ الدَّهَّانُ قَالَ: مَا سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ زَيْدٍ يَقُولَ قَطُّ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِعْظَامًا وَاتِّقَاءً أَنْ يَكْذِبَ عَلَيْهِ.
(باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا مَخَافَةَ السَّقَطِ)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی شدتِ احتیاط:

1۔ حضرت امام شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صحبت میں ایک سال تک رہا لیکن میں نے انھیں حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرکے کوئی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔

- سنن الدارمی:

۲۷۹- أَخْبَرَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي السَّفَرِ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: جَالَسْتُ ابْنَ عُمَرَ سَنَةً فَلَمْ أَسْمَعْهُ يَذْكُرُ حَدِيثا عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

2۔ حضرت توبہ عنبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ: کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے جو کہتا ہے کہ قال رسول اللہ، قال رسول اللہ، (یعنی کثرت سے حدیثیں بیان کرتا رہتا ہے،) حالاں کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی صحبت میں ڈیڑھ دو سال رہا ہوں لیکن میں نے کبھی نہیں سنا کہ انھوں نے حضور اقدس ﷺ کی طرف نسبت کرکے کوئی حدیث بیان فرمائی ہو سوائے اس حدیث کے۔

- سنن الدارمی:

۲۷۸- أَخْبَرَنَا سَهْلُ بْنُ حَمَّادٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ: حَدَّثَنَا تَوْبَةُ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ: قَالَ لِيَ الشَّعْبِيُّ: أَرَأَيْتَ فُلاَنا الَّذِى يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ قَالَ رَسُولُ اللهِ، قَعَدْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ سَنَتَيْنِ أَوْ سَنَةً وَنِصْفا فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا إِلَّا هَذَا الْحَدِيثَ. (باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا مَخَافَةَ السَّقَطِ)

مطلب یہ کہ مسائل بتاتے وقت اور امت کی راہنمائی کرتے وقت تو احادیث پیشِ نظر رہتی تھیں اور ان کی روشنی میں مسائل اور دینی تعلیمات بیان فرماتے تھے، لیکن شدتِ احتیاط کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرکے یا حدیث کہہ کر کوئی بات کرنے کی نوبت کم ہی آتی تھی۔

حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شدتِ احتیاط:

حضرت امام عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ کوفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس (کوفہ کی) مسجد میں ایک سو بیس انصاری صحابہ کو دیکھا ہے، ان میں سے ہر ایک کی یہ حالت تھی کہ جب وہ کوئی حدیث بیان کرتے تو یہی خواہش کرتے کہ کوئی اور بھائی یہ حدیث بیان کرکے ان کی طرف سے کافی ہو جائے۔ اور جب ان سے کوئی فتویٰ پوچھا جاتا تو یہی خواہش کرتے کہ کوئی اور بھائی یہ فتویٰ دے کر ان کی طرف سے کافی ہو جائے۔

- **سنن الدارمی:**

١٣٧- أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى يَقُولُ: لَقَدْ أَدْرَكْتُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ عِشْرِينَ وَمِائَةً مِنَ الأَنْصَارِ، وَمَا مِنْهُمْ أَحَدٌ يُحَدِّثُ بِحَدِيثٍ إِلَّا وَدَّ أَنَّ أَخَاهُ كَفَاهُ الْحَدِيثَ وَلَا يُسْأَلُ عَنْ فُتْيَا إِلَّا وَدَّ أَنَّ أَخَاهُ كَفَاهُ الْفُتْيَا.

(باب مَنْ هَابَ الْفُتْيَا وَكَرِهَ التَّنَطُّعَ وَالتَّبَدُّعَ)

واضح رہے کہ یوں تو حضرات صحابہ کرام سے حدیث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط سے متعلق روایات کثرت سے ثابت ہیں جن میں سے چند ماقبل میں ذکر کردی گئی ہیں جو کہ اس معاملے میں کافی ہیں۔

خلاصہ: احادیث بیان کرنے میں حضرات صحابہ کرام کی شدتِ احتیاط سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ:

1۔ مکمل تحقیق اور اطمینان کے بغیر حدیث ہر گز بیان نہ کریں۔

2۔ جب کوئی حدیث ثابت ہو، معتبر ہو اور اسے بیان کرنا درست ہو تو اس کو ٹھیک طریقے سے بیان کریں، اس میں اپنی طرف سے بے جا تبدیلی نہ کریں۔

3۔ جہاں حدیث کے الفاظ میں ذرا شک ہو جائے تو آخر میں یہ الفاظ کہے جائیں: ”أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ“ یعنی: یا جیسا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ہے۔

4۔ جو حدیث منگھڑت، بے بنیاد اور بے اصل ہو، یا اس کا ثبوت نہ ملتا ہو تو اسے ہر گز بیان نہ کریں۔

مذکورہ باتوں کی رعایت سے بہت سے فوائد کا حصول اور بہت سے نقصانات سے اجتناب ممکن ہو سکتا ہے۔

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوچکی کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف جھوٹ منسوب کرنااور منگھڑت روایات بیان کرنا کس قدر سنگین گناہ اور جرم ہے۔ اس معاملے میں یہ پہلو بھی سامنے آتاہے کہ وہ کونسے اسباب اور وجوہات ہیں جن کی وجہ سے روایات گھڑی جاتی ہیں یا منگھڑت روایات بیان کی جاتی ہیں اور یہ منگھڑت روایات کیسے وجود میں آتی ہیں، تو زیرِ نظر ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جارہی ہے۔

البتہ یہ اصولی بات یاد رکھنی چاہیے کہ احادیث گھڑنا اور منگھڑت روایات بیان کرنا چاہے کسی بھی سبب سے ہو اور چاہے کسی بھی مقصد کے لیے ہو، بہر صورت گناہ اور ناجائز ہے، البتہ ان میں سے بعض اسباب ووجوہات کا گناہ اور جرم بعض سے بڑھ کر ہے۔ اس لیے ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ منگھڑت روایات بیان کرنے سے بالکلیہ اجتناب کرے تاکہ اس کی سنگین وعید کا مستحق نہ بنے۔

روایات گھڑنے کے اسباب ووجوہات

ذیل میں روایات گھڑنے کے چند اسباب وعوامل ملاحظہ فرمائیں:

اپنے عقائد و نظریات کی تائید کے لیے:

بعض فرقے یا جماعتیں اپنے عقائد و نظریات کی تائید، حقانیت اور ترویج کے لیے روایات گھڑتی ہیں، اس جرم کا ارتکاب انفرادی سطح پر بھی ہوتا ہے اور جماعتی سطح پر بھی۔

مخالفین کی تردید کے لیے:

بعض لوگ اپنے مخالف فرقے یا جماعت کو غلط ثابت کرنے اور بدنام کرنے کے لیے ان کی مخالفت میں روایات گھڑ لیتے ہیں۔

بدعات کی تائید وترویج کے لیے:

بہت سے بدعتی لوگ اپنی بدعات کی تائید وترویج کے لیے بھی روایات گھڑ لیتے ہیں۔

اعمالِ صالحہ کی ترغیب اور گناہوں سے ترہیب کے لیے:

بعض دینی ذہن رکھنے والے اور دین کے داعی حضرات لوگوں کو دین اور اعمالِ صالحہ کی طرف راغب کرنے اور گناہوں سے نفرت دلانے کے لیے بھی روایات گھڑ لیتے ہیں، اور یہ کام بڑی ہی نیک نیتی اور خلوص سے کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

دنیوی اغراض و مفادات کے حصول کے لیے:

بہت سے لوگ دنیوی اغراض و مفادات کے حصول کے لیے بھی روایات گھڑ لیتے ہیں جیسے:

- حکمرانوں اور اصحابِ اقتدار کی خوشنودی اور تقرب حاصل کرنے اور ان سے اپنے مفادات پورے کرنے کے لیے۔
- مال و دولت کے حصول کے لیے۔
- جاہ و جلال اور شہرت کے حصول کے لیے۔
- محدثانہ منصب کے حصول کے لیے تاکہ لوگ انھیں حدیث کا ماہر سمجھیں۔

دین کو نقصان پہنچانے کے لیے:

دین دشمن عناصر بھی دین اور امتِ مسلمہ کو نقصان پہنچانے، ان میں انتشار پھیلانے، مسلمانوں کے عقائد و نظریات بگاڑنے اور انھیں بدعات میں مبتلا کرنے کے لیے روایات گھڑتے رہتے ہیں۔

حدیث بیان کرنے میں بے احتیاطی:

بعض لوگ احادیث بیان کرنے میں احتیاط سے کام نہیں لیتے کہ وہ جو بیان کر رہے ہیں وہ واقعتاً حدیث ہے بھی یا نہیں، یعنی کہ انھیں اس کے حدیث ہونے کا مکمل یقین نہیں ہوتا، یا حدیث کے الفاظ ان کو ٹھیک طرح یاد نہیں آرہے ہوتے اور ان کو شک ہو رہا ہوتا ہے، لیکن اس کے باوجود بھی وہ اسے حدیث کہہ کر بیان

کر دیتے ہیں، پھر اس بے احتیاطی کی وجہ سے اگر روایت بیان کرنے میں غلطی ہو جائے تو ایک نئی روایت وجود میں آجاتی ہے۔ اسی طرح کوئی اچھا اور مفید مقولہ ان کے ذہن میں ہوتا ہے اور اس کو حدیث سمجھ لیتے ہیں اور حدیث کہہ کر بیان کر دیتے ہیں، یوں ایک نئی منگھڑت روایت وجود پا جاتی ہے۔

حدیث سننے میں بے احتیاطی:

بعض لوگ حدیث سنتے وقت توجہ نہیں دیتے اور بھرپور دھیان سے حدیث نہیں سنتے جس کے نتیجے میں انھیں ٹھیک طرح حدیث سنائی نہیں دیتی، تو وہ جب یہی حدیث آگے بیان کرتے ہیں اور اس میں غلطی کر جاتے ہیں تو بھی ایک نئی روایت گھڑ لیتے ہیں۔

حدیث کا مفہوم بیان کرنے میں بے احتیاطی:

بعض لوگ جب حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہیں تو بے علمی کی وجہ سے یا اپنے مقاصد وغیرہ کے حصول کے لیے حدیث ہی کو بدل دیتے ہیں جس کے نتیجے میں ایک نئی حدیث گھڑ لیتے ہیں۔

منگھڑت روایات بیان کرنے اور پھیلنے کے اسباب ووجوہات

روایات گھڑنے کے متعدد اسباب وعوامل ماقبل میں بیان ہو چکے، یہ بھی بڑی وجوہات ہیں منگھڑت روایات کے عام ہونے کی، البتہ کچھ مزید ایسے اسباب بھی ہیں جن کی وجہ سے منگھڑت روایات عام ہو جاتی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

تحقیق کیے بغیر حدیث بیان کرنا:

منگھڑت روایات عام ہونے کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو جہاں بھی کہیں خصوصًا غیر مستند ذرائعِ ابلاغ کے ذریعے کوئی حدیث مل جاتی ہے تو مستند ماہرین اہلِ علم سے تحقیق کیے بغیر ہی بیان کر دیتے ہیں۔ یہ جرم تو ہے ہی البتہ اگر یہی روش واعظین، خُطبا، اہلِ علم اور دین کے داعی حضرات اختیار کر لیں تو اس کا نقصان

بہت ہی زیادہ اور سنگین ہو جاتا ہے۔

بیانات میں انفرادیت اور دلچسپی پیدا کرنے کے لیے:

بعض واعظین اور خُطبا حضرات اپنے بیانات میں منگھڑت روایات اس لیے بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ دلچسپی لیں، ان کا اثر قبول کریں، ان کی شہرت ہو جائے، ان کے بیان کی انفرادیت ظاہر ہو، جس کے نتیجے میں ان کے دنیوی مفادات پورے ہو جائیں۔

لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنے کے لیے:

بہت سے دینی ذہن رکھنے والے اور دین کے داعی حضرات لوگوں کو دین اور اعمالِ صالحہ کی طرف راغب کرنے اور گناہوں سے نفرت دلانے کے لیے کتب میں موجود منگھڑت روایات بیان کرتے رہتے ہیں، اور یہ کام بڑی ہی نیک نیتی اور خلوص سے کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم ایک نیک کام کر رہے ہیں، ظاہر ہے کہ یہ بھی گناہ کبیرہ ہے۔

اصل مآخذ اور مصادر کی طرف مراجعت نہ کرنا:

حضرات اکابر اور بزرگانِ دین پر اعتماد کرنا نہایت ہی اہم ہے بلکہ اسی پر دین کا مدار ہے، اس لیے ان پر بد اعتمادی کسی بھی صورت قبول نہیں کی جاسکتی، یہ ایک تفصیلی بحث ہے جس کا یہ موقع نہیں، البتہ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ حضرات اکابر اور بزرگانِ دین اگر اپنی کتب میں کوئی حدیث ذکر فرمادیں تو یہ حضرات اہلِ علم خصوصًا محققین کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اصل مأخذ کی طرف مراجعت فرمائیں تاکہ مکمل اطمینان اور درست الفاظ کے ساتھ حدیث آگے بیان کی جاسکے، یہ ایک محتاط طرزِ عمل ہے جو کہ حدیث کا تقاضا بھی ہے، البتہ اگر حضرات اکابر کی ذکر فرمودہ کسی حدیث کے بارے میں ممکنہ تحقیق کے بعد یقینی طور پر یہ معلوم ہو جائے کہ یہ حدیث ثابت نہیں تو ایسی صورت میں ادب کے ساتھ اس کے ثابت نہ ہونے کو بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں،

یہ طرزِ عمل حضرات اکابر سے بداعتمادی کے زمرے میں نہیں آتا، اس سے معلوم ہوا کہ حضرات اکابر کی کسی کتاب میں موجود کسی حدیث کو جب ہم اعتماد اور حسنِ ظن کی بنیاد پر درست اور ثابت مان لیتے ہیں تو اس میں غلطی کا امکان رہ جاتا ہے کیوں کہ یہ حضرات غلطی سے تو بری نہیں ہو سکتے اور اگر کہیں وہ حدیث منگھڑت ثابت ہوئی تو یوں ایک منگھڑت روایت مزید عام ہو جاتی ہے۔

خلاصہ:

ما قبل کی تفصیل کا حاصل یہ ہے کہ احادیث کے معاملے میں بھرپور احتیاط سے کام لینا نہایت ہی ضروری ہے، کیوں کہ اس میں کسی بھی طرح کی بے احتیاطی کرنا بڑے ہی خسارے کا باعث بن جاتا ہے، اور یوں امت میں منگھڑت روایات عام ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح روایات گھڑنے اور منگھڑت روایات بیان کرنے سے خصوصی اجتناب کرنا نہایت ہی ضروری ہے، اور منگھڑت روایات کو کسی بھی درجے میں گوارہ نہیں کرنا چاہیے۔اس معاملے میں جہاں عام مسلمانوں کو بھرپور احتیاط کرنی چاہیے وہاں خصوصًا دین کے داعی اور اہلِ علم حضرات کو زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:

(فصل) الوضاعون أَصْنَاف:

(الصِّنْف الأول): الزَّنَادِقَة وهم السَّابِقُونَ إِلَى ذَلِك والهاجمون عَلَيْهِ، حملهمْ على الْوَضع الاستخفاف بِالدّينِ والتلبيس على الْمُسلمين، كَعبد الْكَرِيم بن أبي العوجاء وَمُحَمّد بن سعيد المصلوب، والْحَارث الْكَذَّاب الَّذِي ادّعى النُّبُوَّة فِي زمن عبد الْملك بن مَرْوَان، والمغيرة بن سعيد الْكُوفِي، حَتَّى قَالَ حَمَّاد بن زيد: وضعت الزَّنَادِقَة على النَّبِي ﷺ أَرْبَعَة عشر ألف حَدِيث، رَوَاهُ الْعقيلِيّ، وَقَالَ ابْن عدي: لما أَخذ ابْن أبي العوجاء وَأتي بِهِ مُحَمَّد بن سُلَيْمَان بن عَليّ فَأمر بِضَرْب عُنُقه، قَالَ: وَالله، لقد وضعت فِيكُم أَرْبَعَة آلَاف حَدِيث، أحرم فِيهَا الْحَلَال وَأحل فِيهَا الْحَرَام. قَالَ ابْن الْجَوْزِيّ: وَقد كَانَ من هَؤُلَاءِ من يتغفل الشَّيْخ فيدس فِي كِتَابه مَا لَيْسَ من

حَدِيثه فيرويه ذَلِك الشَّيْخ ظنا مِنْهُ أَنه من حَدِيثه.

(الصِّنْف الثَّانِي): أَصْحَاب الْأَهْوَاء والبدع وضعُوا أَحَادِيث نصْرَة لمذاهبهم أَو ثلبا لمخالفهم، روى ابْن أبي حَاتِم فِي مُقَدّمَة «كتاب الْجرْح وَالتَّعْدِيل» عَن شيخ من الْخَوَارِج أَنه كَانَ يَقُول بعد مَا تَابَ: انْظُرُوا عَمَّن تأخذون دينكُمْ؛ فَإِنَّا كُنَّا إِذا هوينا أمرا صيرنا لَهُ حَدِيثا. وَقَالَ الْحَاكِم أَبُو عبد الله: كَانَ مُحَمَّد بن الْقَاسِم الطَّالقَانِي من رُؤَسَاء المرجئة يضع الحَدِيث على مَذْهَبهم، وَحكى ابْن عدي أَن مُحَمَّد بن شُجَاع الثَّلْجِي -بِالْمُثَلثَةِ وَالْجِيم- كَانَ يضع الْأَحَادِيث الَّتِي ظَاهرهَا التجسيم وينسبها إِلَى أهل الحَدِيث يقْصد الشناعة عَلَيْهِم؛ لما بَينه وَبينهمْ من الْعَدَاوَة المذهبية، وَقَالَ أَبُو الْعَبَّاس الْقُرْطُبِيّ صَاحب «الْمُفْهم»: استجاز بعض فُقَهَاء أهل الرَّأْي نِسْبَة الحكم الَّذِي دلّ عَلَيْهِ الْقيَاس إِلَى رَسُول الله ﷺ نِسْبَة قولية فَيَقُول فِي ذَلِك: قَالَ رَسُول الله كَذَا، وَلِهَذَا ترى كتبهمْ مشحونة بِأَحَادِيث تشهد متونها بِأَنَّهَا مَوْضُوعَة؛ لِأَنَّهَا تشبه فَتَاوَى الْفُقَهَاء، وَلِأَنَّهُم لَا يُقِيمُونَ لَهَا سندا.

(الصِّنْف الثَّالِث): قوم اتَّخذُوا الْوَضع صناعَة وتسوقا جَرَاءَة على الله وَرَسُوله حَتَّى إِن أحدهم ليسهر عَامَّة ليله فِي وضع الحَدِيث كَأبي البخْترِي وهب بن وهب القَاضِي وَسليمَان ابْن عَمْرو النَّخعِيّ وَالْحُسَيْن بن علوان واسحق بن نجيح الْمَلْطِي، ذكر ذَلِك الامام أَبُو حَاتِم ابْن حبَان فِي مُقَدّمَة كِتَابه «الضُّعَفَاء والمجروحين».

(الصِّنْف الرَّابِع): قوم ينسبون إِلَى الزّهْد حملهم التدين النَّاشِئ عَن الْجَهْل على وضع أَحَادِيث فِي التَّرْغِيب والترهيب ليحثوا النَّاس بزعمهم على الْخَيْر ويزجروهم عَن الشَّرّ، وَقد جوز ذَلِك الكرامية وَكَذَا بعض المتصوفة كَمَا قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر، قَالَ حجَّة الْإِسْلَام الْغَزالِيّ: وَهَذَا من نزغات الشَّيْطَان فَفِي الصدْق مندوحة عَن الْكَذِب وَفِيمَا ذكر الله وَرَسُوله غنية عَن الاختراع فِي الْوَعْظ، وَقَالَ شيخ الْإِسْلَام النَّوَوِيّ: خالفوا فِي ذَلِك إِجْمَاع الْمُسلمين الَّذين يعْتد بهم على تَحْرِيم تعمد الْكَذِب على رَسُول الله ﷺ وعَلى أَنه من الْكَبَائِر لخَبر: «من كذب عَليّ مُتَعَمدا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَده من النَّار»، بل بَالغ الشَّيْخ أَبُو مُحَمَّد الْجُوَيْنِيّ فَكفر بِهِ .....

(الصِّنْف الْخَامِس): أَصْحَاب الْأَغْرَاض الدُّنْيَوِيَّة كَالْقصاصِ والشحاذين وَأَصْحَاب الْأُمَرَاء

وأمثلة ذَلِك كَثِيرَة ....

(الصِّنْف السَّادِس): قوم حملهم الشره ومحبة الظُّهُور على الْوَضع، فَجعل بَعضهم لذِي الْإِسْنَاد الضَّعِيف إِسْنَادًا صَحِيحا مَشْهُورا، وَجعل بَعضهم للْحَدِيث إِسْنَادًا غير إِسْنَاده الْمَشْهُور ليستغرب وَيطْلب، قَالَ الْحَاكِم أَبُو عبد الله: وَمن هَؤُلَاءِ إِبْرَاهِيم بن اليسع وَهُوَ ابْن أبي حَيَّة كَانَ يحدث عَن جَعْفَر الصَّادِق وَهِشَام بن عُرْوَة فيركب حَدِيث هَذَا على حَدِيث ذَاك لتستغرب تِلْكَ الْأَحَادِيث بِتِلْكَ الْأَسَانِيد ....

(الصِّنْف السَّابِع): قوم وَقع الْمَوْضُوع فِي حَدِيثهمْ وَلم يتعمدوا الْوَضع، كمن يغلط فيضيف إِلَى النَّبِي ﷺ كَلَام بعض الصَّحَابَة أَو غَيرهم، وَكمن ابْتُلِيَ بِمن يدس فِي حَدِيثه مَا لَيْسَ مِنْهُ، كَمَا وَقع ذَلِك لحماد بن سَلمَة مَعَ ربيبه عبد الْكَرِيم بن أبي العوجاء وكما وَقع لِسُفْيَان بن وَكِيع مَعَ وراقه قرطمة، ولعَبْد الله بن صَالح كَاتب اللَّيْث مَعَ جَاره، وَكمن تدخل عَلَيْهِ آفَة فِي حفظه أَو فِي بَصَره أَو فِي كِتَابه فيروي مَا لَيْسَ من حَدِيثه غالطا، قَالَ ابْن الصّلاح: وَأَشد هَذِه الْأَصْنَاف ضَرَرا أهل الزّهْدُ لأَنهم للثقة بهم وتوسم الْخَيْر فيهم يقبل موضوعاتهم كثير مِمَّن هُوَ على نمطهم فِي الْجَهْل ورقة فِي الدَّين، قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر ويلتحق بالزهاد فِي ذَلِك المتفقهة الَّذين استجازوا نِسْبَة مَا دلّ عَلَيْهِ الْقيَاس إِلَى النَّبِي ﷺ، قَالَ: وأخفى الْأَصْنَاف الصِّنْف الْأَخير الَّذين لم يتعمدوا مَعَ وَصفهم بِالصّدقِ فَإِن الضَّرَر بهم شَدِيد؛ لدقة اسْتِخْرَاج ذَلِك إِلَّا من الْأَئِمَّة النقاد، وَأما بَاقِي الْأَصْنَاف فَالْأَمْر فيهم أسهل؛ لِأَن كَون تِلْكَ الْأَحَادِيث كذبا لَا تخفى إِلَّا على الأغبياء.

منگھڑت روایات سے متعلق حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے ارشادات

ماقبل میں احادیث بیان کرنے میں احتیاط اور منگھڑت روایات سے خصوصی اجتناب سے متعلق تفصیلی مضامین ذکر ہوچکے، اور ان میں اسی حوالے سے جو دعوتِ فکر دی گئی ہے وہ بھی بخوبی واضح ہوچکی ہے، البتہ ذیل میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے چند ملفوظات ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ یہ معاملہ مزید واضح ہوسکے اور احادیث بیان کرنے میں جو بے احتیاطی عام ہوچکی ہے اس سے بچنے اور اس کی روک تھام کی فکر پیدا کی جاسکے۔

1۔ حضرت حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

اسی طرح زبان کے اور بھی گناہ ہیں جن کو لوگ جانتے بھی نہیں، بلکہ بعضے گناہ ایسے بھی ہیں جن کو عام لوگ طاعت سمجھتے ہیں، کیوں کہ وہ ذکرُاللہ ہے اور ذکرُالرسول ﷺ ہیں، مگر حقیقت میں وہ ذکرِ موضوع [یعنی منگھڑت] روایات ہیں، اس میں پڑھے لکھے بھی مبتلا ہیں (پڑھے لکھوں میں مراد معمولی پڑھے لکھے ہیں، ورنہ کامل اہل ایسی غلطیوں میں کیوں مبتلا ہوتے۔)، اس کی یہ مثالیں ہیں کہ ''معراج نامہ'' پڑھنا، ''ساپن نامہ'' پڑھنا، ''وفات نامہ'' پڑھنا، کیوں کہ یہ سب قصے موضوع [یعنی منگھڑت] ہیں، کسی معمولی آدمی کی طرف بھی غلط بات کی نسبت بُرا ہے، دنیا میں بھی اس پر گرفت ہوتی ہے، چہ جائیکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط باتیں منسوب کی جائیں۔

یہ خرابی آجکل کے جاہل واعظوں کی ہے جن کو علم تو ہے نہ [کہ] معتبر کتابوں سے صحیح صحیح روایتیں نکال سکیں، اس واسطے اردو کی کتابوں میں سے جو اور رنگین مضامین یاد کرلیتے ہیں تاکہ وعظ میں خوب دلچسپی ہو۔ [آگے فرماتے ہیں کہ:] جاہلوں کے نزدیک تو ان سے وعظ میں رنگ آتا ہے اور وہ برستے ہیں اور علماء وعارفین کے نزدیک انوار نہیں، بلکہ نار [یعنی آگ] برستی ہے، دلیل اس کی حدیث ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، یعنی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ کہ: جو کوئی میری نسبت کوئی جھوٹی بات قصداً بیان کرے

تو چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ دیکھیے کس قدر سخت وعید ہے اور یہ حدیث کیا بتلاتی ہے۔

فضائل میں بھی موضوعات کا بیان کرنا جائز نہیں:

یہ حدیث ایسی مجلسوں میں جہاں موضوعات پڑھی جائیں نار [یعنی آگ] کا برسنا ثابت کرتی ہے یا انوار کا؟ بعض جاہلوں نے یہاں تک غضب کیا کہ یہ سمجھ رکھا ہے کہ موضوع (یعنی منگھڑت) باتیں شریعت کے کسی فائدے کے لیے یہ بیان کر دینا درست ہے، جیسے نماز کے متعلق ایسے فضائل بیان کر دیے جائیں جن کی قرآن حدیث میں کچھ بھی اصل نہ ہو، مگر ان سے نماز پر تحریض ہوتی ہو تو [حرج] نہیں۔

سمجھ لیجیے کہ یہ بالکل غلط ہے، اور اس میں دو خرابیاں ہیں: ایک تو اس وعید کو سر لینا جو ابھی بیان ہوئی یعنی: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ (جس شخص نے قصداً مجھ پر جھوٹ بولا پس چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے)، دوسرے شریعت کی طرف ایک نیا مسئلہ منسوب کرنا ہے کہ ایسا اس سے جائز ہے، نیز اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ شریعت کامل نہیں ہے، کیوں کہ یہ مسئلہ شریعت میں کہیں منقول نہیں، حالاں کہ شریعتِ اسلامی کامل و مکمل ہے: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (آج ہم نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو مکمل کر دیا)۔ دین کو حق تعالیٰ نے کامل فرمایا ہے، اور کوئی نعمت ایسی نہیں چھوڑی جس کو پورا نہ کر دیا ہو، نعمت سے مراد دینی نعمت ہے، تو کوئی بات دین کی ایسی نہیں رہی جس کی شریعت میں کمی ہو۔

غلط روایتوں کو بیان کرنا درحقیقت یہ ظاہر کرنا ہے کہ دین میں اس فضیلت کی کمی رہ گئی، یہ ایجاد فی الدین ہے اور تجربہ سے ثابت ہو سکتا ہے کہ یہ صرف ان لوگوں کے علم اور نظر کا قصور ہے کہ ان کو واقعی فضائل نماز کے معلوم نہیں، حدیث کی کتابوں میں واقعی فضائل اتنے موجود ہیں کہ ساری عمر بیان کیے جاؤ ختم نہ ہوں، پھر کیا ضرورت ہے کہ جھوٹ بولا جائے؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے جب فتوحات کیے تھے تو نو مسلموں کو موضوع (یعنی منگھڑت) فضائل سے نماز کی ترغیب دی تھی، حاشا وکلّا! وہ لوگ کامل سچے تھے، اور

ان کے بیچ ہی کا یہ اثر تھا کہ ان کی ذرا سی بیان کی ہوئی فضیلت جس کے اندر گھس جاتی اور نو مسلموں کو ایسا پکا نمازی بنالیتی تھی کہ خود نماز پڑھنے والا بھی چاہے کہ نماز قصداً چھوڑ دے تو نماز نہ چھوڑ سکتا تھا۔

واقعی باتوں کا اثر:

جھوٹے فضائل میں یہ اثر کہاں؟ جھوٹی روایتوں سے اس وقت تو جوش ہوتا ہے لیکن ان میں فطری ظلمت ہوتا ہے کہ قلوب ان کو قبول نہیں کرتے اور مجلس سے اٹھتے ہی ان کا ذرا بھی اثر باقی نہیں رہتا، چنانچہ دیکھ لیجیے کہ مصنوعی وعظوں میں کیا اثر ہے اور اہلُ اللہ و محققین کے وعظوں میں کیا اثر ہے۔

بعض اہلِ قلب کے وعظوں کی مجلس میں سے جنازے اٹھ گئے ہیں، یہ اصلی اور واقعی باتوں کا اثر ہے، مصنوعی مصنوعی ہے اور اصلی اصلی ہے، خوب سمجھ لیجیے کہ موضوع روایتیں اور کتابیں پڑھنا جائز نہیں، اور یہ بھی زبان کے بدترین گناہوں میں سے ہے۔(خطبات حکیم الامت وعظ: ذم المکروہات،26/ 315،316)

2۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

جب تک محدثین کے نزدیک حدیث ثابت نہ ہو، ہر کتاب میں لفظِ حدیث دیکھ کر اس کے حدیث ہونے کا یقین نہ کرو۔اور ''أنا عرب بلا عين وأنا أحمد بلا ميم'' [میں بلا عین عرب ہوں اور بلا میم احمد ہوں]،اور اسی قسم کے خرافات الفاظ کو حدیثِ رسول جاننا ضلالت ہے۔

(حکیم الامت کا منگھڑت روایات پر تعاقب صفحہ:52بحوالہ:اصلاح الاغلاط والاخلاط)

3۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ ایک اور جگہ فرماتے ہیں کہ:

روایات وحکایات میں بے انتہا احتیاط کریں، اس میں بڑے بڑے دیندار اور فہیم لوگ بے احتیاطی کرتے ہیں، خواہ سمجھنے میں یا نقل کرنے میں۔

(حکیم الامت کا منگھڑت روایات پر تعاقب صفحہ:59،بحوالہ: تنبیہات وصیت)

مذکورہ ملفوظات سے معلوم ہوا کہ :

1۔ وہ واعظین بڑی ہی غلطی کا شکار ہیں کہ جو لوگوں کو دین اور اعمالِ صالحہ کی طرف راغب کرنے اور گناہوں سے نفرت دلانے کے لیے منگھڑت روایات بیان کرتے رہتے ہیں اور اپنے اس طرزِ عمل کو درست بھی سمجھتے ہیں۔ ماقبل میں اس سے متعلق تفصیل ذکر ہو چکی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ منگھڑت روایات چاہے کتنی بھی نیک نیتی سے بیان کی جائیں بہر صورت گناہ اور خسارے والی بات ہے۔

2۔ اس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ منگھڑت روایات بیان کرنا بھی بدعت کے زمرے میں آتا ہے کہ یہ دین میں اپنی طرف سے کوئی بات ایجاد کرنا ہے جس کا گناہ بہت ہی سنگین ہے۔ اور جب صحیح اور معتبر فضائل موجود ہیں تو منگھڑت فضائل بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے ؟

3۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض منگھڑت روایات کے مضامین واضح طور پر دینی عقائد و نظریات اور تعلیمات کے خلاف ہوتے ہیں جن کا گمراہی ہونا بالکل واضح سی بات ہے۔

4۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ احادیث کے معاملے میں ہر ایک پہلو اور جہت کے اعتبار سے احتیاط کرنی چاہیے، یعنی حدیث سمجھنے میں، حدیث بیان کرنے میں اور حدیث سننے میں۔

5۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ منگھڑت روایات سے امت کی اصلاح اور دین کی اشاعت کا کام لینا بڑی غلط فہمی اور نادانی ہے، نیز یہ طرزِ عمل شریعت کے بھی خلاف ہے۔

منگھڑت روایات بیان کرنے کا حکم:

1۔احادیث اور اجماعِ امت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منگھڑت روایات بیان کرنا چاہے کسی بھی مقصد کے لیے ہو سنگین جرم، حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔ چنانچہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مجھ پر جھوٹ باندھنا عام لوگوں پر جھوٹ باندھنے کی طرح نہیں ہے، تو جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔''

- صحیح مسلم:

٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ رَبِيعَةَ قَالَ: أَتَيْتُ الْمَسْجِدَ وَالْمُغِيرَةُ أَمِيرُ الْكُوفَةِ قَالَ: فَقَالَ الْمُغِيرَةُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلَى أَحَدٍ، فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

یہ تو ایک واضح سی بات ہے کہ جب عام آدمی کی طرف منگھڑت بات منسوب کرنا جھوٹ اور گناہ ہے تو سوچنے کا مقام ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی طرف کوئی منگھڑت بات منسوب کرنا کس قدر بڑا گناہ اور جھوٹ ہوگا! اس لیے حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد سے احایث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط سے کام لینے کی تاکید واضح ہو جاتی ہے، اور اسی کے ساتھ ساتھ احادیث گھڑنے اور منگھڑت احادیث بیان کرنے والوں کو سختی کے ساتھ تنبیہ بھی ہو جاتی ہے۔

2۔ منگھڑت احادیث بیان کرنے پر مذکورہ وعید اُس وقت ہے کہ جب یہ بات معلوم ہو کہ یہ حدیث منگھڑت ہے اور اس کے باوجود بھی اس کو بیان کیا جائے، اس کا گناہ کبیرہ ہونا تو واضح ہے، البتہ اگر کوئی شخص کسی جگہ کوئی حدیث دیکھ کر اسے بیان کر دیتا ہے اور اسے معلوم نہیں ہوتا کہ یہ حدیث منگھڑت ہے، بلکہ وہ اس کو ثابت شدہ حدیث ہی سمجھ لیتا ہے، حالاں کہ وہ حدیث منگھڑت ہوتی ہے تو چوں کہ یہ کام اس نے قصداً نہیں کیا اس لیے بظاہر مذکورہ وعید کا تو وہ مستحق نہیں ہوگا، البتہ چوں کہ اس نے حدیث کے معاملے میں احتیاط سے کام نہیں لیا اور مستند ماہرین اہلِ علم سے اس کی تحقیق نہیں کی بلکہ یوں ہی کسی جگہ حدیث دیکھ کر اس کو بیان کر دیا تو ایسا

شخص واضح طور پر اُس حدیث کا مصداق ٹھہرتا ہے جس میں ہر سنی سنائی بات کو تحقیق کیے بغیر آگے بیان کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حضرت حفص بن عاصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنی بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات کو (تحقیق کیے بغیر) آگے بیان کردے۔‘‘

- صحیح مسلم:

٧- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَا: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ».

اس حدیث میں ہر سنی ہوئی بات کو بغیر تحقیق کے آگے بیان کرنے والے کو جھوٹا قرار دیا گیا ہے، ذرا غور کیجیے کہ اگر اس بات کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کی جارہی ہو تو ایسے میں بغیر تحقیق کیے اس کو آگے بیان کرنا کس قدر سنگین جرم قرار پاتا ہے! اس حدیث میں ان لوگوں کے لیے بڑی سخت تنبیہ ہے جو تحقیق کیے بغیر احادیث بیان کرتے اور پھیلاتے رہتے ہیں۔

3۔ اگر کسی حدیث کا کوئی معتبر ثبوت موجود نہ ہو اور حضرات اہلِ علم بھی اس کے ثبوت سے متعلق لاعلمی کا اظہار کرتے ہوں تو اس کے باوجود بھی اس حدیث کو بیان کرنا نہایت ہی غیر محتاط، غیر ذمہ دارانہ اور غلط طرزِ عمل ہے، بلکہ یہ ناجائز اور گناہ والا کام ہے، اور ایسے شخص کے بارے میں بھی یہی کہا جاسکتا ہے کہ وہ حضور اقدس ﷺ کی طرف جھوٹ اور منگھڑت بات کی نسبت کرنے والا ہے، کیوں کہ یہ تو ظاہر سی بات ہے کہ احادیث کا معاملہ اتنا ہلکا اور معمولی نہیں کہ ثبوت کا علم نہ ہونے کے باوجود بھی کسی بات کو حدیث سمجھ لیا جائے اور اسے آگے بیان کردیا جائے، بلکہ حدیث بیان کرنے کے لیے اس کے حدیث ہونے کا یقینی علم ہونا ضروری ہے اور جہاں ثبوت ہی میسر نہ ہو تو کس دلیل کی بنیاد پر اسے حدیث تسلیم کرلیا جائے؟ کیوں کہ یہ تو واضح سی بات ہے کہ کسی حدیث کے حدیث ہونے کا علم تو اس کے معتبر ثبوت ہی سے ہوسکتا ہے، تو جب عدمِ ثبوت کی

وجہ سے اسے حدیث قرار نہیں دیا جاسکتا تو اسے حدیث کہہ کر بیان کرنا بھی ناجائز اور گناہ ہے۔

اس سے اُن حضرات کی غلطی بھی واضح ہو جاتی ہے جو کہ منگھڑت حدیث کو اس لیے منگھڑت تسلیم نہیں کرتے کہ اس کے منگھڑت ہونے کا کوئی ثبوت نہیں! حالاں کہ ثبوت تو کسی حدیث کے ہونے کے لیے ضروری ہوتا ہے نہ کہ کسی حدیث کے منگھڑت ہونے کے لیے، بلکہ منگھڑت ہونے کے لیے اتنی بات بھی کافی ہو جاتی ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں، باقی جو حضرات اس کے حدیث ہونے اور ثابت ہونے کے دعویدار ہیں اُن کے ذمے معتبر ثبوت پیش کرنا ضروری ہے۔اس کی مزید تفصیل بعد میں ذکر ہو گی ان شاءاللہ۔

4۔جب کسی حدیث کے ثبوت سے متعلق شک ہو تو جب تک اس کے حدیث ہونے کے بارے میں تحقیق اور اطمینان نہ ہو جائے اسے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری اور واجب ہے، کیوں کہ حضرات محدثین کرام کی تصریح کے مطابق حدیث میں شک ہونے یعنی اس کے حدیث ہونے کا یقین نہ ہونے کے باوجود بھی اس کو بیان کرنا حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے زمرے میں آتا ہے جو کہ حرام اور سخت گناہ ہے۔اس کی مزید تفصیل ماقبل میں نمبر 3 میں ذکر ہو چکی۔

حاصلِ کلام:

ماقبل کی تفصیل کا حاصل یہ سامنے آتا ہے کہ حدیث بیان کرنا یعنی حضور اقدس ﷺ کی طرف کوئی بات منسوب کرنا نہایت ہی احتیاط طلب اور ذمہ داری والا کام ہے، اس لیے جب تک کسی حدیث کے بارے میں یقینی طور پر یہ معلوم نہ ہو جائے کہ یہ حدیث ثابت اور معتبر ہے تب تک اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے، بصورتِ دیگر اس کے منگھڑت ہونے کی صورت میں حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے اور ان کی طرف منگھڑت بات منسوب کرنے کا سنگین گناہ حصہ میں آئے گا جو کہ بڑا ہی خسارہ ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے دو عبارات ملاحظہ فرمائیں، جن سے حضرات اہلِ علم کے سامنے یہ معاملہ بخوبی واضح ہو سکے گا۔

1۔ حضرت محدث امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب "تحذير الخواص من أكاذيب القصاص" میں تحریر فرماتے ہیں:

١٠٥ – ٨: وَأخرج الطَّبَرَانِيّ عَن أبي أُمَامَة سَمِعت رَسُول الله ﷺ يَقُول: من حدث عني حَدِيثا كذبا مُتَعَمدا فَليَتَبَوَّأ مَقْعَده من النَّار». قَالَ التِّرْمِذِيّ فِي «جَامعه»: سَأَلت عبد الله بن عبد الرَّحْمَن أَبَا مُحَمَّد يَعْنِي الدَّارمِيّ عَن حَدِيث النَّبِي ﷺ: «من حدث عني حَدِيثا وَهُوَ يرى أَنه كذب فَهُوَ أحد الْكَاذِبين»، قلت لَهُ: من روى حَدِيثا وَهُوَ يعلم أَن إِسْنَاده خطأ فَهُوَ دَاخل فِي حَدِيث النَّبِي ﷺ؟ أَو إِذا روى النَّاس حَدِيثا مُرْسلا فأسنده بَعضهم أَو قلب إِسْنَاده يكون قد دخل فِي هَذَا الحَدِيث؟ فَقَالَ: لَا، إِنَّمَا معنى هَذَا الحَدِيث: إِذا روى الرجل حَدِيثا وَلَا يعرف لذَلِك الحَدِيث عَن النَّبِي ﷺ أصل فَحدث بِهِ فَأَخَاف أَن يكون قد دخل فِي هَذَا الحَدِيث. وَقَالَ النَّوَوِيّ فِي «شرح مُسلم»: تحرم رِوَايَة الحَدِيث الْمَوْضُوع على من عرف كَونه مَوْضُوعا، أَو غلب على ظَنّه وَضعه، فَمن روى حَدِيثا علم أَو ظن وَضعه وَلم يبين حَال رِوَايَته وَضعه فَهُوَ دَاخل فِي هَذَا الْوَعيد مندرج فِي جملَة الْكَاذِبين على رَسُول الله ﷺ؛ لقَوْله ﷺ: «من حدث عني بِحَدِيث يرى أَنه كذب فَهُوَ أحد الْكَاذِبين». قَالَ: وَلَا فرق فِي تَحْرِيم الْكَذِب عَلَيْهِ ﷺ بَين مَا كَانَ فِي الْأَحْكَام وَمَا لَا حكم فِيهِ كالترغيب والترهيب والمواعظ وَغير ذَلِك، وَكله حرَام من أكبر الْكَبَائِر وأقبح القبائح بِإِجْمَاع الْمُسلمين الَّذين يعْتد بهم فِي الإجماع، -إِلَى أَن قَالَ:- وَقد أجمع أهل الْحل وَالْعقد على تَحْرِيم الْكَذِب على آحَاد النَّاس فَكيف بِمن قَوْله شرع وَكَلَامه وَحي! وَالْكذب عَلَيْهِ كذب على الله تَعَالَى، قَالَ تَعَالَى: «وَمَا ينْطق عَن الْهوى إِن هُوَ إِلَّا وَحي يُوحى». انْتهى. وَقَالَ القَاضِي عِيَاض فِي «شرح مُسلم» فِي حَدِيث: «من حدث عني حَدِيثا يرى أَنه كذب فَهُوَ أحد الْكَاذِبين»: وَكَيف لَا يكون كَاذِبًا وَهُوَ دَاخل تَحت حد الْكَاذِب، وَكَلَامه دَاخل تَحت حد الْكَذِب. قَالَ: وَقَالَ أَبُو جَعْفَر الطَّحَاوِيّ: هُوَ دَاخل فِي وَعِيد الحَدِيث فِيمَن كذب على النَّبِي ﷺ. وَقَالَ أَبُو عبد الله الْحَاكِم: هَذَا وَعِيد للمحدث إِذا حدث بِمَا يعلم أَنه كذب وَإِن لم يكن هُوَ الْكَاذِب, انْتهى.

2۔ **حضرت محدث علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ اپنی کتاب** ''الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة'' **میں تحریر فرماتے ہیں:**

وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيّ: توعد عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام بالنَّار من كذب عَلَيْهِ بعد أمره بالتبليغ عَنهُ فَفِي ذَلِك دَلِيل على أَنه إِنَّمَا أَمر أَن يبلغ عَنهُ الصَّحِيح دون السقيم وَالْحق دون الْبَاطِل لَا أَن يبلغ عَنهُ جَمِيع مَا رُوِيَ عَنهُ؛ لِأَنَّهُ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلَاة وَالسَّلَام: «كفى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَن يحدث بِكُل مَا سمع»، أخرجه مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيث أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِي الله عَنهُ. ثمَّ من روى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَدِيثا وَهُوَ شَاك فِيهِ أصحيح أم غير صَحِيح يكون كَأحد الْكَاذِبين؛ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «من حدث عني حَدِيثا وَهُوَ يرى أَنه كذب» حَيْثُ لم يقل وَهُوَ يستيقن أَنه كذب.

منگھڑت روایات سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ

بندہ نے جب ''سلسلہ اصلاحِ اغلاط'' کے تحت منگھڑت روایات کی نشاندہی سے متعلق متعدد قسطیں لکھیں تو اس دوران متعدد حضرات کی جانب سے چند سوالات سامنے آئے جو کہ درحقیقت غلط فہمیوں پر مبنی تھے، ایسے سوالات کا سامنا تقریباً ہر اُس عالم اور محقق کو کرنا پڑتا ہے کہ جو احادیث کی تحقیق سے وابستہ ہو۔ اس لیے ذیل میں اُن شبہات اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جارہا ہے جو کہ مسلمانوں میں رائج ہیں جن کی وجہ سے بہت سے لوگ منگھڑت روایات کو بیان کرنے سے اجتناب نہیں کرتے، حالاں کہ درحقیقت یہ وساوس اور بے بنیاد خیالات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ہم احادیث کو بیان کرنے جیسے اہم اور محتاط معاملے میں بھی بے احتیاطی اور غفلت پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

ذیل میں ایسی چند غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے۔

روایت کے منگھڑت ہونے کا حوالہ طلب کرنے کی حقیقت:

جب حضرات اہلِ علم تحقیق کے بعد کسی روایت سے متعلق یہ حکم لگاتے ہیں کہ یہ روایت منگھڑت ہے یا یہ روایت ثابت نہیں، تو کئی لوگوں کی جانب سے یہ مطالبہ سامنے آتا ہے کہ اس کا کوئی حوالہ دیجیے۔ واضح رہے کہ یہ مطالبہ درحقیقت غلط فہمی پر مبنی ہوتا ہے کیوں کہ:

1۔ حوالہ تو کسی روایت کے موجود ہونے کا دیا جاسکتا ہے، اب جو روایت احادیث اور سیرت کی کتب میں موجود ہی نہ ہو تو اس کا حوالہ کہاں سے پیش کیا جائے! ظاہر ہے کہ حوالہ تو کسی روایت کے موجود ہونے کا ہوتا ہے، روایت کے نہ ہونے کا تو کوئی حوالہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمارے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ یہ روایت موجود نہیں، باقی جو حضرات اس روایت کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اصولی طور پر حوالہ اور ثبوت انھی کے ذمے ہیں، اس لیے انھی سے حوالہ اور ثبوت طلب کرنا چاہیے، تعجب کی بات یہ ہے کہ جو حضرات کسی غیر ثابت روایت کو بیان کرتے ہیں اُن سے تو حوالہ اور ثبوت طلب نہیں کیا جاتا لیکن جو محقق اور معتبر عالم یہ کہے کہ یہ

روایت ثابت نہیں تو اُن سے حوالے اور ثبوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے! کس قدر عجیب بات ہے یہ! ایسی روش اپنانے والے حضرات کو اپنی اس عادت کی اصلاح کرنی چاہیے اور انھی سے حوالہ اور ثبوت طلب کرنا چاہیے کہ جو کسی روایت کو بیان کرتے ہیں یا اس کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اگر یہ مزاج عام ہو جائے تو بہت سی منگھڑت روایات کی حقیقت واضح ہو سکے گی اور خطباء اور واعظین حضرات بھی روایات بیان کرنے میں احتیاط کریں گے۔

2۔ البتہ اگر حوالہ سے مراد یہ ہو کہ کسی محدث یا امام کا قول پیش کیا جائے جنھوں نے اس روایت کے بارے میں ثابت نہ ہونے یا بے اصل ہونے کا دعویٰ کیا ہو تو مزید اطمینان اور تسلی کے لیے یہ مطالبہ معقول اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہر روایت کے بارے میں کسی محدث اور امام کا قول ملنا بھی مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ گزرتے زمانے کے ساتھ نئی نئی منگھڑت روایات ایجاد ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اگر کوئی مستند عالم تحقیق کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ یہ روایت یا واقعہ ثابت نہیں اور وہ اس کے عدمِ ثبوت پر کسی محدث یا امام کا قول پیش نہ کر سکے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ ان کا یہ دعویٰ غیر معتبر ہے کیوں کہ ممکن ہے کہ کسی امام یا محدث نے اس روایت کے بارے میں کوئی کلام ہی نہ کیا ہو، بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہو، ایسی صورت میں بھی اس روایت کو ثابت ماننے والے حضرات کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس روایت کا معتبر حوالہ اور ثبوت پیش کریں، اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ انھی حضرات سے ثبوت اور حوالہ کا مطالبہ کریں۔ اور جب تحقیق کے بعد بھی اُس روایت کے بارے میں کوئی بھی ثبوت نہ ملے تو یہ اس روایت کے ثابت نہ ہونے کے لیے کافی ہے۔

کسی خطیب یا بزرگ کا کوئی حدیث بیان کرنا اس کے معتبر ہونے کی دلیل نہیں بن سکتی:

منگھڑت اور بے اصل روایات سے متعلق ایک اہم نکتہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی روایت واقعتًا بے اصل، منگھڑت اور غیر معتبر ہے تو وہ کسی مشہور خطیب اور بزرگ کے بیان کرنے سے معتبر نہیں بن جاتی۔ اس اہم نکتے سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جب انھیں کہا جائے کہ یہ روایت منگھڑت یا غیر معتبر ہے

توجواب میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیسے منگھڑت ہے حالاں کہ یہ میں نے فلاں مشہور بزرگ یاخطیب سے خود سنی ہے۔ظاہر ہے کہ کسی حدیث کے قابلِ قبول ہونے کے لیے یہ کوئی دلیل نہیں بن سکتی کہ میں نے فلاں عالم یا بزرگ سے سنی ہے، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ احادیث کی معتبر کتب میں موجود ہو،اسی کے ساتھ ساتھ روایت کواصولِ حدیث کے معیار پر بھی پرکھاجاتاہے،تب جاکر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ حدیث ثابت اور معتبر ہے بھی یا نہیں۔ خلاصہ یہ کہ غلطی تو بڑے سے بڑے بزرگ اور عالم سے بھی ہوسکتی ہے کہ وہ لاعلمی اور انجانے میں کوئی منگھڑت روایت بیان کردیں،البتہ ان کی اس غلطی اور بھول کی وجہ سے کوئی منگھڑت اور غیر معتبر روایت معتبر نہیں بن جاتی،بلکہ وہ بدستور منگھڑت اور بے اصل ہی رہتی ہے۔

تنبیہ:

ماقبل کی وضاحت کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ حضرات اہلِ علم اور بزرگانِ دین جو احادیث بیان فرمائیں انھیں غیر معتبر سمجھا جائے اور ان پر اعتماد نہ کیا جائے،ایسا ہر گز نہیں،کیوں کہ عوام کے لیے حضرات اہلِ علم اور بزرگانِ دین پر اعتماد کیے بغیر کوئی اور چارہ نہیں، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب محقق اور مستند اہلِ علم کی جانب سے کسی روایت سے متعلق یہ نشاندہی ہو جائے کہ یہ روایت معتبر نہیں ہے تو ان کے مقابلے میں یہ دلیل پیش نہیں کرنی چاہیے کہ یہ حدیث کیسے بے اصل ہوسکتی ہے حالاں کہ یہ تو میں نے فلاں بزرگ اور خطیب سے سنی ہے!کیوں کہ یہ بات دلیل بن ہی نہیں سکتی،بلکہ ایسے موقع پر محققین اہلِ علم کی بات تسلیم کرلینی چاہیے۔

حضرات اکابر کی کتب میں کسی منگھڑت روایت کے موجود ہونے کی حقیقت:

حضرات اکابر اہلِ علم کی کتب میں موجود کسی روایت کے بارے میں جب مستند اکابر، اہلِ علم اور محققین حضرات کی تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوجائے کہ یہ منگھڑت ہے تو ایسے میں یہ سوال بھی اٹھتا ہے کہ جب یہ روایت منگھڑت ہے تو حضرات اکابر نے یہ کیوں لکھی ہے؟ تو عام مسلمانوں کی تشفی اور راہنمائی کے لیے اس حوالے سے چند پہلو واضح کیے جاتے ہیں:

1۔اس معاملے میں اس بات کا قوی احتمال اور امکان ہوتا ہے کہ ان حضرات اکابر کے سامنے اس روایت کا منگھڑت ہونا واضح نہ ہوسکا ہو، کیوں کہ اگر ان کو یہ تحقیق ہوجاتی اور یہ اطمینان حاصل ہوجاتا کہ یہ حدیث ثابت ہی نہیں ہے تو وہ اس کو ہرگز ذکر نہ فرماتے، اس لیے کہ وہ احادیث روایت کرنے اور بیان کرنے میں نہایت ہی محتاط ہوا کرتے ہیں۔اور یہ تو علمی دنیا سے وابستہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے بعض محدثین کرام کے سامنے بسا اوقات کسی حدیث کا منگھڑت ہونا اور ثابت نہ ہونا واضح نہیں ہوتا اس لیے وہ اس حدیث کو کسی خاص وجہ کے تحت ذکر فرمادیتے ہیں۔

2۔اس معاملے میں ایک اہم پہلو یہ بھی ہے کہ احادیث کو منگھڑت قرار دینے کا معاملہ نہایت ہی نازک ہے، اس معاملے میں جلیل القدر محدثین کرام بھی بہت احتیاط فرماتے ہیں، حتی کہ جب متقدمین اہلِ علم میں سے کسی معتبر کتاب میں موجود کسی حدیث کا انھیں ثبوت نہیں ملتا اور انھیں اس حدیث کے منگھڑت ہونے کا کامل یقین بھی نہیں ہوتا تو وہ احتیاطًا یوں فرمادیتے ہیں کہ: ہمیں یہ حدیث نہیں ملی۔اس لیے اگر ان حضرات اکابر کو کسی حدیث کے منگھڑت ہونے کی صراحت نہیں ملتی تو وہ متقدمین حضرات پر اعتماد کرتے ہوئے بھی وہ حدیث ذکر فرمادیتے ہیں۔

3۔اس معاملے میں یہ پہلو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ بسا اوقات حضرات اکابر کو اپنے پاس موجود اور میسر کتب میں اگر کوئی حدیث نہیں ملتی تو وہ اپنے سے متقدمین حضرات پر اعتماد کرتے ہوئے وہ حدیث ذکر فرمادیتے

ہیں، البتہ اس پر منگھڑت ہونے کا حکم نہیں لگاتے صرف اس وجہ سے کہ ممکن ہے کہ کہیں کسی اور حدیث کی کتاب میں یہ حدیث موجود ہو۔ ایسے میں گویا کہ وہ یہ معاملہ دیگر اہلِ علم کے حوالے کردیتے ہیں کہ ممکن ہے کہ انھیں یہ حدیث میسر آسکے، تو اگر دیگر اہلِ علم کے سامنے اس حدیث کا منگھڑت ہونا واضح ہوجاتا ہے تو اسے تسلیم کرلینا چاہیے۔ اس کی مثال یہ سمجھیں کہ حضرت شیخ الحدیث محدث جلیل حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے ''فضائلِ اعمال'' میں جان بوجھ کر نماز قضا کرنے پر دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم میں جلنے کے عذاب والی روایت ذکر فرمائی ہے، حالاں کہ اس روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بندہ نے اس حوالے سے ''سلسلہ اصلاحِ اغلاط'' کا سلسلہ نمبر62 تحریر کیا ہے جو کہ زیرِ نظر کتاب کا بھی حصہ بن چکا ہے، جس میں سے ایک طویل اقتباس ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے تاکہ زیرِ بحث مسئلہ مزید واضح ہوسکے:

روایت ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی وضاحت اور تنبیہ:

''فضائل اعمال'' میں زیرِ بحث روایت ذکر کرنے کے بعد حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے عربی عبارت میں یہ وضاحت اور تنبیہ فرمائی ہے کہ: ''یہ روایت ''مجالس الابرار'' سے لی گئی ہے، لیکن میرے پاس جو حدیث کی کتب موجود ہیں اُن میں مجھے یہ حدیث نہ مل سکی، البتہ اتنا ہے کہ ہمارے شیخ المشایخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''مجالس الابرار'' نامی کتاب کی تعریف فرمائی ہے۔''

اس وضاحت اور تنبیہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہوجاتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ جیسے عظیم الشان محدِّث کو احادیث کی جتنی کتب میسر تھیں ان میں ان کو یہ حدیث نہ مل سکی، بلکہ انھوں نے ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کرتے ہوئے وہیں سے نقل فرمائی ہے۔ اور مجالس الابرار پر اعتماد کرنے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ ''ہمارے شیخ المشایخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''مجالس الابرار'' نامی کتاب کی تعریف فرمائی ہے۔'' گویا کہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی بنا پر انھوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا اور اس سے یہ روایت نقل فرمائی۔ اور ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کرنے کے لیے جہاں شیخ المشایخ

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جیسی عظیم ہستی کی تعریف اور تصدیق کافی تھی، وہاں کتاب کی ذاتی جلالتِ شان کا بھی کسی حد تک تقاضا تھا کیوں کہ کتاب مجموعی اعتبار سے نہایت ہی احتیاط سے لکھی گئی ہے۔ یوں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے نہایت ہی دیانت کے ساتھ اہلِ علم کے لیے یہ واضح فرمادیا کہ مجھے تو اپنے پاس موجود احادیث کی کتب میں یہ حدیث نہ مل سکی بلکہ میں نے ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کر کے روایت ذکر کر دی ہے، گویا کہ مزید تحقیق آپ حضرات کر لیں کہ یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں۔ چنانچہ بعض اہلِ علم نے بھی اپنے طور پر اس حدیث کی تحقیق فرمائی لیکن انھیں بھی یہ روایت معتبر ذرائع سے دستیاب نہ ہو سکی، بطورِ مثال دیکھیے: ماہنامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی جلد 14، شمارہ 5 تا 9 میں حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم کی تحقیق۔ بندہ نے بھی یہ تحریر لکھتے ہوئے ہزاروں کتب پر مشتمل بعض ڈیجیٹل لائبریریوں کے ذریعے اس کی تحقیق کی لیکن کسی بھی معتبر ذرائع سے یہ روایت سامنے نہ آسکی۔

تحقیق کا خلاصہ:

اس تفصیل سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں، بلکہ قرآن وسنت کے عام اصول کی روشنی میں بھی یہ روایت محلِ نظر معلوم ہوتی ہے، اس لیے اس کو حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرنا اور اس کی تشہیر کرنا درست نہیں۔ جہاں تک جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کا معاملہ ہے تو قرآن وسنت میں اس سے متعلق سنگین سے سنگین اور سخت سے سخت وعیدیں موجود ہیں جو کہ ایک مسلمان کی تنبیہ کے لیے کافی ہیں، ان کے پیشِ نظر کوئی مسلمان جان بوجھ کر نماز ترک کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کا عادی بنائے۔

یہ روایت ثابت نہ ہونے کے باوجود ''فضائل اعمال'' میں کیوں ذکر کی گئی؟؟

بعض حضرات یہ شبہ کرتے ہیں کہ جب حدیث ثابت نہیں ہے تو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ جیسے عظیم الشان محدث نے ''فضائل اعمال'' میں یہ ذکر کیوں فرمائی؟

جواب 1: اس کا آسان جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے سامنے اس روایت کا ثابت نہ ہونا واضح نہ ہو سکا، کیوں کہ اگر ان کو یہ تحقیق ہو جاتی کہ یہ حدیث ثابت ہی نہیں ہے تو وہ اس کو ہر گز ذکر نہ فرماتے۔ اور یہ تو علمی دنیا سے وابستہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے محدثین کرام کے سامنے بسا اوقات کسی حدیث کا موضوع ہونا اور ثابت نہ ہونا واضح نہیں ہوتا اس لیے وہ اس حدیث کو کسی خاص وجہ کے تحت ذکر فرما دیتے ہیں، آج تک کسی نے بھی ان ائمہ حدیث پر یہ طعن نہیں کیا کہ۔۔۔ معاذ اللہ۔۔۔ یہ احادیث گھڑنے والے ہیں۔

جواب 2: اس شبہ کا دوسرا جواب تو ما قبل میں ''روایت ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی وضاحت اور تنبیہ'' کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان ہو چکا جو کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ جیسی عظیم ہستی کی طرف سے عذر کے طور پر قبول کرنے کے لیے کافی ہوگا کہ حضرت نے ''مجالس الابرار'' پر اعتماد فرمایا اور اعتماد کرنے کی وجہ بھی تفصیل سے مذکور ہے۔

جواب 3: تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر فرما کر اس کو یوں ہی رہنے نہ دیا بلکہ ساتھ میں اہلِ علم کے لیے عربی میں وضاحتی عبارت بھی تحریر فرمادی، گویا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے اپنا ذمہ بری کر دیا کہ ایک تو یہ فرمادیا کہ میرے پاس جو حدیث کی کتب موجود ہیں اُن میں مجھے یہ حدیث نہ مل سکی، اور دوسری صراحت یہ فرمادی کہ یہ حدیث ''مجالس الابرار'' سے لی ہے کیوں کہ ہمارے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''مجالس الابرار'' نامی کتاب کی تعریف فرمائی ہے۔ یہ اہلِ علم کی شان ہوتی ہے کہ وہ بات واضح کر دیتے ہیں۔ اس لیے فضائل اعمال میں اس روایت کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے ان دو باتوں کی وضاحت اور صراحت کی وجہ سے

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کا ذمہ کافی حد تک بری ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کے ذکر کرنے میں حضرت نے اس اعتماد اور صراحت کو کافی سمجھا ہے۔ (اقتباس اختتام پذیر ہوا۔)

خلاصہ:

حضرات اکابر میں سے کسی کی کتاب میں موجود کسی روایت سے متعلق معتبر تحقیق سے یہ بات ثابت ہو جائے کہ یہ روایت منگھڑت ہے تو اس معاملے میں عوام کو درج ذیل امور سمجھنے چاہییں کہ:

1۔ حضرات اکابر سے متعلق کوئی بد گمانی اور ان پر کسی بھی قسم کا اعتراض نہیں کیا جائے گا، بلکہ یہی سمجھا جائے گا کہ ان کے سامنے اس روایت کا منگھڑت ہونا واضح نہ ہوا تھا۔

2۔ حضرات اکابر پر کسی بھی قسم کی بد اعتمادی کا مظاہرہ نہیں کیا جائے گا، جو کہ ایک ظاہر سی بات ہے۔

3۔اس روایت کو منگھڑت اور غیر ثابت ہی قرار دیا جائے گا۔

4۔اس کی وجہ سے منگھڑت روایات کے بیان کرنے کو جائز اور درست قرار نہیں دیا جائے گا۔

منگھڑت روایت کو ثابت ماننے کے خود ساختہ پیمانے:

کسی روایت سے متعلق جب معتبر تحقیق کے بعد یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ یہ روایت غیر ثابت اور منگھڑت ہے، تو بہت سے لوگ اس کے رد میں مختلف خود ساختہ دلائل دینا شروع کردیتے ہیں کہ یہ روایت کیسے منگھڑت ہے حالاں کہ:

- یہ تو کافی مشہور ہے!
- یہ تو سرکاری تعلیمی نصاب میں بھی موجود ہے!
- یہ تو فلاں مشہور خطیب اور بزرگ نے بھی بیان کی ہے!
- یہ تو ہم بچپن سے سنتے آرہے ہیں!
- یہ تو ہم نے فلاں منبر سے بھی سنی ہے!
- یہ تو ہم نے فلاں جماعت کے بزرگوں سے بھی سنی ہے!
- یہ تو ہمارے بڑے نے بیان کی ہے!
- یہ تو میں نے فلاں کتاب میں دیکھی ہے!

واضح رہے کہ ایسے تمام دلائل کسی حدیث کو ثابت اور معتبر ماننے کے معاملے میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے، اس لیے ایسی باتوں کی وجہ سے اپنے تعجب کا تو اظہار کیا جاسکتا ہے لیکن کسی منگھڑت حدیث کو ثابت یا معتبر قرار نہیں دیا جاسکتا اور نہ ہی ایسی باتوں کی وجہ سے حضرات اہلِ علم کی کوئی معتبر تحقیق رد کی جاسکتی ہے!

فائدہ:

مذکورہ خود ساختہ دلائل میں سے بعض باتیں تو بالکل ہی بے بنیاد ہیں جن کی کوئی حیثیت نہیں، البتہ جہاں تک کسی معتبر کتاب میں کسی منگھڑت روایت کے موجود ہونے یا کسی مشہور خطیب یا مستند عالم کے کسی منگھڑت روایت کو بیان کرنے کا تعلق ہے تو اس کی وضاحت ماقبل میں ذکر ہوچکی ہے۔

منگھڑت روایت دین کے کسی بھی باب میں قابلِ قبول نہیں:

واضح رہے کہ منگھڑت روایات سے متعلق یہ اصولی بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ یہ دین کے کسی بھی باب اور شعبے میں معتبر اور قابلِ قبول نہیں، اس لیے یہ:

- نہ فضائل میں قابلِ قبول ہیں۔
- نہ عبادات کی ترغیب اور گناہوں سے نفرت دلانے میں قابلِ قبول ہیں۔
- نہ سیرت کے باب میں قابلِ قبول ہیں۔
- نہ واقعات وحکایات میں قابلِ قبول ہیں۔
- اور نہ ہی کسی اور اچھے سے اچھے مقاصد میں قابلِ قبول ہیں۔

اس لیے بہر صورت منگھڑت روایات بیان کرنے سے اجتناب کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

منگھڑت روایات کی نشاندہی ضروری ہے!

حضرات اکابر اور محققین اہلِ علم کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ حکمت وبصیرت کے ساتھ منگھڑت روایات کی نشاندہی فرمائیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ منگھڑت روایات کی نشاندہی کا یہ سلسلہ خیر القرون ہی سے چلا آرہا ہے، اور ہر دور میں امت کے محققین اہلِ علم منگھڑت روایات کی نشاندہی فرماتے آئے ہیں، جس کے نتیجے میں ایک وسیع علمی ذخیرہ امت میں موجود ہے، جزاہم اللہ تعالیٰ خیرا۔

گزارش:

البتہ منگھڑت روایات کی نشاندہی اور احادیث کی تحقیق سے وابستہ اہلِ علم سے گزارش ہے کہ یہ نہایت ہی نازک کام ہے، اس لیے اس میں ذرا بھی بے احتیاطی نقصان دہ ہے، دوم یہ کہ اُن روایات سے متعلق تحقیق کی ضرورت ہے جو کہ امت میں رائج ہیں، باقی جو منگھڑت روایات محدثین کرام کی نشاندہی کے نتیجے میں امت سے ختم ہوچکیں انھیں تحقیق کے نام پر دوبارہ امت میں رائج اور زندہ کرنے کی ضرورت نہیں!

منگھڑت روایات کی نشاندہی کا نامناسب ردعمل:

جب مستند محقق اہلِ علم کی جانب سے کسی ایسی روایت سے متعلق منگھڑت ہونے کی نشاندہی کی جائے جو کہ کسی مخصوص جماعت میں رائج ہو تو اُس جماعت سے وابستہ بعض نادان لوگوں کی جانب سے یہ نامناسب ردعمل سامنے آتا ہے کہ محض اس بنا پر ان مستند محقق اہلِ علم کو جماعت کی مخالفین کی فہرست میں شمار کر لیتے ہیں۔ حالاں کہ یہ رویہ نہایت ہی غلط اور غیر اخلاقی ہے، اس سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ بلکہ اس نشاندہی کو اُن اہلِ علم کا احسان سمجھتے ہوئے ان کی بات تسلیم کی جائے اور آئندہ کے لیے ایسی منگھڑت روایات سے اجتناب کیا جائے۔

تحریر کا خلاصہ:

ما قبل کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ:

1۔ منگھڑت روایات بیان کرنا درحقیقت حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے زمرے میں آتا ہے جس پر جہنم کی وعید ہے، اس کے کئی سنگین نقصانات ہیں، اس لیے اس سے خصوصی طور پر بچنا چاہیے۔

2۔ احادیث کے معاملے میں ہر ایک پہلو اور جہت کے اعتبار سے بھرپور احتیاط کرنی چاہیے، یعنی حدیث سمجھنے میں، حدیث سننے میں اور حدیث بیان کرنے میں، کیوں کہ اس میں کسی بھی طرح کی بے احتیاطی کرنا بڑے ہی نقصان اور خسارے کا باعث بن جاتا ہے۔

3۔ جب تک کسی حدیث کے ثابت اور معتبر ہونے کا مکمل یقین نہ ہو جائے اور مستند اہلِ علم سے اس کی تحقیق نہ ہو جائے تب تک اسے ہر گز بیان نہیں کرنا چاہیے۔

4۔ جو حدیث منگھڑت، بے بنیاد اور بے اصل ہو، یا اس کا ثبوت نہ ملتا ہو تو اسے ہر گز بیان نہیں کرنا چاہیے۔

5۔ منگھڑت روایات دین کے کسی بھی باب اور شعبے میں معتبر اور قابلِ قبول نہیں۔

6۔ احادیث بیان کرنے کے معاملے میں جہاں عام مسلمانوں کو بھرپور احتیاط کرنی چاہیے وہاں خصوصًا دین کے

داعی اور اہلِ علم حضرات کو زیادہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔

7۔احادیث بیان کرنے میں بھرپور احتیاط کے نتیجے میں امت میں منگھڑت روایات پھیلنے کی روک تھام ممکن ہو سکتی ہے۔

فائدہ: حدیث کے بیان کرنے میں احتیاط کرنے سے متعلق چند بنیادی باتیں ذکر کر دی گئیں تاکہ مفید ثابت ہوں۔اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ ذیل میں ذکر کردہ جن جن روایات سے متعلق حضرات اہلِ علم کی تصریحات میسر آئیں کہ یہ روایات ثابت نہیں تو ان کے بارے میں حتی الامکان ان حضرات کی عبارات بھی ذکر کر دی گئی ہیں، جن سے اُن روایات کا حکم بخوبی واضح ہو جاتا ہے، باقی جن روایات سے متعلق ایسی صراحت نہیں ملی تو ان کو یوں ہی چھوڑ دیا گیا ہے،البتہ تحقیق کے نتیجے میں ان کا بھی غیر ثابت ہونا ہی واضح ہو چکا ہے۔

دوم ایڈیشن: ماہِ شوال المکرم 1443ھ / مئی 2022

امت میں رائج پچاس منگھڑت، بے سند اور غیر ثابت روایات کی نشاندہی

پچاس غیر ثابت روایات

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پچاس بے اصل روایات:

عوام میں کئی ایسی روایات مشہور ہیں جن کا حضور اقدس ﷺ اور حضرات صحابہ کرام سے کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا، اس لیے ان کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں ایسی پچاس منگھڑت، بے اصل اور بے سند روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

روایت 1: مسجد میں بال کا ہونا ایسا ہے جیسا کہ مردار گدھے کا ہونا، اس لیے مسجد سے بال نکالنا ایسا ہے جیسا کہ مسجد سے مردار گدھے کو نکالنا۔

روایت 2: ایک صحابی کے چہرے پر ڈاڑھی کا صرف ایک ہی بال تھا، انھوں نے اس بال کو بھی کٹوادیا تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''تم نے وہ ایک بال کیوں کٹوادیا، اس سے تو ایک فرشتہ جھولا کرتا تھا۔''

روایت 3: جب کوئی نوجوان توبہ کرتا ہے تو مشرق سے مغرب تک تمام قبرستانوں سے اللہ تعالیٰ چالیس دن تک عذاب کو دور کردیتا ہے۔

روایت 4: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی دعوت کی، لیکن ایک صحابی مسجد نبوی میں گہری سوچ میں بیٹھے ہوئے تھے تو ان سے حضور اقدس ﷺ نے پوچھا کہ: ''تم یہاں بیٹھے کیا کررہے ہو؟؟'' تو وہ صحابی کہنے لگے کہ میں یہاں اسی فکر میں بیٹھا ہوں کہ کیسے آپ کا ایک ایک اُمتی جہنم سے بچ کر جنت جانے والا بن جائے، تو یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''اگر عبد الرحمٰن بن عوف ہزار سال بھی مدینہ والوں کی ایسی دعوتیں کرتا رہے تب بھی وہ تمہارے ثواب تک نہیں پہنچ سکتا۔''

روایت 5: بے نمازی کی نحوست چالیس گھروں تک پھیل جاتی ہے۔

روایت 6: جس شخص کی طرف اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اُسے جہاد کے لیے قبول فرمالیتا ہے، اور جس کی طرف دس بار رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اُسے حج کے لیے قبول فرمالیتا ہے، اور جس کی طرف ستر مرتبہ رحمت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو اُسے اللہ کے راستے میں نکال دیتا ہے۔

روایت 7: جب استاد اور طالب علم کسی بستی سے گزرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس بستی کے قبرستان سے چالیس دن تک عذاب ہٹالیتا ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٥٧- حَدِيثُ: «إِنَّ الْعَالِمَ وَالْمُتَعَلِّمَ إِذَا مَرَّا عَلَى قَرْيَةٍ فَإِنَّ اللهَ تَعَالَى يَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَةِ تِلْكَ الْقَرْيَةِ أَرْبَعِينَ يَوْمًا» قَالَ الْحَافِظُ الْجِلَالُ: لَا أَصْلَ لَهُ.

روایت 8: جب کوئی داعی کسی قبرستان سے گزرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس قبرستان سے چالیس دن تک عذاب ہٹا لیتا ہے۔

روایت 9: حضور اقدس ﷺ نے تندور میں روٹی لگائی لیکن وہ نہیں پکی، جب وجہ پوچھی گئی تو فرمایا کہ: ’’جس چیز کو محمد کے ہاتھ لگ جائیں اُس کو آگ نہیں چھو سکتی!‘‘

روایت 10: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلتا ہے تو اُس کے گھر کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ پانچ سو فرشتے مقرر فرمادیتا ہے۔

روایت 11: حضور اقدس ﷺ دین کی دعوت کے سلسلے میں ابو جہل کے دروازے پر سو بار تشریف لے گئے تھے۔

روایت 12: ایک بار حضور اقدس نبی کریم ﷺ نے سخت طوفانی رات میں ابو جہل کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا تو ابو جہل نے اپنی بیوی سے کہا کہ ایسی طوفانی رات میں کوئی ضرورت مند ہی یہاں آسکتا ہے، اس لیے میں اس کی حاجت ضرور پوری کروں گا، چنانچہ جب ابو جہل نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ دروازے پر حضور اقدس ﷺ کھڑے ہیں، آنے کی وجہ پوچھی تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: ’’ایمان لے آؤ کامیاب ہوجاؤ گے۔‘‘ اس پر ابو جہل نے غصے میں آکر دروازہ بند کردیا۔

اس واقعہ کو لوگ مختلف انداز میں بیان کرتے ہیں کہ بعض لوگ اس کو یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ابو جہل نے اعلان کیا کہ جو بھی میرے پاس ضرورت لے کر آئے گا تو میں اس کی ضرورت ضرور پوری کروں

گا۔ چنانچہ حضور اقدس ﷺ تشریف لے گئے اور ایمان لانے کی درخواست کی، جس پر ابو جہل کو غصہ آگیا۔

روایت 13: عرش کو اُٹھانے والے فرشتے اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلنے والے شخص کے لیے تین دعائیں کرتے ہیں کہ: اے اللہ! اس شخص کی مغفرت فرما۔ اس شخص کے گھر والوں کی مغفرت فرما۔ اس شخص کو اس کے گھر والوں کے ساتھ جنت میں جمع فرما۔

روایت 14: طالبِ علم کے جس حصے پر استاد کی مار پڑتی ہے اُس پر جہنم کی آگ حرام ہو جاتی ہے۔

روایت 15: کپڑے کی تجارت سب سے اچھی تجارت ہے اور سلائی کا ہنر سب سے اچھا ہنر ہے۔

روایت 16: جو عورت اپنے خاوند کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں روانہ کرتی ہے وہ اپنے خاوند سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائے گی۔

روایت 17: حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ایک بار حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اللہ کا شکر ہے کہ اس نے ہدایت اپنے ہاتھ میں رکھی ہے، ورنہ تو اگر ہدایت آپ کے ہاتھ میں ہوتی تو نجانے میری باری کب آتی۔

روایت 18: جو شخص مسجد میں ہوا خارج کرتا ہے تو فرشتہ اُس کو منہ میں لے کر مسجد سے باہر نکال دیتا ہے۔

روایت 19: قیامت کے دن اللہ تعالیٰ جلال اور غصے میں ہوں گے، اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حساب کے لیے اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا تو انھیں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا اور لوگوں سے حساب کتاب لینے کا آغاز ہو جائے گا۔

روایت 20: بسم اللہ پڑھ کر گھر میں جھاڑو لگانے پر بیت اللہ میں جھاڑو لگانے کا اجر ملتا ہے۔

روایت 21: جب حضور اقدس ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو حضرت جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے، حضور اقدس ﷺ نے اُن سے پوچھا کہ: ”میری امت کو بھی موت کے وقت ایسی تکلیف ہوگی جیسی کہ مجھے ہو رہی ہے؟“ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا کہ: جی، اس سے بھی زیادہ تکلیف ہوگی۔ یہ سن کر حضور اقدس ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیجیے کہ میری

امت کی موت کی تکلیف بھی مجھے ہی دے دیں، تاکہ میری امت کو موت کے وقت کوئی تکلیف نہ پہنچے۔“

روایت 22: قیامت کے دن ایک شخص کو جنت میں جانے کے لیے صرف ایک نیکی کی ضرورت ہوگی، وہ شخص نیکی حاصل کرنے کے لیے اپنے رشتہ داروں، احباب اور ہر اُس شخص کے پاس جائے گا جس سے اس کو ایک نیکی ملنے کی امید ہوگی تاکہ وہ جنت میں چلا جائے، لیکن کوئی بھی اسے ایک نیکی دینے کے لیے تیار نہ ہوگا، اسی اثنامیں اس کی ملاقات ایک ایسے شخص سے ہوگی جس کے پاس صرف ایک ہی نیکی ہوگی، تو یہ شخص اُس ایک نیکی کے متلاشی شخص کو اپنی یہ ایک نیکی دے دے گا تاکہ یہ شخص جنت میں چلا جائے، جبکہ میں تو ایسے بھی صرف اس ایک نیکی کی وجہ سے جنت میں جا نہیں سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس شخص کے ایثار کو دیکھ کر بہت خوش ہو جائے گا اور ان دونوں کو جنت میں داخل کردے گا۔

روایت 23: ایک دفعہ ایک مشرک شخص رات کے وقت حضور اقدس ﷺ کا مہمان ہوا، رات کو اس کا پیٹ خراب ہوا جس کی وجہ سے بستر بھی ناپاک ہو گیا، صبح حضور اقدس ﷺ نے خود اپنے دستِ مبارک سے اس ناپاک بستر کو صاف کیا، چنانچہ وہ مشرک شخص یہ حسنِ سلوک دیکھ کر مسلمان ہو گیا۔

روایت 24: جس حاملہ عورت سے اس کا خاوند راضی ہو تو اس کو نماز پڑھنے والے، روزے دار، خشوع والے، اطاعت کرنے والے اور اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے شخص جیسا اجر ملتا ہے۔

روایت 25: حاملہ عورت کو دردِ زہ پر اس قدر عظیم اجر ملتا ہے کہ جسے مخلوقات نہیں جان سکتی۔

روایت 26: بچے کی ولادت سے ماں کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

روایت 27: بچے کو دودھ پلانے پر ماں کو ہر گھونٹ کے بدلے ایک نیکی یا ایک انسان کو زندہ کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔

روایت 28: جب ماں بچے کی وجہ سے رات کو جاگتی ہے تو اُسے اللہ کے راستے میں ستر غلام آزاد کرنے کا اجر وثواب ملتا ہے۔

فائدہ: روایت نمبر 24، 25، 27 اور 28 کے غیر معتبر ہونے کی تصریح ”اللآلئ المصنوعۃ“ میں

بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

روایت 29: تبلیغی گشت میں دعائیں ایسے قبول ہوتی ہیں جیسے بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی قبول ہوتی تھیں۔

روایت 30: "اللہ سے ہوتا ہے، اللہ کے غیر سے نہیں ہوتا۔" یہ بول ایک بار بولنے سے ایک سال کی عبادت کا اجر نصیب ہوتا ہے۔

روایت 31: جب حضور اقدس ﷺ معراج کی رات آسمانوں کے اوپر تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ اے میرے محبوب! میرے لیے کیا تحفہ لائے ہو؟ تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: "میں ایک ایسا تحفہ لایا ہوں جو آپ کے پاس بھی نہیں ہے۔" تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ ایسا کونسا تحفہ لائے ہو جو میرے پاس بھی نہیں ہے؟؟ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "میں عاجزی لے کے آیا ہوں!"

روایت 32: فقر میرا فخر ہے اور میں اسی پر فخر کرتا ہوں۔

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

٣٢٠- حَدِيثُ: «الْفَقْرُ فخري، وَبِهِ أفتخر»: قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: هُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوعٌ، وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: هُوَ كَذِبٌ.

روایت 33: ایک صحابی نے حضور اقدس ﷺ سے اپنے گھر کی بے برکتی کی شکایت کی، تو حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: "اپنے گھر کے دروازے پر پردہ لٹکاؤ۔" چنانچہ اس کے بعد وہ صحابی چند دنوں بعد تشریف لائے اور فرمایا کہ گھر کے دروازے پر پردہ لٹکانے سے میرے گھر سے بے برکتی ختم ہوچکی ہے۔ تو حضور اقدس ﷺ نے حقیقت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: "تمہارے گھر کے راستے سے ایک بے نمازی شخص گزرا کرتا تھا جس کی نگاہ تمہارے گھر کے اندر پڑ جاتی تھی، اسی کی نحوست سے تمہارے گھر میں بے برکتی آجاتی تھی، اب پردہ لٹکانے کے بعد اس کی نگاہ گھر میں نہیں پڑتی، اس لیے وہ بے برکتی ختم ہوچکی ہے۔"

روایت 34: جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو فرماتے ہیں: "کُنْ" یعنی ہو جا، تو لفظِ "کُنْ" کے

کاف اور نون کے آپس میں ملنے سے پہلے ہی وہ کام ہو جاتا ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٢٠٢- حَدِيث عَنِ اللَّوْحِ سَمِعْتُ اللهَ مِنْ فَوْقِ الْعَرْشِ يَقُولُ لِلشَّيْءِ: كُنْ، فَيَكُونُ، فَلا تَبْلُغُ الْكَافُ النُّونَ إِلا يَكُونُ الَّذِي يَكُونُ. مَوْضُوعٌ بِلا شكّ.

روایت 35: **جس نے اپنے آپ کو یا اپنے نفس کو پہچان لیا اُس نے اپنے رب کو پہچان لیا۔**

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٣٤٩- حَدِيثُ: «مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ» قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ: مَوْضُوعٌ.

روایت 36: **جو مسلمان اپنی بیوی سے اس نیت سے صحبت کرے کہ اگر اس سے حمل ٹھہر گیا تو اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بیٹا عطا فرمائیں گے۔**

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:

(١٤)- [حَدِيثٌ] «مَا مِنْ مُسْلِمٍ دَنَا مِنْ زَوْجَتِهِ وَهُوَ يَنْوِي إِنْ حَمَلَتْ مِنْهُ أَنْ يُسَمِّيَهُ مُحَمَّدًا إِلا رَزَقَهُ اللهُ تَعَالَى ذَكَرًا، وَمَا كَانَ اسْمُ مُحَمَّدٍ فِي بَيْتٍ إِلا جَعَلَ اللهُ فِي ذَلِكَ الْبَيْتِ بَرَكَةً»: (ابْن الْجَوْزِيّ:) من حَدِيث مسور بن مخرمَة، وَقَالَ: لَا يَصح، فِيهِ سُلَيْمَان بن دَاوُد مَجْرُوح، وَشَيْخه عَبْثَر بن الْحسن مَجْهُول، وَيحيى بن سليم الطايفي لَا يحْتَج بِهِ. (قلت:) قَالَ الذَّهَبِيّ فِي «تلخيصه»: حَدِيث مَوْضُوع، وَسَنَده مظلم. وَالله أعلم.

روایت 37: **جب کوئی شخص "لا الٰہ الاّ اللّٰہ" پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کی وجہ سے ایک فرشتہ یا پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی ستر ہزار زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان میں ایک ہزار بولیاں ہوتی ہیں، وہ فرشتہ یا پرندہ ان سب زبانوں اور بولیوں میں اس بندے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہے۔**

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

ومن الأحاديث المكذوبة على رسول الله ﷺ حديث: «من قال لا إله إلا الله خلق الله من كل كلمة طائرا له سبعون ألف لسان في كل لسان سبعون ألف لغة يستغفرون الله تعالى له».

روایت38:ماں کی گود سے قبر تک علم حاصل کرو۔

● في حاشية «قيمة الزمن عند العلماء»:

هذا الكلام: «طلب العلم من المهد إلى اللحد» ويحكى أيضا بصيغة: «اطلبوا العلم من المهد إلى اللحد»: ليس بحديث نبوي، وإنما هو من كلام الناس، فلا تجوز إضافته إلى رسول الله ﷺ كما يتناقله بعضهم؛ إذ لا ينسب إلى رسول الله ﷺ إلا ما قاله أو فعله أو أقره. وكون هذا الكلام صحيح المعنى في ذاته وحقا في دعوته: لا يسوغ نسبته إلى النبي ﷺ. قال الحافظ أبو الحجاج الحلبي المزي: «ليس لأحد أن ينسب حرفا يستحسنه من الكلام إلى رسول الله ﷺ وإن كان ذلك الكلام في نفسه حقا، فإن كل ما قاله الرسول ﷺ حق، وليس كل ما هو حق قاله الرسول ﷺ». (تحت : «أبو يوسف ساعة موته يباحث في مسألة فقهية»)

روایت39: جنّتی جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے کہ جنتی جب جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے کہ : کیا تمہیں جنت کی تمام نعمتیں مل چکی ہیں؟ تو جنتی کہیں گے کہ جی ہاں! تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ ایک بڑی نعمت باقی ہے۔ تو جنتی اپنے علماء کرام سے پوچھیں کہ کونسی نعمت باقی ہے ؟ تو علماء کرام فرمائیں گے کہ :اللہ تعالیٰ کے دیدار کی نعمت باقی ہے۔

بعض لوگ یہ روایت یوں بیان کرتے ہیں کہ : جنّتی جنت میں بھی علماء کے محتاج ہوں گے، وہ اس طرح کے اہلِ جنت ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کا دیدار کریں گے، تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے : مانگو جو مانگنا ہے۔ تو جنتی اپنے علماء کرام سے پوچھیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے کیا مانگیں؟ تو اہلِ علم جواب دیں گے کہ فلاں فلاں نعمت مانگو۔ دیکھیے :المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع۔

● المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٥٣- حَدِيثُ: «إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَحْتَاجُونَ إِلَى الْعُلَمَاءِ فِي الْجَنَّةِ، وَذَلِكَ أَنَّهُمْ يَزُورُونَ اللّٰهَ فِي كُلِّ جُمُعَة فَيَقُول: تمنوا عَليّ ماشئتم، فَيَلْتَفِتُونَ إِلَى الْعُلَمَاءِ فَيَقُولُونَ: مَاذَا نَتَمَنَّى عَلَى رَبِّنَا؟ فَيَقُولُونَ: كَذَا وَكَذَا»، ذُكِرَ فِي «الْمِيزَانِ» أَنه مَوْضُوع.

روایت40: جس علاقے میں دین کی محنت کے لیے گشت ہوتا ہے تو وہاں سے چالیس دن تک کے لیے عذاب اُٹھالیا جاتا ہے۔

روایت41: حضور اقدس ﷺ ایک بار تشریف فرما تھے کہ آپ ﷺ کے پاس سے ایک یہودی کا جنازہ گزرا، اسے دیکھ کر حضور اقدس ﷺ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہ تو یہودی کا جنازہ ہے، آپ پھر بھی رو رہے ہیں! تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اس لیے رو رہا ہوں کہ میرا ایک اُمتی کلمہ کے بغیر جہنم میں چلا گیا۔“

روایت42: اللہ تعالیٰ کی معرفت میرا سرمایہ ہے اور یقین میری قوت ہے۔

- الفوائد المجموعة في الأحاديث الموضوعة:

٢٤- حديث: «المعرفة رأس مالي، والعقل ديني، والحسب أساسي، والشوق مركبي، وذكر الله أنسي، والثقة كنزي، والحزن رفيقي، والعلم سلاحي، والصبر ردائي، والرضا غنيمتي، والفقر فخري، والزهد حرفتي، واليقين قوتي، والصدق شفيعي، والطاعة حسبي، والجهاد خلقي، وقرة عيني الصلاة». ذكره القاضي عياض، وآثار الوضع عليه لائحة.

روایت43: کلمہ ”لاالٰہ الااللہ“ مدّ کے ساتھ یعنی کھینچ کر پڑھنے سے چار ہزار کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

- لسان الميزان:

٨١٦٣- (ز): نعيم بن تمام. عن أنس. وعنه الحسن بن إسماعيل اليمامي. له حديث أخرجه ابن النجار في «الذيل» في ترجمة أبي القاسم عبد الله بن عمر بن محمد الكلوذاني المعروف بابن داية من روايته عن يونس بن طاهر بن محمد عَن عَبد الرحمن بن حامد بن محمد عَن مُحَمد بن عبد الوارث بن الحارث بن عبد الله بن عبد الملك الأنصاري الزاهد عن الحسن. ولفظ المتن: «من قال: لا إله إلا الله ومدها هدمت له ذنوب أربعة آلاف كبيرة». هذا حديث باطل، وأظنه يغنم بن سالم الآتي في آخر الحروف [٨٦٧٠]، تصحف اسمه واسم أبيه كالذي بعده. والله أعلم.

روایت44: میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی طرح ہیں۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

١٩٦- حَدِيثُ: «عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ» لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا قَالَ الدُّمَيْرِيُّ وَالزَّرْكَشِيُّ وَالْعَسْقَلانِيُّ.

روایت45: دنیاآخرت کی کھیتی ہے۔ان الفاظ کو حدیث قرار دینادرست نہیں، البتہ قرآن وسنت کی نصوص سے اس کا مفہوم ثابت ہے۔

- الموضوعات للصغاني:

١٠٦- وَمِنْهَا قَوْلُهُمْ: «الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ».

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

١٣٥- حَدِيثُ: «الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الآخِرَةِ» قَالَ السَّخَاوِيُّ: لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ.

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

٢٠٥- حَدِيثُ: «الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ» قَالَ السَّخَاوِيُّ: لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ، مَعَ إِيرَادِ الْغَزَالِيِّ لَهُ فِي «الْإِحْيَاءِ».
قُلْتُ: مَعْنَاهُ صَحِيحٌ يُقْتَبَسُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى: «مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ».

روایت46: "تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ" یعنی اللہ تعالیٰ کے اخلاق اپناؤ۔ واضح رہے کہ یہ الفاظ حدیث کے نہیں، اس لیے اس کو حدیث نہیں سمجھنا چاہیے۔ البتہ جہاں تک اس قول کے صحیح یا غلط ہونے کا تعلق ہے تو اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، البتہ اتنی بات سمجھ لینی چاہیے کہ اس قول کا صحیح مطلب بھی بیان کیا جاسکتا ہے جیسا کہ بعض بزرگوں نے اس جملے کو صحیح استعمال فرمایا ہے، جبکہ اس قول کا غلط اور غیر شرعی مطلب بھی مراد لیا جاسکتا ہے جیسا کہ بعض ملحدین نے اپنے غلط عقائد کے لیے اس کا سہارا لیا ہے۔

- مدارج السالكين بين منازل إياك نعبد وإياك نستعين:

وَهَذَا مَوْضِعٌ يَتَوَارَدُ عَلَيْهِ الْمُوَحِّدُونَ وَالْمُلْحِدُونَ، فَالْمُوَحِّدُ يَعْتَقِدُ: أَنَّ الَّذِي أَلْبَسَهُ اللهُ إِيَّاهُ هُوَ صِفَاتٌ جَمَّلَ اللهُ بِهَا ظَاهِرَهُ وَبَاطِنَهُ، وَهِيَ صِفَاتٌ مَخْلُوقَةٌ أُلْبِسَتْ عَبْدًا مَخْلُوقًا، فَكَسَا عَبْدَهُ حُلَّةً مِنْ حُلَلِ فَضْلِهِ وَعَطَائِهِ. وَالْمُلْحِدُ يَقُولُ: كَسَاهُ نَفْسَ صِفَاتِهِ، وَخَلَعَ عَلَيْهِ خِلْعَةً

مِنْ صِفَاتِ ذَاتِهِ، حَتَّى صَارَ شَبِيهًا بِهِ، بَلْ هُوَ هُوَ، وَيَقُولُونَ: الْوُصُولُ هُوَ التَّشَبُّهُ بِالْإِلَهِ عَلَى قَدْرِ الطَّاقَةِ، وَبَعْضُهُمْ يُلَطِّفُ هَذَا الْمَعْنَى، وَيَقُولُ: بَلْ يَتَخَلَّقُ بِأَخْلَاقِ الرَّبِّ، وَرَوَوْا فِي ذَلِكَ أَثَرًا بَاطِلًا «تَخَلَّقُوا بِأَخْلَاقِ اللهِ». وَلَيْسَ هَهُنَا غَيْرَ التَّعَبُّدِ بِالصِّفَاتِ الْجَمِيلَةِ، وَالْأَخْلَاقِ الْفَاضِلَةِ الَّتِي يُحِبُّهَا اللهُ، وَيَخْلُقُهَا لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، فَالْعَبْدُ مَخْلُوقٌ، وَخِلْعَتُهُ مَخْلُوقَةٌ، وَصِفَاتُهُ مَخْلُوقَةٌ، وَاللهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى بَائِنٌ بِذَاتِهِ وَصِفَاتِهِ عَنْ خَلْقِهِ، لَا يُمَازِجُهُمْ وَلَا يُمَازِجُونَهُ، وَلَا يَحِلُّ فِيهِمْ وَلَا يَحِلُّونَ فِيهِ، تَعَالَى اللهُ عَنْ ذَلِكَ عُلُوًّا كَبِيرًا. (فَصْلٌ: الدَّرَجَةُ الثَّانِيَةُ مُشَاهَدَةُ مُعَايَنَةٍ)

روایت 47: جو شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں عید گزارے گا تو وہ جنت میں حضور اقدس ﷺ کے نکاح یا ولیمے میں شریک ہوگا۔

روایت 48: حضرت جبریل علیہ السلام نے ایک بار حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آپ زیادہ محبوب ہیں یا قرآن کریم؟ تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: ”میں زیادہ محبوب ہوں کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام (یعنی قرآن کریم) مجھ پر نازل فرمایا ہے۔“ پھر حضرت جبریل نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں آپ زیادہ محبوب ہیں یا میں؟ تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: ”میں زیادہ محبوب ہوں کیوں کہ آپ کو میرے پاس بھیجا جاتا ہے۔“ پھر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو آپ زیادہ محبوب ہیں یا اپنا دین؟ تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ کو اپنا دین مجھ سے زیادہ محبوب ہے کیوں کہ مجھے دین کے لیے بھیجا گیا ہے۔“

روایت 49: ایک عورت حضور اقدس ﷺ کے پاس ایک دودھ پیتا بچہ لے کر آئی اور عرض کیا کہ اسے اپنے ساتھ جہاد کے لیے لے جائیں۔ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”یہ جہاد میں کس کام آئے گا؟“ تو عورت نے جواب دیا کہ اسے اپنے لیے ڈھال بنالیں۔

روایت 50: جس کھانے میں کوئی عالم شریک ہو جائے تو اُس کے شرکاء سے اُس کھانے کا حساب معاف ہو جاتا ہے۔

گزارش:

ما قبل میں جو پچاس منگھڑت اور غیر معتبر روایات ذکر کر دی گئی ہیں اُن سے متعلق بندہ کی یہی تحقیق ہے کہ یہ روایات ثابت نہیں جیسا کہ بعض حضرات اہلِ علم نے بھی اپنی کتب میں یہی صراحت فرمائی ہے، البتہ اگر حضرات اہلِ علم میں سے کسی کو ان میں سے کسی بھی روایت سے متعلق کتبِ احادیث سے کوئی معتبر ثبوت میسر آئے تو بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ بندہ اپنی اور اس تحریر کی اصلاح کر سکے، بندہ ممنون رہے گا۔

تائید و تصدیق:

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ کی بڑی کرم نوازی ہے کہ زیرِ نظر رسالہ عام ہو جانے کے بعد انڈیا کے مشہور محقق حضرت مولانا شیخ طلحہ بلال احمد منیار صاحب دام ظلہم (شاگردِ رشید حضرت محدث علامہ شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ) نے اس کی تائید و تصدیق بھی فرمائی اور مزید شفقت فرماتے ہوئے ان میں سے ہر روایت سے متعلق برصغیر کے اہلِ علم کے تائیدی حوالہ جات بھی تحریر فرما دیے۔ ان کی تائید و تخریج پر مشتمل رسالہ ''پچاس غیر ثابت روایات کے حوالے'' کے عنوان سے پی ڈی ایف کی صورت میں عام کیا جا چکا ہے۔ جزاہم اللہ خیرا۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

اوّل ایڈیشن: ماہِ صفر المظفّر1443ھ/ ستمبر2021

امت میں رائج پچیس غیر ثابت، منگھڑت اور بے سند روایات کی نشاندہی

پچیس منگھڑت روایات

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پچیس منگھڑت روایات:

عوام میں کئی ایسی روایات مشہور ہیں جن کا حضور اقدس ﷺ اور حضرات صحابہ کرام سے کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا، اس لیے ان کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں ایسی پچیس منگھڑت، بے اصل اور بے سند روایات ذکر کی جاتی ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

روایت 1: "الدين المعاملة" یعنی دین سراسر معاملات کا نام ہے۔

حکم: دین میں معاملات کی درستی اور صفائی کی بڑی اہمیت ہے لیکن مذکورہ الفاظ حدیث کے نہیں ہیں۔

روایت 2: ایک صحابی مسجد تشریف لائے، دو رکعات نفل نماز ادا کی اور دعا مانگ کر کے چلے گئے۔ حضور اقدس ﷺ بھی مسجد میں تشریف فرما تھے، یہ منظر دیکھ کر آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ: کیا تم جانتے ہو کہ اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا مانگا ہے؟ تو صحابہ کرم نے عرض کیا کہ یہ تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: اس نے اللہ تعالیٰ سے نمک مانگا ہے۔

حکم: یہ بات تو درست اور احادیث کے موافق ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ہر چھوٹی بڑی چیز مانگی چاہیے، لیکن مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت 3: حضور اقدس ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: خدیجہ! میرا بستر سمیٹ دو، آج کے بعد میرے آرام کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ (یعنی اب مسلسل دین کی دعوت کا کام کرنا ہے۔)

حکم: حقیقت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے دینِ اسلام کی تبلیغ میں جس قدر عظیم الشان محنت فرمائی اور جتنی زیادہ تکالیف اور مشقتیں برداشت فرمائیں وہ روزِ روشن سے بھی زیادہ واضح ہیں جو کہ محتاجِ بیان نہیں، لیکن مذکورہ حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت 4: جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو انھوں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ: اے اللہ کے رسول! اب میرا کیا کام ہے؟ یعنی اب مجھے کیا کرنا ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ: جو میرا کام ہے وہی تمہارا کام ہے۔(یعنی تم نے بھی اب لوگوں کو کلمہ اور دین کی دعوت دینی ہے۔)

حکم: یہ بات تو درست ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینے کی بھرپور کوشش فرمائی ہے، لیکن مذکورہ حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت 5: جب حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بد دعا فرمائی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے طوفان بھیج کر ان کی نافرمان قوم کو ہلاک کر ڈالا، تو کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ مٹی کے چند کھلونے بناؤ۔ جب انھوں نے کھلونے بنا لیے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا کہ اب انھیں توڑ دو، جب وہ کھلونے توڑنے لگے تو رنجیدہ ہوئے کہ کتنی محنت سے یہ کھلونے بنائے تھے اور اب انھیں توڑنے کا حکم دیا جارہا ہے۔ ان کی یہ سوچ اور حالت دیکھ کر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ: نوح! جس طرح آپ کو اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے ان مٹی کے چند معمولی کھلونوں کو توڑنے سے دکھ پہنچا تو اسی طرح آپ کی بد دعا سے میں نے آپ کی جس نافرمان قوم کو ہلاک کر ڈالا تھا وہ بھی تو میرے ہی پیدا کردہ بندے تھے، انھیں ہلاک کرتے ہوئے مجھے کتنی تکلیف پہنچی ہوگی، اس لیے آپ کو ان کے لیے بد دعا نہیں کرنی چاہیے تھی۔

حکم: اس روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ یہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اور دینی نظریات کے بھی خلاف معلوم ہوتی ہے۔

روایت 6: حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا گھر سب سے افضل ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’وہ گھر جس میں میں موجود ہوں۔‘‘ پھر پوچھا گیا کہ اس کے بعد کونسا گھر افضل ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ’’پھر وہ گھر افضل ہے جس میں سے کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے راستے میں نکلے۔‘‘

حکم: اس روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ یہ منگھڑت ہے۔

روایت 7: قیامت کے دن دعوت و تبلیغ کا کام کرنے والوں کی کرسیاں انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوں گی، فرق صرف یہ ہوگا کہ اُن کی کرسیوں پر مہرِ نبوت نہیں ہوگی۔

حکم: مذکورہ روایت کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت 8: جس نے بھنگ پیااُس نے گویا کہ ستر بار کعبہ کو گرایا، ستر مقرب ملائکہ کو قتل کیا، ستر انبیاء کرام کو شہید کر ڈالا، ستر قرآنوں کو جلا ڈالا، خدا کی طرف ستر پتھر پھینکے، اور وہ شرابی، سود خور، زانی اور چغل خور کی بنسبت خدا کی رحمت سے زیادہ دور ہے۔

حکم: بھنگ جیسی نشہ آور چیز کا ناجائز ہونا اپنی جگہ، لیکن مذکورہ روایت منگھڑت ہے۔

روایت 9: کالا لباس نہ پہنو کیوں کہ یہ فرعون کا لباس ہے۔

حکم: یہ روایت منگھڑت ہے، البتہ یہ شیعہ کی معتبر کتب میں موجود ہے اور ان کے خلاف حجت اور دلیل بھی بن جاتی ہے۔

روایت 10: جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح ہونے لگا تو انھوں نے دراہم میں مہر لینے سے انکار کیا، تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو بھیجا اور ان کے ذریعے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایک کاغذ پر لکھا ہوا یہ پیغام دیا کہ: میں نے فاطمہ کا مہر امتِ محمدیہ کی شفاعت مقرر کر دیا ہے۔ یہ کاغذ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس محفوظ رہا، اور انھوں نے یہ وصیت کی تھی کہ یہ کاغذ میرے ساتھ قبر میں دفن کر دیا جائے۔

حکم: یہ روایت واضح طور پر منگھڑت ہونے کے ساتھ ساتھ اُن صحیح احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا مہر مذکور ہے جو کہ مہر فاطمی کے نام سے مشہور ہے۔

روایت 11: اگر چاول آدمی کی صورت میں ہوتا تو بردبار یعنی تحمل والا ہوتا۔

حکم: حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے حضرت امام ابن القیم اور حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہم اللہ کے حوالے سے اس روایت کو منگھڑت قرار دیا ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٢٥٢- حَدِيثُ: «لَوْ كَانَ الأَرُزُّ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيمًا» مَوْضُوعٌ، قَالَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ وَتَبِعَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ.

روایت 12: زمین سے نکلنے والی ہر چیز میں بیماری بھی ہے اور شفا بھی، سوائے چاول کے کہ اس میں صرف

شفاہے، بیماری نہیں۔

حکم: امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کو منگھڑت اور جھوٹ قرار دیاہے۔

• كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

١٩٨٢- «كل شيء أخرجته الأرض فيه شفاء وداء إلا الأرز، فإنه شفاء لا داء فيه»: قال ابن حجر المكي نقلا عن السيوطي: كذب موضوع.

روایت 13: گلاب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے سے یا براق کے پسینے سے پیدا کیا گیاہے۔

حکم: حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس بات کو منگھڑت قرار دیاہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے بھی فرمایاہے کہ یہ بات درست نہیں۔

• المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٧١- حَدِيثُ: «إِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ» قَالَ النَّوَوِيُّ: لَا يَصِحُّ، وَقَالَ الْعَسْقَلانِيُّ وَغَيْرُهُ: مَوْضُوعٌ.

روایت 14: بینگن جس مقصد کے لیے بھی کھایا جائے تو وہ پورا ہوتا ہے۔

حکم: مذکورہ روایت سمیت بینگن کی فضیلت سے متعلق عوام میں مشہور تمام روایات منگھڑت اور جھوٹ ہیں۔

• الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

١١٢- حَدِيثُ: «الْبَاذِنْجَانُ لِمَا أُكِلَ لَهُ» بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ، قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ، لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ. وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ: إِنَّهُ مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ. وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ: وَقَدْ لَهِجَ بِهِ الْعَوَامُ حَتَّى سَمِعْتُ قَائِلًا مِنْهُمْ يَقُولُ: هُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيثِ: «مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ». وَهَذَا خَطَأٌ قَبِيحٌ، وَكُلُّ مَا يُرْوَى فِيهِ بَاطِلٌ. قَالَ السُّيُوطِيّ: وَلَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى إِسْنَادٍ إِلَّا فِي تَارِيخِ بَلْخَ، وَهُوَ مَوْضُوعٌ. وَفِي «الْفَتَاوَى الْحَدِيثِيَّةِ» لَهُ: إِن هَذَا الْقَائِل مخطىء أَشَدَّ الْخَطَأِ؛ فَإِنَّ حَدِيثَ الْبَاذِنْجَانِ كَذِبٌ بَاطِلٌ مَوْضُوعٌ

بِإِجْمَاعِ أَئِمَّةِ الْحَدِيثِ، نَبَّهَ عَلَى ذَلِكَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي «الْمَوْضُوعَاتِ» وَالذَّهَبِيُّ فِي «الْمِيزَانِ» وَغَيْرُهُمَا، وَحَدِيثُ مَاءُ زَمْزَمَ مُخْتَلَفٌ فِيهِ فَقِيلَ: صَحِيحٌ، وَقِيلَ: حَسَنٌ، وَقِيلَ: ضَعِيفٌ، وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ: إِنَّهُ مَوْضُوعٌ.

روایت 15: اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے بھی ہیں جن کی آنکھوں کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے۔

حکم: مذکورہ روایت بے اصل ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٦٣- حَدِيثُ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا مَا بَيْنَ شُفْرَيْ عَيْنَيْهِ مَسِيرَةُ خَمْسِ مائة عَامٍ»: لَمْ يُوجَدْ لَهُ أَصْلٌ.

روایت 16: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کا درِ رحمت جوش میں تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ: عائشہ! جو مانگنا ہے مانگ لو، تمہیں ضرور عطا کروں گا۔ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں مشورہ لے لوں۔ چنانچہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اجازت ملی تو وہ اپنے والد گرامی کے پاس تشریف لے گئیں اور یہ ساری صورتحال عرض کر دی اور پوچھا کہ اس موقع پر کیا چیز مانگوں؟ اس بارے میں مشورہ دیجیے تاکہ اہم چیز مانگ سکوں۔ تو ان کے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: بیٹی! حضور اقدس ﷺ سے جا کر یہ مانگو کہ معراج کی رات خلوت میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو راز کی باتیں کی تھیں ان میں سے کوئی ایک بات بتا دیجیے، اور پھر آکر وہ بات مجھے بھی بتا دینا۔ چنانچہ حضرت امی عائشہ رضی اللہ عنہا واپس حضور اقدس ﷺ کے پاس تشریف لائیں اور یہ سوال پوچھا، تو حضور اقدس ﷺ اس پر مسکرائے اور فرمایا کہ: اُن راز کی باتوں میں سے ایک بات یہ بھی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ: محبوب! آپ کی امت میں سے جب کوئی شخص کسی کا ٹوٹا ہوا دل جوڑ دے تو میں نے اپنے آپ پر یہ لازم کیا ہے کہ اس کو بغیر حساب کے جنت میں داخل کر دوں گا۔ اس پر امی عائشہ رضی اللہ عنہا بہت خوش ہوئیں اور جا کر اپنے والد گرامی کو بھی یہ بات بتائی۔ یہ سن کر ان کے والد گرامی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ تو امی عائشہ

رضی اللہ عنہا نے اپنے والد گرامی سے پوچھا کہ اس میں رونے والی کیا بات ہے؟ یہ تو خوشی کی بات ہے کہ ہم کسی کا ٹوٹا ہوا دل جوڑ دیتے ہیں تو اس پر ہمیں جنت نصیب ہو جائے گی۔ تو ان کے والد گرامی نے فرمایا کہ تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھو کہ جب ٹوٹے ہوئے دل کو جوڑنے پہ جنت کا وعدہ ہے تو اگر کوئی شخص کسی کا دل توڑ دے تو اس کے لیے تو جہنم کی وعید ہو گی، یہی تو رونے کی بات ہے کہ کہیں ہم سے کسی کا دل نہ ٹوٹے۔

حکم: واقعہ معراج کے جو حالات اور واقعات معتبر احادیث اور معتبر کتب سے ثابت ہیں اُن میں یہ بات کہیں بھی مذکور نہیں، گویا کہ یہ روایت ثابت نہیں۔ اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور آگے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

روایت 17: جب کوئی لڑکا پیدا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: جاؤ جا کر اپنے والد کی مدد کرو۔ لیکن جب لڑکی پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: جاؤ، تمہارے والد کی ہم خود مدد کریں گے۔

حکم: ایسی کوئی روایت ثابت نہیں۔

روایت 18: انگوٹھی کے ساتھ ایک نماز ادا کرنا بغیر انگوٹھی کے ستر نمازوں کے برابر ہے۔

حکم: حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو منگھڑت قرار دیا ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

١٧٦- حَدِيثُ: «صَلَاةٌ بِخَاتَمٍ تَعْدِلُ سَبْعِينَ صَلَاةٍ بِغَيْرِ خَاتَمٍ» مَوْضُوعٌ كَمَا قَالَهُ الْعَسْقَلانِيُّ.

روایت 19: "حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيْمَانِ" وطن کی محبت ایمان کا حصہ ہے۔

حکم: متعدد محدثین کرام کے نزدیک اس روایت کی کوئی اصل نہیں، یعنی مذکورہ الفاظ حدیث کے نہیں۔ اس لیے اسے حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کر کے یا حدیث کہہ کر بیان کرنا ہرگز درست نہیں۔ البتہ جہاں تک اپنے وطن کے ساتھ تعلق اور محبت کی بات ہے تو اس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، یہاں صرف مذکورہ الفاظ کی حقیقت ذکر کرنا مقصود ہے۔

• المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):
١٠٦- حَدِيثُ: «حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الإِيمَانِ» لَا أَصْلَ لَهُ عِنْدَ الْحُفَّاظ.

روایت20: اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے کہے بغیر اس کے پیر دبائے تو اسے سونا صدقہ کرنے کا اجر ملتا ہے، اور اگر وہ اپنے خاوند کے کہنے پر اس کے پیر دبائے تو اسے چاندی صدقہ کرنے کا اجر ملتا ہے۔

حکم: متعدد صحیح احادیث کی رو سے شوہر کی خدمت اور اطاعت کرنا بڑی ہی فضیلت اور اہمیت کی بات ہے، البتہ مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت21: تم فقراء کے ساتھ احسان کا معاملہ کرو، کیوں کہ قیامت کے دن ان کے لیے بادشاہت ہو گی، چنانچہ جب قیامت کا دن ہو گا تو ایک پکارنے والا پکارے گا کہ چلو فقراء کی طرف۔ سو ان سے معذرت کی جائے گی جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے دنیا میں معذرت کرتا ہے۔ (یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کی جاتی ہے۔)

حکم: امام ابن تیمیہ، امام ذہبی اور امام سخاوی رحمہ اللہ نے اس کو باطل اور منگھڑت قرار دیا ہے۔

• كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:
٦٨- «اتخذوا عند الفقراء أيادي فإن لهم دولة يوم القيامة»: رواه أبو نعيم عن الحسين بن علي بسند ضعيف، وذكره في «المقاصد» في الترجمة باللفظ المذكور، ولكن بزيادة: «فإذا كان يوم القيامة نادى مناد سيروا إلى الفقراء فيعتذر إليهم كما يعتذر أحدكم إلى أخيه في الدنيا». وقال في «التمييز» تبعا للأصل: قال الحافظ ابن حجر: لا أصل له. وزاد في «التمييز»: قال شيخنا -يعني السخاوي- بعد إيراد أحاديث بمعناه: وكل هذا باطل، وسبقه الذهبي وابن تيميه وغيرهما للحكم بذلك، انتهى.

روایت22: جس شخص نے اذان اور اقامت سنی اور جماعت میں حاضر نہ ہوا تو گویا کہ اس نے اپنی ماں سے ہزار بار زنا کیا۔

حکم: مرد حضرات کے لیے کسی معتبر عذر کے بغیر جماعت کی نماز ترک کرنے کا ناجائز اور گناہ ہونا واضح سی بات ہے، لیکن مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت 23: اللہ تعالیٰ بوڑھے شخص کے چہرے کو صبح و شام دیکھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ: میرے بندے! تیری عمر زیادہ ہوگئی ہے، تیری کھال پتلی ہوگئی ہے، تیری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، تیرا اجل قریب آچکا ہے اور میرے پاس تیرے آنے کا وقت ہوچکا ہے، سو مجھے تیرے بڑھاپے کی وجہ سے تجھے آگ میں عذاب دینے سے حیا آتی ہے۔

حکم: حضرت شیخ عبد الرحمٰن صفوری صاحب رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت اپنی کتاب ''نزہۃ المجالس'' میں کسی سند اور حوالے کے بغیر ذکر فرمائی ہے، لیکن اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

روایت 24: جو شخص قبرستان سے گذرتے ہوئے سورتِ اخلاص اکیس مرتبہ پڑھ کر مردوں کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر اجر نصیب ہو جاتا ہے۔

حکم: امام سیوطی اور علامہ طاہر پٹنی رحمہم اللہ کے نزدیک مذکورہ روایت منگھڑت ہے۔

- تذكرة الموضوعات للفتني:

في «الذيل»: من مر بالمقابر فقرأ الإخلاص إحدى وعشرين مرة ثم وهب أجره للأموات أعطي من الأجر بعدد الأموات» من نسخة عبد الله بن أحمد الموضوعة.

روایت 25: عمامہ باندھنے والوں کو عمامہ کے ہر پیچ کے بدلے قیامت کے دن ایک نور دیا جائے گا۔

حکم: مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

گزارش: ماقبل میں جو پچیس منگھڑت اور غیر معتبر روایات ذکر کردی گئی ہیں ان سے متعلق بندہ کی یہی تحقیق ہے کہ یہ روایات ثابت نہیں، البتہ اگر حضرات اہلِ علم میں سے کسی کو ان میں سے کسی بھی روایت سے متعلق کتبِ احادیث سے کوئی معتبر ثبوت میسر آئے تو بندہ کو ضرور مطلع فرمائیں تاکہ بندہ اپنی اور اس تحریر کی اصلاح کرسکے، بندہ ممنون رہے گا۔

اوّل ایڈیشن: شوّال المکرم1442ھ/مئی2021

امت میں رائج پچیس مشہور روایات کی حقیقت جاننے کے لیے ایک مفید رسالہ

پچیس روایات کی تحقیق

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

فہرست

احادیث بیان کرنے میں شدید احتیاط کی ضرورت:

احادیث کے معاملے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، کیوں کہ کسی بات کی نسبت حضور اقدس حبیبِ خدا ﷺ کی طرف کرنا یا کسی بات کو حدیث کہہ کر بیان کرنا بہت ہی نازک معاملہ ہے، جس کے لیے شدید احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آجکل بہت سے لوگ احادیث کے معاملے میں کوئی احتیاط نہیں کرتے، بلکہ کہیں بھی حدیث کے نام سے کوئی بات مل گئی تو مستند ماہرین اہلِ علم سے اس کی تحقیق کیے بغیر ہی اس کو حدیث کا نام دے کر بیان کر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں امت میں بہت سی منگھڑت روایات عام ہو جاتی ہیں۔ اور اس کا بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی بے اصل اور غیر ثابت روایت بیان کر کے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا شدید گناہ اپنے سر لے لیا جاتا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے دو احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں تاکہ اس گناہ کی سنگینی کا اندازہ لگایا جا سکے اور اس سے اجتناب کیا جا سکے:

1۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔‘‘

١١٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: « ... وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

2۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مجھ پر جھوٹ نہ بولو، چنانچہ جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔‘‘

٢- عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رضى الله عنه يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ».

ان وعیدوں کے بعد کوئی بھی مسلمان منگھڑت اور بے بنیاد روایات پھیلانے کی جسارت نہیں کر سکتا اور نہ ہی بغیر تحقیق کیے حدیث بیان کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔

غیر ثابت روایات سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بندہ نے ایک روایت کے بارے میں ایک صاحب کو جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ یہ روایت ثابت نہیں، توانھوں نے کہا کہ اس کا کوئی حوالہ دیجیے، تو بندہ نے ان سے عرض کیا کہ: حوالہ تو کسی روایت کے موجود ہونے کا دیا جاسکتا ہے، اب جو روایت احادیث اور سیرت کی کتب میں موجود ہی نہ ہو تو اس کا حوالہ کہاں سے پیش کیا جائے! ظاہر ہے کہ حوالہ تو کسی روایت کے موجود ہونے کا ہوتا ہے، روایت کے نہ ہونے کا تو کوئی حوالہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمارے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ یہ روایت موجود نہیں، باقی جو حضرات اس روایت کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اصولی طور پر حوالہ اور ثبوت انھی کے ذمے ہیں، اس لیے انھی سے حوالہ اور ثبوت طلب کرنا چاہیے، تعجب کی بات یہ ہے کہ جو حضرات کسی غیر ثابت روایت کو بیان کرتے ہیں اُن سے تو حوالہ اور ثبوت طلب نہیں کیا جاتا لیکن جو یہ کہے کہ یہ ثابت نہیں تو اُن سے حوالے اور ثبوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے! کس قدر عجیب بات ہے یہ! ایسی روش اپنانے والے حضرات کو اپنی اس عادت کی اصلاح کرنی چاہیے اور انھی سے حوالہ اور ثبوت طلب کرنا چاہیے کہ جو کسی روایت کو بیان کرتے ہیں یا اس کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

البتہ اگر حوالہ سے مراد یہ ہو کہ کسی محدث یا امام کا قول پیش کیا جائے جنھوں نے اس روایت کے بارے میں ثابت نہ ہونے یا بے اصل ہونے کا دعویٰ کیا ہو تو مزید اطمینان اور تسلی کے لیے یہ مطالبہ معقول اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہر روایت کے بارے میں کسی محدث اور امام کا قول ملنا بھی مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ گزرتے زمانے کے ساتھ نئی نئی منگھڑت روایات ایجاد ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اگر کوئی مستند عالم تحقیق کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ یہ روایت یا واقعہ ثابت نہیں اور وہ اس کے عدمِ ثبوت پر کسی محدث یا امام کا قول پیش نہ کرسکے تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ ان کا یہ دعویٰ غیر معتبر ہے کیوں کہ ممکن ہے کہ کسی امام یا محدث نے اس روایت کے بارے میں کوئی کلام ہی نہ کیا ہو، بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہو، ایسی صورت میں بھی اس روایت کو ثابت ماننے والے حضرات کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس روایت کا معتبر حوالہ اور ثبوت پیش

کریں، اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ انھی حضرات سے ثبوت اور حوالہ کا مطالبہ کریں۔ اور جب تحقیق کے بعد بھی اُس روایت کے بارے میں کوئی بھی ثبوت نہ ملے تو یہ اس روایت کے ثابت نہ ہونے کے لیے کافی ہے۔

واضح رہے کہ یہ مذکورہ زیرِ بحث موضوع کافی تفصیلی ہے، جس کے ہر پہلو کی رعایت اس مختصر تحریر میں مشکل ہے، اس لیے صرف بعض اصولی پہلوؤں کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔

ایک اہم نکتہ:

منگھڑت اور بے اصل روایات سے متعلق ایک اہم نکتہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی روایت واقعتًا بے اصل، منگھڑت اور غیر معتبر ہے تو وہ کسی مشہور خطیب اور بزرگ کے بیان کرنے سے معتبر نہیں بن جاتی۔ اس اہم نکتے سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہوجاتی ہے کہ جب انھیں کہا جائے کہ یہ روایت منگھڑت یا غیر معتبر ہے تو جواب میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیسے منگھڑت ہے حالاں کہ یہ میں نے فلاں مشہور بزرگ یا خطیب سے خود سنی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی حدیث کے قابلِ قبول ہونے کے لیے یہ کوئی دلیل نہیں بن سکتی کہ میں نے فلاں عالم یا بزرگ سے سنی ہے، بلکہ روایت کو تو اصولِ حدیث کے معیار پر پرکھا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ غلطی تو بڑے سے بڑے بزرگ اور عالم سے بھی ہوسکتی ہے کہ وہ لاعلمی اور انجانے میں کوئی منگھڑت روایت بیان کردیں، البتہ ان کی اس غلطی اور بھول کی وجہ سے کوئی منگھڑت اور غیر معتبر روایت معتبر نہیں بن جاتی، بلکہ وہ بدستور منگھڑت اور بے اصل ہی رہتی ہے۔

روایت: 1

ایک نماز قضا کرنے پر
دو کروڑ اٹھاسی لاکھ سال جہنم میں جلنے کا عذاب

مع ’’فضائل اعمال‘‘ اور اس کے جلیل القدر مصنف رحمہ اللہ سے متعلق چند غلط فہمیوں کا ازالہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

’’فضائل اعمال‘‘ کی زیرِ تحقیق روایت:

برکۃ العصر قطبِ وقت شیخ المشایخ شیخ الحدیث حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق اور جلیل القدر کتاب ’’فضائل اعمال‘‘ میں نماز کی ادائیگی کی اہمیت اور فضیلت، اور نماز کو ترک کرنے کی وعیدوں سے متعلق بہت سی آیات اور احادیث مبارکہ ذکر فرمائی ہیں، جن کی تاثیر لاکھوں دلوں میں انقلاب پیدا کر چکی ہے الحمدللہ۔ نماز ترک کرنے کی وعیدوں کو ذکر کرتے ہوئے حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے نماز قضا کرنے سے متعلق بطورِ وعید یہ روایت بھی ذکر فرمائی ہے:

روي أنه عليه الصلاة والسلام قال: «من ترك الصلاة حتى مضى وقتها ثم قضى: عذب في النار حقبا». والحقب: ثمانون سنة، والسنة: ثلاثمائة وستون يوما، كل يوم كان مقداره ألف سنة.

ترجمہ:

حضور ﷺ سے نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نماز کو قضا کردے، گو وہ بعد میں پڑھ بھی لے، پھر بھی اپنے وقت پر نہ پڑھنے کی وجہ سے ایک حُقب جہنم میں جلے گا۔ اور حقب کی مقدار اسی برس کی ہوتی ہے، اور ایک برس تین سو ساٹھ دن کا، اور قیامت کا ایک دن ایک ہزار برس کے برابر ہوگا، (اس حساب سے ایک حقب کی مقدار دو کروڑ اٹھاسی لاکھ برس ہوئی: 28800000)۔

اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد حضرت نے حوالے میں جو عربی عبارت تحریر فرمائی ہے وہ ترجمہ سمیت ملاحظہ فرمائیں:

(كذا في «مجالس الأبرار»، لم أجده فيما عندي من كتب الحديث، الا أن «مجالس الأبرار» مدحه شيخ مشايخنا الشاه عبد العزيز الدهلوي.

ترجمہ: یہ روایت ’’مجالس الابرار‘‘ سے لی گئی ہے، لیکن میرے پاس جو حدیث کی کتب موجود ہیں اُن میں مجھے یہ حدیث نہ مل سکی، البتہ اتنا ہے کہ ہمارے شیخ المشایخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ’’مجالس الابرار‘‘ نامی کتاب کی تعریف فرمائی ہے۔)

زیرِ بحث روایت کا تحقیقی جائزہ اور چند توجہ طلب امور

''فضائل اعمال'' کی اس روایت کا مأخذ:

یہ روایت حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے کتاب ''مجالس الابرار'' سے نقل فرمائی ہے جیسا کہ روایت کے آخر میں حوالہ بھی موجود ہے۔

کتاب ''مجالس الاَبرار'' کا تعارف:

''مجالس الابرار'' در حقیقت حضرت شیخ احمد رومی رحمہ اللہ کی مایہ ناز عربی تصنیف ہے، بندہ کے سامنے ''دار الاشاعت'' سے شائع ہونے والا اس کا اردو ترجمہ ہے، اس کے ٹائٹل میں یہ درج ہے:

- تصنیف: حضرت شیخ احمد رومی رحمۃ اللہ علیہ۔
- ترجمہ با اہتمام: مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ۔
- مصدقہ: حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ۔

یہ مجموعی اعتبار سے نہایت ہی جلیل القدر کتاب ہے، جس کی سطر سطر سے سنت کی محبت اور بدعات سے نفرت ٹپکتی ہے، اس میں شریعت کے احکام نہایت ہی واضح انداز سے بیان فرمائے گئے ہیں۔ مصنف رحمہ اللہ نے اس کتاب کو 100 مجالس میں تقسیم کیا ہے اور ہر مجلس کی بنیاد احادیث پر رکھی ہے۔ اس کتاب کو اردو قالب میں ڈالنے اور اسے شائع کرانے میں مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ نے خصوصی دلچسپی ظاہر فرمائی۔

کتاب اور اس کے مصنف سے متعلق مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''مجالس الابرار'' کے مصنف نے غایتِ اخلاص وتواضع کی وجہ سے اپنا نام ظاہر نہیں فرمایا۔ میں نے ہر چند کوشش کی کہ مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ حالات معلوم ہوجائیں مگر کامیابی نہیں ہوئی۔ (اس کے بعد مفتی صاحب رحمہ اللہ نے اس کتاب کے بارے میں شیخ المشائخ حجۃ الخلف عالم ربّانی حضرت شاہ عبد العزیز محدث

دہلوی رحمہ اللہ کی تعریف ذکر فرمائی ہے کہ :) ''کتاب ''مجالس الابرار''، علم و وعظ و نصیحت میں اسرارِ شریعت وابوابِ فقہ وابوابِ سلوک، وردِّ بدعات و عاداتِ شنیعہ کے فوائدِ کثیرہ پر شامل ہے۔ ہمیں اس کے مصنف کا اس سے زیادہ حال معلوم نہیں، جتنا کہ اس تصنیف سے ظاہر ہوتا ہے وہ یہ کہ اس کا مصنف ایک متدیّن، متورّع اور علومِ شرعیہ کے فنونِ مختلفہ پر حاوی تھا۔''

''مجالس الاَبرار'' میں موجود زیرِ بحث روایت کا حال:

''مجالس الابرار'' میں یہ روایت ذکر کرنے کے بعد مصنف رحمہ اللہ نے کوئی حوالہ ذکر نہیں فرمایا کہ انھوں نے کس کتاب سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے؟ اسی طرح مصنف نے اس روایت کی کوئی سند بھی بیان نہیں فرمائی تا کہ اس کی تحقیق کی جاسکے، بلکہ اس روایت کو ''روي'' جیسے مجہول صیغے کے ساتھ ذکر فرمایا ہے، جس کی حقیقت اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں۔ اس لیے جب تک کوئی معتبر حوالہ نہ ہو تو محض اس کتاب ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کرتے ہوئے اس حدیث کو درست اور ثابت نہیں مانا جاسکتا۔

روایت ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی وضاحت اور تنبیہ:

''فضائل اعمال'' میں زیرِ بحث روایت ذکر کرنے کے بعد حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے عربی عبارت میں یہ وضاحت اور تنبیہ فرمائی ہے کہ: ''یہ روایت ''مجالس الابرار'' سے لی گئی ہے، لیکن میرے پاس جو حدیث کی کتب موجود ہیں اُن میں مجھے یہ حدیث نہ مل سکی، البتہ اتنا ہے کہ ہمارے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''مجالس الابرار'' نامی کتاب کی تعریف فرمائی ہے۔''

اس وضاحت اور تنبیہ سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ جیسے عظیم الشان محدِّث کو احادیث کی جتنی کتب میسر تھیں ان میں ان کو یہ حدیث نہ مل سکی، بلکہ انھوں نے ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کرتے ہوئے وہیں سے نقل فرمائی ہے۔ اور مجالس الابرار پر اعتماد کرنے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ ''ہمارے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''مجالس الابرار'' نامی کتاب کی

تعریف فرمائی ہے۔'' گویا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی بنا پر انھوں نے اس کتاب پر اعتماد کیا اور اس سے یہ روایت نقل فرمائی۔ اور ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کرنے کے لیے جہاں شیخ المشائخ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جیسی عظیم ہستی کی تعریف اور تصدیق کافی تھی، وہاں کتاب کی ذاتی جلالتِ شان کا بھی کسی حد تک تقاضا تھا کیوں کہ کتاب مجموعی اعتبار سے نہایت ہی احتیاط سے لکھی گئی ہے۔ یوں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے نہایت ہی دیانت کے ساتھ اہلِ علم کے لیے یہ واضح فرمادیا کہ مجھے تو اپنے پاس موجود احادیث کی کتب میں یہ حدیث نہ مل سکی بلکہ میں نے ''مجالس الابرار'' پر اعتماد کرکے روایت ذکر کردی ہے، گویا کہ مزید تحقیق آپ حضرات کرلیں کہ یہ حدیث ثابت ہے یا نہیں۔ چنانچہ بعض اہلِ علم نے بھی اپنے طور پر اس حدیث کی تحقیق فرمائی لیکن انھیں بھی یہ روایت معتبر ذرائع سے دستیاب نہ ہوسکی، بطورِ مثال دیکھیے: ماہنامہ ''التبلیغ'' راولپنڈی جلد 14، شمارہ 5 تا 9 میں حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم کی تحقیق۔ بندہ نے بھی یہ تحریر لکھتے ہوئے ہزاروں کتب پر مشتمل بعض ڈیجیٹل لائبریریوں کے ذریعے اس کی تحقیق کی لیکن کسی بھی معتبر ذرائع سے یہ روایت سامنے نہ آسکی۔

تحقیق کا خلاصہ:

اس تفصیل سے یہ بات بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں، بلکہ قرآن وسنت کے عام اصول کی روشنی میں بھی یہ روایت محلِ نظر معلوم ہوتی ہے، اس لیے اس کو حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرنا اور اس کی تشہیر کرنا درست نہیں۔ جہاں تک جان بوجھ کر نماز چھوڑنے کا معاملہ ہے تو قرآن وسنت میں اس سے متعلق سنگین سے سنگین اور سخت سے سخت وعیدیں موجود ہیں جو کہ ایک مسلمان کی تنبیہ کے لیے کافی ہیں، ان کے پیشِ نظر کوئی مسلمان جان بوجھ کر نماز ترک کرنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت کے مطابق نماز ادا کرنے کا عادی بنائے۔

یہ روایت ثابت نہ ہونے کے باوجود ''فضائل اعمال'' میں کیوں ذکر کی گئی؟؟

بعض حضرات یہ شبہ کرتے ہیں کہ جب حدیث ثابت نہیں ہے تو حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ جیسے عظیم الشان محدث نے ''فضائل اعمال''میں یہ ذکر کیوں فرمائی؟

جواب 1:اس کا آسان جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کے سامنے اس روایت کا ثابت نہ ہونا واضح نہ ہو سکا، کیوں کہ اگر ان کو یہ تحقیق ہو جاتی کہ یہ حدیث ثابت ہی نہیں ہے تو وہ اس کو ہر گز ذکر نہ فرماتے۔اور یہ تو علمی دنیا سے وابستہ ہر شخص جانتا ہے کہ ہمارے محدثین کرام کے سامنے بسا اوقات کسی حدیث کا موضوع ہونا اور ثابت نہ ہونا واضح نہیں ہوتا اس لیے وہ اس حدیث کو کسی خاص وجہ کے تحت ذکر فرما دیتے ہیں،آج تک کسی نے بھی ان ائمہ حدیث پر یہ طعن نہیں کیا کہ۔۔۔معاذ اللہ۔۔۔یہ احادیث گھڑنے والے ہیں۔

جواب 2:اس شبہ کا دوسرا جواب تو ما قبل میں ''روایت ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی وضاحت اور تنبیہ'' کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان ہو چکا جو کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ جیسی عظیم ہستی کی طرف سے عذر کے طور پر قبول کرنے کے لیے کافی ہوگا کہ حضرت نے ''مجالس الابرار''پر اعتماد فرمایا اور اعتماد کرنے کی وجہ بھی تفصیل سے مذکور ہے۔

جواب 3: تیسرا جواب یہ ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے یہ حدیث ذکر فرما کر اس کو یوں ہی رہنے نہ دیا بلکہ ساتھ میں اہلِ علم کے لیے عربی میں وضاحتی عبارت بھی تحریر فرمادی، گویا کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے اپنا ذمہ بری کر دیا کہ ایک تو یہ فرمادیا کہ میرے پاس جو حدیث کی کتب موجود ہیں اُن میں مجھے یہ حدیث نہ مل سکی،اور دوسری صراحت یہ فرمادی کہ یہ حدیث ''مجالس الابرار'' سے لی ہے کیوں کہ ہمارے شیخ المشائخ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے ''مجالس الابرار''نامی کتاب کی تعریف فرمائی ہے۔یہ اہلِ علم کی شان ہوتی ہے کہ وہ بات واضح کر دیتے ہیں۔اس لیے فضائل اعمال میں اس روایت کے بعد حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے ان دو باتوں کی وضاحت اور صراحت کی وجہ سے

حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کا ذمہ کافی حد تک بری ہو جاتا ہے، کیوں کہ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کے ذکر کرنے میں حضرت نے اس اعتماد اور صراحت کو کافی سمجھا ہے۔

جواب4: اس تمام صورتحال میں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بعض حضرات اس روایت کی وجہ سے جو پروپیگنڈا حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ اور "فضائل اعمال" کے خلاف کرتے ہیں، تو وہ "مجالس الابرار" اور اس کے مصنف سے متعلق کیا رویہ اپنائیں گے جن کا حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے حوالہ دیا ہے؟؟ حالاں کہ مجالس الابرار کے مصنف امت کے اہلِ علم میں سے ہیں، جن کا ذکر حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے "کشف الظنون" میں بھی کیا ہے:

«مجالس الأبرار ومسالك الأخيار»: هو على مائة مجلس في شرح مائة حديث من أحاديث «المصابيح»، للشيخ أحمد الرومي. أوله: الحمد لله الذي رفع أقدار العلماء بمقدر معرفة كتابه.... الخ

جواب5: یقیناً یہ جوابات حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے کافی ہوں گے۔ لیکن اگر کوئی شخص ان جوابات کو تسلیم نہ کرنے پر اصرار کرے تو اس کے لیے عرض یہ ہے کہ اس بات سے تو اہلِ علم بخوبی واقف ہیں کہ امت کے جلیل القدر ائمہ حدیث کی متعدد مشہور اور مستند کتب میں بھی بعض شدید ضعیف احادیث حتی کہ موضوع اور بے اصل احادیث بھی موجود ہیں لیکن اس کے باوجود بھی امت نے کبھی ان ائمہ کے خلاف پروپیگنڈا نہیں کیا، ان کو بدنام نہیں کیا، ان کی عظمت کا انکار نہیں کیا، ان کو۔۔۔ معاذ اللہ۔۔۔ احادیث گھڑنے والا قرار نہیں دیا، اور نا ہی ان کتب کو مسترد کیا ہے، بلکہ اس حدیث کا حکم واضح فرما دیا۔ جیسا کہ صحاح ستہ کی مشہور کتاب "سنن ابن ماجہ" کی موضوع احادیث سے متعلق حضرت علامہ عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ کی کتاب "الامام ابن ماجہ وکتابہ السنن" کا مطالعہ نہایت ہی مفید ہے۔ اس لیے بشری تقاضے کے مطابق اور قابلِ اطمینان وجوہات کی بنیاد پر امت کے بڑے بڑے ائمہ اہلِ علم سے ایسے امور صادر ہو جانا کوئی بعید نہیں، یہی حال حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کا بھی ہے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ امت کے جلیل

القدر محدثین میں شمار ہوتے ہیں، جس کا اعتراف عرب و عجم کے اکابر اہلِ علم نے بھی کیا ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ کا تقویٰ، خشیتِ الٰہی، اتباعِ سنت، علم و عمل کی پختگی، دینی علوم میں کمال، خلوص وللہیت، علمی قدر و منزلت، جلالتِ شان، احادیثِ مبارکہ سے عشق اور دیگر اوصاف عالیہ ایک مسلّم حقیقت ہیں، ان کی دینی خدمات نہایت ہی وسیع اور عالمگیر ہیں۔ اس لیے ایسی بعض باتوں کی وجہ سے نہ تو حضرت کی شان میں کوئی فرق آسکتا ہے اور نہ ہی حضرت کی عظمت متاثر ہوتی ہے، انھوں نے حدیث کی جو جلیل القدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔

ماقبل کی تفصیل سے یہ بھی واضح ہوا کہ ایسی بعض باتوں کی وجہ سے ''فضائل اعمال'' کو مسترد کردینا یا اس کے خلاف پروپیگنڈا کرنا بھی انصاف کا خون کرنے کے مترادف ہے۔ ''فضائل اعمال'' کی اہمیت اور تاثیر ایک واضح حقیقت ہے، یہ امتِ مسلمہ کی ان مایہ ناز کتب میں سے ہے جنھوں نے امت کے ایک بڑے طبقے میں دینی انقلاب برپا کیا ہے۔

تنبیہ:

یاد رکھیے کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ نے ''فضائل نماز'' میں نماز ترک کرنے سے متعلق قرآن وسنت سے متعدد وعیدیں بیان فرمائی ہیں، صحیح احادیث بھی ذکر فرمائی ہیں، اس لیے اس حُقب والی حدیث کو ثابت نہ ماننے سے ''فضائل اعمال'' کی اہمیت اور افادیت پر اثر نہیں پڑتا۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

19 ربیع الاوّل 1441ھ/17 نومبر 2019

روایت:2

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا
کو وفات کے بعد غسل دیے جانے کی تحقیق
مع غسل نہ دینے کی وصیّت کی حقیقت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

سوال:

ایک مشہور و معروف واعظ نے اپنے ایک بیان میں ایک روایت بیان فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے ہی غسل کیا اور قبلہ رخ لیٹ گئیں اور خادمہ سے فرمایا کہ حضرت علی سے کہہ دینا کہ میرا غسل ہو چکا ہے، اس لیے وفات کے بعد مجھے غسل نہ دینا۔

اس روایت اور واقعہ کی کیا حقیقت ہے؟

الجَوابُ حامِدًا و مُصلِّيًا:

اس مضمون کی روایات معتبر نہ ہونے کے ساتھ ساتھ صحیح روایات کے بھی خلاف ہیں، اس لیے ان کو بیان کرنا درست نہیں۔ اس معاملے میں صحیح اور معتبر بات یہ ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وفات کے بعد غسل دیا گیا۔ ذیل میں اس حوالے سے روایات ذکر کرتے ہیں جس سے تفصیلی وضاحت ہو سکے گی:

1۔ حضرت اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے وصیت کی کہ جب ان کا انتقال ہو جائے تو میں اور حضرت علی ان کو غسل دیں گے، چنانچہ ہم دونوں نے ان کو غسل دیا۔

- مصنَّف عبد الرزاق میں ہے:

عَنْ أُمِّ جَعْفَرِ بِنْتِ مُحَمَّدٍ عَنْ جَدَّتِهَا أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَتْ: أَوْصَتْ فَاطِمَةُ إِذَا مَاتَتْ أَنْ لَا يُغَسِّلَهَا إِلَّا أَنَا وَعَلِيٌّ، قَالَتْ: فغَسَّلْتُهَا أَنَا وَعَلِيٌّ. (بَابُ الْمَرْأَةِ تَغْسِلُ الرَّجُلَ)

2۔ حضرت اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ نے مجھ سے کہا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو آپ اور علی مجھے غسل دیں گے۔ چنانچہ حضرت علی اور حضرت اسماء بنت عمیس نے ان کو غسل دیا۔

- السنن الکبریٰ بیہقی میں ہے:

٦٩٠٥- عَن عُمَارَةَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ: أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ قَالَتْ: يَا أَسْمَاءُ، إِذَا أَنَا مِتُّ فَاغْسِلِينِي أَنْتِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. فَغَسَّلَهَا عَلِيٌّ وَأَسْمَاءُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا.

3۔ اسی طرح دیگر روایات سے بھی یہ ثابت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو حضرت علی اور حضرت اسماء

بنت عمیس رضی اللہ عنہما نے غسل دیا۔

- مستدرک حاکم میں ہے:

٤٧٦٩- عَنْ أُمِّ جَعْفَرٍ زَوْجَةِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَتْ: حَدَّثَتْنِي أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قَالَتْ : غَسَّلْتُ أَنَا وَعَلِيٌّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ.

مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہونے والی باتیں:

1۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وفات کے بعد غسل دیا گیا۔

2۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات کے بعد غسل دینے سے متعلق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کو وصیت فرمائی تھی کہ آپ اور حضرت علی مجھے غسل دیں گے، چنانچہ اسی وصیت کی پاسداری میں حضرت علی اور حضرت اسماءبنت عمیس نے ان کو غسل دیا۔

3۔"أسُدُ الغابہ" اور "البِدایہ والنہایہ" سے معلوم ہوتا ہے کہ اس غسل دینے میں حضرت اسماءبنت عمیس اور حضرت علی کے ساتھ ساتھ حضور اقدس ﷺ کی خادمہ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا بھی شامل تھیں۔

- اسد الغابہ میں ہے:

٧٠٠٨- سلمى خادم رسول الله ﷺ:

ب د ع: سلمى خادم النبي ﷺ وهي مولاة صفية بنت عبد المطلب، وهي امرأة أبي رافع. ويقال: إنها أيضا مولاة للنبي ﷺ قابلة بني فاطمة بنت رسول الله ﷺ وقابلة إبراهيم بن رسول الله ﷺ التي غسلت فاطمة مع زوجها علي ومع أسماء بنت عميس.

- البدایہ والنہایہ میں ہے:

وأما إماؤه عليه السلام ..... وَمِنْهُنَّ سَلْمَى وَهِيَ أُمُّ رَافِعٍ امْرَأَةُ أَبِي رَافِعٍ وَكَانَتْ قَابِلَةَ أَوْلَادِ فَاطِمَةَ وَهِيَ الَّتِي قبلت إبراهيم بن رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَقَدْ شهدت غسل فاطمة، وَغَسَّلَتْهَا مَعَ زَوْجِهَا عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَأَسْمَاءِ بِنْتِ عُمَيْسٍ امْرَأَةِ الصِّدِّيقِ.

حضرت فاطمہ کے غسل میں حضرت علی کی شرکت کا مطلب:

ماقبل کی روایات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وفات کے بعد غسل دینے میں شریک رہے، تو احناف کے نزدیک یا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ غسل کے انتظامات اور نگرانی فرماتے رہے، یا یہ ان کی خصوصیت تھی۔(ردالمحتار، احسن الفتاویٰ)

واضح رہے کہ احناف کے نزدیک مسئلہ یہ ہے کہ جب شوہر کا انتقال ہو جائے تو بیوی اس کو غسل دے سکتی ہے، جبکہ بیوی کا انتقال ہو جائے تو شوہر اس کو غسل نہیں دے سکتا اور نہ ہی اس کو چھو سکتا ہے، البتہ دیکھ سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شوہر کے انتقال کی صورت میں بیوی عدت میں ہوتی ہے، اور عدت میں کسی اور کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہوتا، کیوں کہ بعض وجوہات کی رو سے نکاح باقی رہتا ہے، جبکہ بیوی کے انتقال کی صورت میں دنیوی اعتبار سے بیوی شوہر کے لیے اجنبی ہو جاتی ہے، یہی وجہ ہے کہ مرد کے ذمّے عدت نہیں بلکہ وہ بیوی کے انتقال کے بعد کسی بھی وقت نکاح کر سکتا ہے۔

ردالمحتار اور الدر المختار میں اس کی تفصیل ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- الدر المختار میں ہے:

(وَيُمْنَعُ زَوْجُهَا مِنْ غُسْلِهَا وَمَسِّهَا لَا مِن النَّظَرِ إِلَيْهَا عَلَى الْأَصَحِّ) «مُنْيَةٌ». وَقَالَت الْأَئِمَّةُ الثَّلَاثَةُ: يَجُوزُ؛ لِأَنَّ عَلِيًّا غَسَّلَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا. قُلْنَا: هَذَا مَحْمُولٌ عَلَى بَقَاءِ الزَّوْجِيَّةِ؛ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ: «كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ بِالْمَوْتِ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي» مَعَ أَنَّ بَعْضَ الصَّحَابَةِ أَنْكَرَ عَلَيْهِ، «شَرْحُ الْمَجْمَعِ» لِلْعَيْنِيِّ.

- اس کے حاشیہ ردالمحتار میں ہے:

(قَوْلُهُ قُلْنَا إِلَخْ) قَالَ فِي «شَرْحِ الْمَجْمَعِ» لِمُصَنِّفِهِ: فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا غَسَّلَتْهَا أُمُّ أَيْمَنَ حَاضِنَتُهُ ﷺ وَرَضِيَ عَنْهَا، فَتُحْمَلُ رِوَايَةُ الْغُسْلِ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ عَلَى مَعْنَى التَّهْيِئَةِ وَالْقِيَامِ التَّامِّ بِأَسْبَابِهِ، وَلَئِنْ ثَبَتَت الرِّوَايَةُ فَهُوَ مُخْتَصٌّ بِهِ، أَلَا تَرَى أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِيَ

اللهُ عَنْهُ لَمَّا اعْتَرَضَ عَلَيْهِ بِذَلِكَ أَجَابَهُ بِقَوْلِهِ: أَمَا عَلِمْت أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ فَاطِمَةَ زَوْجَتُك فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ»، فَادِّعَاؤُهُ الْخُصُوصِيَّةَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّ الْمَذْهَبَ عِنْدَهُمْ عَدَمُ الْجَوَازِ اهـ. مَطْلَبٌ فِي حَدِيثِ: «كُلُّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ مُنْقَطِعٌ إِلَّا سَبَبِي وَنَسَبِي». قُلْت: وَيَدُلُّ عَلَى الْخُصُوصِيَّةِ أَيْضًا الْحَدِيثُ الَّذِي ذَكَرَهُ الشَّارِحُ وَفَسَّرَ بَعْضُهُمْ السَّبَبَ فِيهِ بِالْإِسْلَامِ وَالتَّقْوَى، وَالنَّسَبَ بِالِانْتِسَابِ وَلَوْ بِالْمُصَاهَرَةِ وَالرَّضَاعِ، وَيَظْهَرُ لِي أَنَّ الْأَوْلَى كَوْنُ الْمُرَادِ بِالسَّبَبِ الْقَرَابَةَ السَّبَبِيَّةَ كَالزَّوْجِيَّةِ وَالْمُصَاهَرَةِ وَبِالنَّسَبِ الْقَرَابَةَ النَّسَبِيَّةَ لِأَنَّ سَبَبِيَّةَ الْإِسْلَامِ وَالتَّقْوَى لَا تَنْقَطِعُ عَنْ أَحَدٍ فَبَقِيَتْ الْخُصُوصِيَّةُ فِي سَبَبِهِ وَنَسَبِهِ ﷺ، وَلِهَذَا قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ: فَتَزَوَّجْت أُمَّ كُلْثُومٍ بِنْتَ عَلِيٍّ لِذَلِكَ. وَأَمَّا قَوْله تَعَالَى: «فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ» [المؤمنون: ١٠١] فَهُوَ مَخْصُوصٌ بِغَيْرِ نَسَبِهِ ﷺ النَّافِعِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، وَأَمَّا حَدِيثُ «لَا أُغْنِي عَنْكُمْ مِن اللهِ شَيْئًا» أَيْ أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ ذَلِكَ إلَّا إنْ مَلَّكَهُ اللهُ تَعَالَى؛ فَإِنَّهُ يَنْفَعُ الْأَجَانِبَ بِشَفَاعَتِهِ لَهُمْ بِإِذْنِ اللهِ تَعَالَى فَكَذَا الْأَقَارِبُ، وَتَمَامُ الْكَلَامِ عَلَى ذَلِكَ فِي رِسَالَتِنَا «الْعِلْمِ الظَّاهِرِ فِي نَفْعِ النَّسَبِ الطَّاهِرِ». (باب صلاة الجنائز)

فائدہ:

اس مسئلہ کی مدلل تفصیل کے لیے بندہ کے سلسلہ اصلاحِ اَغلاط نمبر 93 ”میاں بیوی میں سے کسی ایک کے انتقال کے بعد دوسرا اُس کو غسل دے سکتا ہے؟“ میں ملاحظہ فرمائیں۔

وفات کے بعد غسل نہ دینے سے متعلق حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت کی حقیقت:

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وفات سے پہلے ہی غسل کر کے یہ وصیت فرمائی تھی کہ مجھے وفات کے بعد غسل نہ دیا جائے، تو واضح رہے کہ اول تو یہ بات صحیح روایات کے خلاف ہے جن سے یہ بات واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو وفات کے بعد ان کی وصیت کے مطابق غسل دیا گیا، جیسا کہ ماقبل کی تفصیل سے معلوم ہو چکا ہے، دوم یہ کہ یہ بات بذاتِ خود

بھی مستند نہیں جیسا کہ ''البدایہ والنہایہ'' میں ہے:

وَلَمَّا حَضَرَتْهَا الْوَفَاةُ أَوْصَتْ إِلَى أَسْمَاءَ بِنْتِ عُمِيسٍ -امْرَأَةِ الصِّدِّيقِ- أَنْ تُغَسِّلَهَا، فَغَسَّلَتْهَا هِيَ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَسَلْمَى أَمُّ رَافِعٍ، قِيلَ: وَالْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَمَا رُوِيَ مِنْ أَنَّهَا اغْتَسَلَتْ قَبْلَ وَفَاتِهَا وَأَوْصَتْ أَنْ لَا تُغَسَّلَ بَعْدَ ذَلِكَ فَضَعِيفٌ لَا يُعَوَّلُ عَلَيْهِ، وَاللَّهُ أَعْلَمُ.

مشہور محقق حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ''بنات اربعہ'' میں فرمایا ہے کہ ''اس کے ضعف کی وجہ ابن اسحاق کا تفرد ہے۔''

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

21ربیع الثانی1441ھ/19دسمبر2019

روایت:3

ماہِ رمضان
کے تینوں عشروں کی فضیلت اور دعاؤں کی تحقیق

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

ماہِ رمضان کے تینوں عشروں کی فضیلت:

قرآن وسنت کی رو سے ماہِ رمضان المبارک کا پورا مہینہ برکتوں، رحمتوں اور انوارات سے بھرپور ہے، اسی طرح یہ بات بھی روایات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر روز بہت سے خوش نصیبوں کو جہنم سے خلاصی عطا فرماتے ہیں اور یہ سلسلہ پورے مہینے جاری رہتا ہے۔ البتہ بعض روایات میں خصوصیت کے ساتھ ماہِ رمضان کے تینوں عشروں کی الگ الگ فضیلت بھی مذکور ہے کہ رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت جبکہ تیسرا جہنم سے خلاصی کا ہے۔ یہ روایت اگرچہ کمزور ہے لیکن فضائل میں قابلِ قبول ہوسکتی ہے، اس حوالے سے جامعہ دار العلوم کراچی کا تفصیلی فتویٰ بھی موجود ہے جس کا اقتباس یہ ہے:

1۔ مذکورہ روایت محققین کے نزدیک موضوع نہیں بلکہ بعض کے نزدیک سنداً ضعیف ہے جبکہ بعض کے نزدیک حسن لغیرہٖ ہے۔

2۔ مذکورہ روایت کا تعلق فضائل کے باب سے ہے اور فضائل میں اس قسم کی روایات پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

درج بالا وجوہات کی بنا پر مذکورہ روایت کی نسبت آنحضرت ﷺ کی طرف کی جاسکتی ہے۔

(فتویٰ نمبر:21/1553)

اس تفصیل سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ماہِ رمضان کے تینوں عشروں سے متعلق مذکورہ فضیلت بے اصل اور بے بنیاد نہیں بلکہ قابلِ قبول ہے اور ویسے بھی ماہِ رمضان کا رحمتوں، برکتوں اور مغفرت سے بھرپور ہونا اور اسی طرح جہنم سے خلاصی کا مہینہ ہونا تو صحیح روایات سے ثابت ہے، جن سے مذکورہ روایت کو مزید قوت مل جاتی ہے۔

ماہِ رمضان کے ہر عشرے کی مستقل فضیلت کی حکمت:

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ماہِ رمضان المبارک کے تینوں عشروں میں سے ہر عشرے کی علیحدہ خصوصیت اور فضیلت کی ایک حکمت یہ بھی ذکر فرمائی ہے کہ پہلا عشرہ رحمتِ خداوندی کا ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان

شروع ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو جاتی ہے اور اسی کی برکت اور توفیق سے بندوں کا روزوں اور دیگر عبادات کی طرف رجحان اور شوق وذوق بڑھ جاتا ہے، یہ اسی کی رحمت کا اثر ہوتا ہے، پھر دوسرا عشرہ مغفرت کا زمانہ کہلاتا ہے جو کہ پہلے عشرے کی رحمت کا نتیجہ ہوا کرتا ہے، چنانچہ عبادات میں مشغول لوگ اپنے اجر وثواب کی طلب میں جلدی کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنی عبادات کا بدلہ عطا فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ عمومی مغفرت فرماتا ہے، جبکہ آخری عشرہ تو پوری کی پوری اجرت وصول کرنے کا وقت ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان میں عبادات میں مصروف بندے مکمل اجر وثواب کے طلب گار ہوتے ہیں اور وہ کامل بدلہ یہی ہے کہ انھیں جہنم سے چھٹکارہ دیا جائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ بندوں کو جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے۔

- مرقاۃ المفاتیح:

(وَهُوَ) أَيْ رَمَضَانُ (شَهْرٌ أَوَّلَهُ رَحْمَةٌ) أَيْ وَقْتُ رَحْمَةٍ نَازِلَةٍ مِنْ عِنْدِ اللهِ عَامَّةٍ، وَلَوْلَا حُصُولُ رَحْمَتِهِ مَا صَامَ وَلَا قَامَ أَحَدٌ مِنْ خَلِيقَتِهِ، لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللهُ، (وَأَوْسَطُهُ مَغْفِرَةٌ) أَيْ زَمَانُ مَغْفِرَتِهِ الْمُتَرَتِّبَةِ عَلَى رَحْمَتِهِ، فَإِنَّ الْأَجِيرَ قَدْ يَتَعَجَّلُ بَعْضَ أَجْرِهِ قُرْبَ فَرَاغِهِ مِنْهُ، (وَآخِرُهُ) وَهُوَ وَقْتُ الْأَجْرِ الْكَامِلِ (عِتْقٌ) أَيْ لِرِقَابِهِمْ (مِنَ النَّارِ)، وَالْكُلُّ بِفَضْلِ الْجَبَّارِ وَتَوْفِيقِ الْغَفَّارِ لِلْمُؤْمِنِينَ الْأَبْرَارِ لِلْأَعْمَالِ الْمُوجِبَةِ لِلرَّحْمَةِ وَالْمَغْفِرَةِ وَالْعِتْقِ مِنَ النَّارِ. (كتاب الصوم)

بعض دیگر اہلِ علم نے اس کے علاوہ دیگر حکمتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔

ماہِ رمضان کے ہر عشرے کے لیے مخصوص دعا کی حقیقت:

ما قبل میں یہ بات مذکور ہوئی کہ ماہِ رمضان المبارک کا پہلا عشرہ رحمت، دوسرا مغفرت جبکہ تیسرا جہنم سے خلاصی کا ہے، البتہ اس حوالے سے یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہیے کہ روایات سے تینوں عشروں یا ہر

عشرے کے لیے کوئی مخصوص دعا ثابت نہیں، اس لیے ان عشروں سے متعلق کسی مخصوص دعا کو سنت، مستحب، لازم یا ثابت قرار دینا ہر گز درست نہیں، اس لیے رحمت، مغفرت اور جہنم کی خلاصی کے لیے کوئی بھی مناسب دعا مانگی جاسکتی ہے، البتہ بعض بزرگوں سے ماہِ رمضان کے تینوں عشروں سے متعلق یہ دعائیں بھی منقول ہیں:

پہلے عشرے کی دعا: رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ

دوسرے عشرے کی دعا: اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ

تیسرے عشرے کی دعا: اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ

ان دعاؤں سے متعلق یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ:

- یہ دعائیں مانگنے میں کوئی حرج نہیں۔
- ماہِ رمضان کے ہر عشرے سے متعلق خصوصیت کے ساتھ یہ دعائیں قرآن واحادیث سے ثابت نہیں۔
- رحمت، مغفرت اور جہنم سے خلاصی کے لیے مذکورہ دعائیں کوئی مخصوص یا ضروری نہیں بلکہ کوئی بھی مناسب دعا مانگی جاسکتی ہے۔
- ماہِ رمضان کے ہر عشرے کے لیے ان دعاؤں کو سنت، مستحب، لازم یا ثابت نہ سمجھا جائے۔
- ان دعاؤں کی تشہیر واشاعت اس انداز سے نہ کی جائے کہ اس سے غلط فہمیاں پیدا ہوں اور لوگ ان کو ثابت یا سنت سمجھیں۔

وضاحت:

آخری دعا سے متعلق اتنی بات واضح رہنی چاہیے کہ احادیث میں یہ دعا شبِ قدر سے متعلق ثابت ہے نہ کہ آخری عشرے سے متعلق، اس لیے آخری عشرے کی طاق راتوں میں خصوصًا جب شبِ قدر کا علم ہو جائے تو اس دعا کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ماہِ رمضان دعاؤں کی قبولیت کا مہینہ ہے:

ماہِ رمضان کا پورا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے لیے بہترین مہینہ ہے، اللہ تعالیٰ اس مہینے میں بندے کی دعا زیادہ قبول فرماتے ہیں، اس لیے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ:

- ماہِ رمضان المبارک کے شب وروز میں دعاؤں کا خاص اہتمام کرے۔
- جو دعائیں قرآن وسنت سے ثابت ہیں ان کا اہتمام زیادہ بہتر اور افضل ہے۔
- خصوصیت کے ساتھ پہلے عشرے میں رحمت کی دعا، دوسرے عشرے میں مغفرت کی دعا جبکہ تیسرے عشرے میں جہنم سے خلاصی کی دعا کرنا بھی درست ہے البتہ بہتر یہی ہے کہ ان دعاؤں کو کسی عشرے کے ساتھ خاص نہ کرے بلکہ ماہِ رمضان کے پورے مہینے میں رحمت، مغفرت اور جہنم سے خلاصی کی دعائیں کرنے کا اہتمام کرے، کیوں کہ پورا مہینہ ہی ان دعاؤں کے لیے زیادہ موزون ہے اور ویسے بھی یہ تخصیص قرآن وسنت سے ثابت نہیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

11 رمضان المبارک 1441ھ/5 مئی 2020

روایت:4

ماہِ رمضان المُبارک

کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی حقیقت

فہرست:

- ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق منگھڑت خیالات اور فضائل۔
- ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق کوئی مخصوص عمل ثابت نہیں۔
- ماہِ رمضان کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی منگھڑت حدیث۔
- محض توبہ سے قضا نمازوں کی معافی کا خودساختہ نظریہ۔
- قضا نمازوں سے متعلق شریعت کی تعلیمات۔
- قضا نمازوں کی ادائیگی سے متعلق بنیادی احکام۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق منگھڑت خیالات اور فضائل:

ماہِ رمضان المبارک کے آخری جمعہ سے متعلق عوام میں مختلف قسم کے منگھڑت خیالات رائج ہیں، بہت سے لوگوں نے اس کو جمعۃ الوداع قرار دے کر اس کے لیے خود ساختہ فضائل بھی گھڑ رکھے ہیں، انھی بے بنیاد خیالات اور منگھڑت فضائل کی وجہ سے اس آخری جمعہ کو بہت اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ شریعت میں ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کی کوئی بھی مخصوص اضافی فضیلت ثابت نہیں، اس لیے اس جمعہ سے متعلق جتنے بھی اضافی فضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ سب خود ساختہ اور بے بنیاد ہیں۔

ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق کوئی مخصوص عمل ثابت نہیں:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات بھی بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق قرآن وسنت سے کوئی اضافی مخصوص عمل ثابت نہیں، اس لیے اس جمعہ سے متعلق جس قدر بھی اضافی نوافل اور عبادات کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ سب خود ساختہ اور منگھڑت ہیں۔

ماہِ رمضان کا آخری جمعہ اور قضائے عمری کی منگھڑت حدیث:

ماہِ رمضان کے آخری جمعہ سے متعلق ایک خود ساختہ عمل قضائے عمری کی نماز کا بھی ہے، جس کے لیے ایک منگھڑت حدیث بھی بیان کی جاتی ہے کہ جس نے ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کے دن چار رکعات نماز ایک ہی سلام کے ساتھ ادا کی اور اس میں فلاں فلاں سورت اتنی اتنی بار پڑھی تو اس کی بدولت تمام قضا نمازیں معاف ہو جاتی ہیں اگرچہ ستر سال کی نمازیں ہی کیوں نہ ہوں۔ اس مضمون کی مختلف روایات بیان کی جاتی ہیں، جن سے یہی ثابت کرنا مقصود ہوتا ہے کہ ہر ایک قضا نماز کی ادائیگی ضروری نہیں، بلکہ ماہِ رمضان کے آخری جمعہ کو چار یا دو رکعات کی مخصوص نماز ادا کر دی جائے تو بس وہ تمام قضا نمازوں کی طرف سے کافی ہے۔

واضح رہے کہ ایسی تمام روایات منگھڑت اور خود ساختہ ہونے کے ساتھ ساتھ واضح روایات، شرعی

تعلیمات اور اجماعِ امت کے بھی خلاف ہیں۔ مذکورہ حدیث کے بے اصل ہونے کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

1۔ قضائے عمری کی مذکورہ روایت سے متعلق حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

٥١٩- حَدِيثُ: «مَنْ قَضَى صَلَاةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِي آخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذَلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلَاةٍ فَائِتَةٍ فِي عُمُرِهِ إِلَى سَبْعِينَ سَنَةً» بَاطِلٌ قَطْعًا؛ لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلَى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُومُ مَقَامَ فَائِتَةِ سَنَوَاتٍ. (الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة)

ترجمہ: یہ روایت کہ ”جو شخص رمضان کے آخری جمعہ میں ایک فرض نماز قضا پڑھ لے تو ستر سال تک اس کی عمر میں جتنی نمازیں چھوٹی ہوں ان سب کی تلافی ہو جاتی ہے“ یہ روایت قطعی طور پر باطل ہے، اس لیے کہ یہ حدیث اِجماع کے خلاف ہے، اِجماع اس پر ہے کہ کوئی بھی عبادت سالہا سال کی چھوٹی ہوئی نمازوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی ہے۔ (فتاویٰ عثمانی)

2۔ قضائے عمری اور اس کی روایت سے متعلق جامعہ دار العلوم کراچی کا فتویٰ:

بعض لوگ قضائے عمری کے نام سے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے دن جو نماز پڑھتے ہیں یہ شرعًا ثابت نہیں ہے، ایسا کرنا خلافِ شریعت اور بدعت ہے، اور مذکورہ وقت میں چند رکعات نماز پڑھ لینے سے یہ سمجھ لینا کہ اس سے میرے ذمہ تمام قضا نمازیں ادا ہو جائیں گی؛ درست نہیں ہے۔

شرعی مسئلہ یہ ہے کہ جس شخص کے ذمہ قضا نمازیں ہوں خواہ عمدًا قضا ہوئی ہوں یا سہوًا قضا ہوئی ہوں ان سب قضا نمازوں کی ادائیگی کرنا شرعًا ضروری ہے، جن کی قضا کے لیے کوئی دن، تاریخ یا وقت مقرر نہیں، بلکہ ممنوع اوقات اور عصر کے آخری وقت (جس وقت سورج کی روشنی زرد ہو جائے) کے علاوہ وہ قضا نمازیں کسی بھی وقت ادا کی جا سکتی ہیں، بلکہ روزانہ ہر نماز کے ساتھ وقتی نماز کے علاوہ ایک ایک قضا نماز کی ادائیگی کی جا سکتی ہے، البتہ لوگوں کے سامنے اس طرح ظاہر کر کے نہ پڑھی جائیں کہ ان کو معلوم ہو کہ یہ اپنی قضا نمازیں پڑھ رہا ہے۔ (فتویٰ نمبر: 90/1881)

محض توبہ سے قضا نمازوں کی معافی کا خود ساختہ نظریہ:

اسی کے ضمن میں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ بعض حضرات نے قضا نمازوں سے متعلق یہ منگھڑت نظریہ بنا رکھا ہے کہ قضا نمازیں محض توبہ کرنے سے بھی معاف ہو جاتی ہیں خصوصًا وہ نمازیں جو عمدًا ترک کی گئی ہوں، واضح رہے کہ یہ بھی قرآن وسنت اور اجماعِ امت کے خلاف نظریہ ہے۔

قضا نمازوں سے متعلق شریعت کی تعلیمات:

قضا نمازوں سے متعلق شریعت کی تعلیمات بالکل واضح ہیں کہ جتنی بھی نمازیں قضا ہوئی ہیں خواہ کم ہوں یا زیادہ، خواہ عمدًا قضا ہوئی ہوں یا سہوًا؛ ان سب کی ادائیگی ضروری ہے، یہی مذہب صحیح روایات سے ثابت ہے اور اسی پر چاروں مذاہب کے ائمہ کرام اور فقہاء عظام کا اتفاق ہے، گویا کہ اس پر امت کا اجماع ہے۔

ذیل میں نمازوں کی قضا سے متعلق چند روایات ذکر کی جاتی ہیں:

1۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ فرماتے ہیں کہ: ”جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو اس پر لازم ہے کہ جب بھی اسے یاد آئے اس کو ادا کردے، اس کے سوا اس کا کوئی کفارہ نہیں۔“

- صحیح بخاری میں ہے:

٥٩٧- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ وَمُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ قَالَا: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً فَلْيُصَلِّ إِذَا ذَكَرَهَا، لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذَلِكَ؛ «وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي»».

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص نماز پڑھنا بھول جائے یا سوتا رہ جائے تو اس کا کفارہ یہی ہے کہ جب یاد آجائے تو نماز پڑھ لے۔“

- صحیح مسلم میں ہے:

١٦٠٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى: حَدَّثَنَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ

قَالَ: قَالَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ: «مَنْ نَسِيَ صَلَاةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا».

3۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جب تم میں سے کوئی شخص نماز سے سو جائے یا غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے تو جب بھی اسے یاد آئے وہ نماز پڑھے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ: اَقِمِ الصَّلَاۃَ لِذِکْرِیْ (میری یاد آنے پر نماز قائم کرو)۔‘‘

- صحیح مسلم میں ہے:

١٦٠١- حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ: حَدَّثَنِي أَبِي: حَدَّثَنَا الْمُثَنَّى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا رَقَدَ أَحَدُكُمْ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا؛ فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ: أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِيْ».

4۔ حضور اقدس ﷺ سے ایسے شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو نماز کے وقت سو جائے یا اس کو غفلت کی وجہ سے چھوڑ دے، تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’اس کا کفارہ یہ ہے کہ جب بھی اسے نماز یاد آئے تو وہ اسے پڑھ لے۔‘‘

- سنن نسائی میں ہے:

٦١٣- أَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ قَالَ: حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الْأَحْوَلُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يَرْقُدُ عَنِ الصَّلَاةِ أَوْ يَغْفُلُ عَنْهَا؟ قَالَ: «كَفَّارَتُهَا أَنْ يُصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا». (فِيمَنْ نَامَ عَنْ الصَّلَاةِ)

فقہ حنفی سے صراحت:

حضرت امام ابن نجیم حنفی رحمہ اللہ ’’البحر الرائق‘‘ میں فرماتے ہیں:

فَالْأَصْلُ فِيهِ أَنَّ كُلَّ صَلَاةٍ فَاتَتْ عَنِ الْوَقْتِ بَعْدَ ثُبُوتِ وُجُوبِهَا فِيهِ فَإِنَّهُ يَلْزَمُ قَضَاؤُهَا، سَوَاءٌ تَرَكَهَا عَمْدًا أَوْ سَهْوًا أَوْ بِسَبَبِ نَوْمٍ، وَسَوَاءٌ كَانَتْ الْفَوَائِتُ كَثِيرَةً أَوْ قَلِيلَةً.

(باب قضاء الفوائت)

ترجمہ: اس سلسلے میں اصول یہ ہے کہ ہر وہ نماز جو کسی وقت میں واجب ہونے کے بعد چھوٹ گئی ہو اس کی قضا لازم ہے، چاہے انسان نے وہ نماز جان بوجھ کر چھوڑی ہو یا بھول کر، یا نیند کی وجہ سے، چاہے چھوٹی ہوئی نمازیں زیادہ ہوں یا کم ہوں۔

فائدہ: مذکورہ بالا اکثر روایات وعبارات اوران کے ترجمے فتاویٰ عثمانی سے ماخوذ ہیں۔

قضا نمازوں کی ادائیگی سے متعلق بنیادی احکام

ذیل میں قضا نمازوں سے متعلق چند بنیادی احکام ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ قضا نمازوں کی ادائیگی سے متعلق راہنمائی ہوسکے۔

قضا نماز کس وقت ادا کرنا جائز ہے؟

قضا نماز ادا کرنے کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں، بلکہ جب بھی موقع ملے تو ادا کرلینا چاہیے اور اس میں بلاوجہ تاخیر نہیں کرنی چاہیے، البتہ شب وروز میں تین اوقات ایسے ہیں جن میں قضا نماز پڑھنا جائز نہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سورج طلوع ہونے کے وقت:

جب سورج طلوع ہونے لگتا ہے تو مکروہ وقت شروع ہوجاتا ہے جو کہ کم از کم دس منٹ تک رہتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں طلوعِ آفتاب کا جو وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اُس کے بعد سے کم از کم دس منٹ تک مکروہ وقت رہتا ہے۔اس مکروہ وقت میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(ردالمحتار، اعلاء السنن، احسن الفتاویٰ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دارالعلوم کراچی)

2۔ دوپہر کو سورج کے اِستوا کے وقت:

سورج طلوع ہونے کے بعد سے لے کر سورج ڈوبنے تک پورے دن کا جتنا بھی وقت ہے ان کو دو

حصوں میں تقسیم کیا جائے تو ان دونوں کے درمیانی حصے کو نصف النہار عرفی یعنی آدھا دن کہتے ہیں، یہی وہ وقت ہوتا ہے جب سورج خطِ اِستوا سے گزر رہا ہوتا ہے اور ہمارے سروں کے اوپر ہوتا ہے۔ جب سورج اس کیفیت سے گزر کر مغرب کی طرف ڈھلنے لگتا ہے تو اس کو زوال کہتے ہیں۔ شریعت کی نگاہ میں یہ نصف النہار عرفی (یعنی سورج کے استوا کا وقت) مکروہ اور ممنوع وقت کہلاتا ہے۔ چوں کہ سورج تو استوا کے وقت ٹھہرتا نہیں بلکہ وہ اپنا سفر مسلسل جاری رکھے ہوئے ہوتا ہے، اس لیے استوا کا یہ وقت بہت ہی مختصر ہوتا ہے جو کہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں پورا ہو جاتا ہے، البتہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو زوال کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے چند منٹ پہلے اور چند منٹ بعد کے وقت کو مکروہ وقت شمار کرتے ہوئے اس میں نماز نہ پڑھی جائے، بعض اہلِ علم حضرات نے سہولت کی خاطر زوال کے وقت سے 5 منٹ پہلے اور 5 منٹ بعد احتیاط کرنے کی ترغیب دی ہے۔ یہاں یہ غلط فہمی دور رہے کہ دوپہر کو سورج کے زوال کا وقت مکروہ نہیں، بلکہ سورج کے استوا کا وقت مکروہ وقت کہلاتا ہے جس کی تفصیل بیان ہو چکی، شاید لوگوں کی سہولت کی خاطر استوا کی بجائے زوال کہہ دیا جاتا ہے۔

اس تفصیل کے مطابق دوپہر کو سورج کے استوا کے وقت قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل، عمدۃ الفقہ، دائمی نقشہ اوقاتِ نماز از جامعہ دار العلوم کراچی)

3۔ سورج ڈوبنے کے وقت:

جب سورج ڈوبنے کا وقت آتا ہے تو سورج کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے، اس کی طرف دیکھنے سے نگاہوں پر کچھ اثر نہیں پڑتا، یہاں سے مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جو کہ تقریباً 15 منٹ پر مشتمل ہوتا ہے۔ اوقاتِ نماز کے نقشوں میں جو غروبِ آفتاب کا وقت لکھا ہوا ہوتا ہے اس سے تقریباً 15 منٹ پہلے یہ مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے، اور یہ وقت ختم ہو جانے کے بعد مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس مکروہ وقت میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں۔

(رد المحتار، احسن الفتاویٰ، امداد الفتاویٰ، نفل اور سنت نمازوں کے فضائل اور احکام از مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم)

خلاصہ: مذکورہ بالا تین ممنوع اوقات میں قضا نماز ادا کرنا جائز نہیں، ان تین ممنوع اوقات سے اجتناب کرتے ہوئے ان کے علاوہ دن رات میں کسی بھی وقت قضا نماز ادا کرنا جائز ہے، چاہے عصر کے بعد ہو، فجر کے بعد ہو یا کسی بھی وقت ہو۔

قضا نمازوں کی تعداد یاد نہ ہو تو:

کسی شخص سے بہت سی نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کی تعداد معلوم نہ ہو تو ایسی صورت میں خوب غور و فکر کر کے اندازے سے حساب لگا لے کہ اتنی نمازیں رہتی ہوں گی، پھر مزید ان میں کچھ اضافہ کر لے تاکہ احتیاط رہے۔

قضا نمازوں کا حساب بلوغت سے ہوگا:

واضح رہے کہ قضا نمازوں کا حساب بلوغت کے بعد سے ہوگا کہ بلوغت کے بعد جتنی نمازیں ادا نہ کی ہوں اُن سب کی ادائیگی ضروری ہے، بلوغت سے پہلے کی نمازوں کی قضا نہیں۔

کن نمازوں کی قضا ضروری ہے؟

متعدد نمازیں ایسی ہیں کہ اگر وہ وقت پر ادا نہ کی جائیں اور وقت نکل جائے تو ان کی قضا لازم ہوتی ہے، وہ نمازیں درج ذیل ہیں:

- شب و روز کی پانچ نمازیں۔
- نمازِ وتر۔
- جمعہ کی نماز جب قضا ہو جائے تو ایسی صورت میں قضا کے طور پر ظہر ہی کی چار رکعات فرض ادا کی جائے گی۔
- اسی طرح وہ نفل نماز جو شروع کر کے توڑ دی جائے تو اس کی بھی قضا ضروری ہے۔

مسئلہ: سنت نماز کی قضا نہیں، البتہ اگر فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو اسی دن سورج نکل آنے کے بعد

زوال سے پہلے پہلے قضا پڑھ لینا بہتر ہے، اسی طرح نمازِ تراویح کی بھی قضا نہیں۔ (ردالمحتار، ہندیہ ودیگر کتب)

قضا نماز کی نیت کیسے کی جائے؟

1۔ قضا نماز کے لیے نیت کرنا فرض ہے۔ نیت درحقیقت دل کے ارادے اور عزم کا نام ہے، حقیقی نیت دل ہی کی ہوتی ہے اور اسی کا اعتبار ہوتا ہے، اس لیے دل میں نیت کرلینا کافی ہے۔ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں، البتہ اگر کوئی زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کرلے تب بھی درست، بلکہ نیت کرنے میں دل اور زبان دونوں کو یکجا کرنے کے اعتبار سے اچھا بھی ہے۔

2۔ قضا نماز کی نیت یوں کرے: میں ظہر کی چار رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں، یا: میں فجر کی دو رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں۔ اور اگر بہت سی نمازیں قضا ہوچکی ہوں تو یوں نیت کرے: میں ظہر کی پہلی چار رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں، یا: میں فجر کی پہلی دو رکعت قضا فرض نماز ادا کرتا ہوں۔ اسی طرح ہر قضا نماز ادا کرتے وقت پہلی نماز کا ذکر کرے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ عثمانی)

- **دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن:**

"قضائے عمری کا طریقہ یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت میں ضروری ہے کہ جس نماز کی قضا پڑھی جارہی ہے اس کی مکمل تعیین کی جائے یعنی فلاں دن کی فلاں نماز کی قضا پڑھ رہا ہوں، مثلاً پچھلے جمعہ کے دن کی فجر کی نماز کی قضا پڑھ رہا ہوں، لہٰذا اگر متعینہ طور پر قضا نمازوں کی تعداد اور اوقات کا علم ہو تو متعینہ طور پر نیت کرکے ایک ایک کرکے نماز قضا کرلی جائے، البتہ اگر متعینہ طور پر قضا نماز کا دن اور وقت معلوم نہ ہونے کی وجہ سے اس طرح متعین کرنا مشکل ہو تو اس طرح بھی نیت کی جاسکتی ہے کہ مثلاً جتنی فجر کی نمازیں مجھ سے قضا ہوئی ہیں ان میں سے پہلی فجر کی نماز ادا کر رہا ہوں، یا مثلاً جتنی ظہر کی نمازیں قضا ہوئی ہیں ان میں سے پہلی ظہر کی نماز ادا کر رہا ہوں، اسی طرح بقیہ نمازوں میں بھی نیت کریں، اسی طرح پہلی کے بجائے اگر آخری کی نیت کرے تو بھی درست ہے۔ لہٰذا اگر کئی نمازیں قضا ہوں اور ان کی تعداد اور اوقات معلوم نہ ہوں تو اندازہ کرکے غالب گمان

کے مطابق ایک تعداد مقرر کرلیجیے،اور مذکورہ طریقے کے مطابق نمازیں قضا کرنا شروع کردیجیے۔

ایک دن کی تمام فوت شدہ نمازیں یا کئی دن کی فوت شدہ نمازیں ایک وقت میں پڑھ لیں، یہ بھی درست ہے۔ نیز ایک آسان صورت فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کی یہ بھی ہے کہ ہر وقتی فرض نماز کے ساتھ اس وقت کی قضا نمازوں میں سے ایک پڑھ لیا کریں، (مثلاً: فجر کی وقتی فرض نماز ادا کرنے کے ساتھ قضا نمازوں میں سے فجر کی نماز بھی پڑھ لیں، ظہر کی وقتی نماز کے ساتھ ظہر کی ایک قضا نماز پڑھ لیا کریں)، جتنے برس یا جتنے مہینوں کی نمازیں قضا ہوئی ہیں اتنے سال یا مہینوں تک ادا کرتے رہیں، جتنی قضا نمازیں پڑھتے جائیں اُنہیں لکھے ہوئے ریکارڈ میں سے کاٹتے جائیں، اِس سے ان شاءاللہ مہینہ میں ایک مہینہ کی اور سال میں ایک سال کی قضا نمازوں کی ادائیگی بڑی آسانی کے ساتھ ہو جائے گی۔

- الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین (رد المحتار):

(كثرت الفوائت نوى أول ظهر عليه أو آخره):

(قوله: كثرت الفوائت إلخ) مثاله: لو فاته صلاة الخميس والجمعة والسبت فإذا قضاها لا بد من التعيين؛ لأن فجر الخميس مثلا غير فجر الجمعة، فإن أراد تسهيل الأمر يقول: أول فجر مثلا، فإنه إذا صلاه يصير ما يليه أولا، أو يقول: آخر فجر، فإن ما قبله يصير آخرا، ولا يضره عكس الترتيب؛ لسقوطه بكثرة الفوائت .فقط والله اعلم" (فتویٰ نمبر:144010200082)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

27رمضان المبارک1441ھ/21مئی2020

روایت:5

تحقیقِ حدیثِ قدسی:

”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا“

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیثِ قدسی: ”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا!“

ایک حدیثِ قدسی مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ”میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوقات کو پیدا کیا، تو انھوں نے مجھے پہچانا۔“ اس روایت کو کئی واعظین حضرات مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کرتے رہتے ہیں۔

تبصرہ:

امام ابن تیمیہ، امام زرکشی، امام ابن حجر عسقلانی، امام سیوطی اور علامہ سخاوی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں، حتی کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی نہ تو کوئی صحیح سند ثابت ہے اور نہ ہی کوئی ضعیف سند۔ گویا کہ یہ حدیث کسی بھی طریقے سے ثابت نہیں۔ اس لیے اس روایت کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کرنا، اس کو حدیث سمجھنا، اس کو بیان کرنا یا اس کو پھیلانا ہرگز درست نہیں۔ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

٢٣٢- حَدِيثُ: «كُنْتُ كَنْزًا لَا أُعْرَفُ فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَّفْتُهُمْ بِي فَعَرَفُونِي»: نَصَّ الْحُفَّاظُ كَابْنِ تَيْمِيَّةَ وَالزَّرْكَشِيِّ وَالسَّخَاوِيِّ عَلَى أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ.

- تذكرة الموضوعات:

«كنت كنزا لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بي فعرفوني»: قال ابن تيمية: ليس من الحديث، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف، وتبعه الزركشي وشيخنا، وفي «الذيل»: قال ابن تيمية: موضوع، وهو كما قال.

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأحاديث الشنيعة الموضوعة:

٤٤: حديث: «كنت كنزا لا يعرف فأحببت أن أعرف فخلقت الخلق وتعرفت لهم فبى عرفونى»: قال ابن تيمية: موضوع.

• كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

٢٠١٦- «كنت كنزا لا أعرف، فأحببت أن أعرف، فخلقت خلقا، فعرفتهم بي فعرفوني» وفي لفظ: «فتعرفت إليهم فبي عرفوني»: قال ابن تيمية: ليس من كلام النبي ﷺ، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف. وتبعه الزركشي والحافظ ابن حجر في «اللآلئ» والسيوطي وغيرهم. وقال القاري: لكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى: «وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون» أي ليعرفوني كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما. والمشهور على الألسنة: «كنت كنزا مخفيا فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فبي عرفوني»، وهو واقع كثيرا في كلام الصوفية، واعتمدوه وبنوا عليه أصولا لهم.

مذکورہ حدیثِ قدسی کے مفہوم کی بعض قرآنی تائیدات کی حقیقت:

ماقبل کی تفصیل سے یہ بات واضح ہوئی کہ مذکورہ حدیثِ قدسی ثابت نہیں، البتہ بعض حضرات اہلِ علم فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ قدسی کا مفہوم بعض قرآنی آیات سے ثابت ہو سکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی قرآنی تائید:

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیثِ قدسی ثابت تو نہیں البتہ اس کا مفہوم قرآن کریم سورۃ الذاریات کی آیت نمبر 56 سے ثابت ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ.

ترجمہ: "اور میں نے جِنّات اور انسانوں کو اس کے سوا کسی اور کام کے لیے پیدا نہیں کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔" (آسان ترجمہ قرآن)

سورۃ الذاریات کی مذکورہ آیت کی مشہور تفسیر تو واضح ہے، اس لیے اس کو ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، البتہ اس کی ایک تفسیر یہ بھی ہے کہ میں نے جنات اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھے پہچانیں اور میری معرفت حاصل کریں۔

چوں کہ اُس حدیثِ قدسی سے بھی یہی مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ مخلوق کو اس لیے پیدا کیا تا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اور ایک تفسیر کے مطابق مذکورہ آیت سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ انسانوں اور جنات کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، اس لیے مذکورہ آیت سے مذکورہ حدیثِ قدسی کا مفہوم کسی درجے میں ثابت ہوتا ہے۔

ذیل میں اس تفسیر کے مآخذ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ یہ تفسیر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- روح المعاني:

ومن هنا فسر ابن عباس قوله تعالى: «وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون» بقوله: إلا ليعرفون. (سورة الإسراء)

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:

٣٥٣: حديث: «كنت كنزا لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بي فعرفوني»: قال ابن تيمية: ليس من كلام النبي عليه الصلاة والسلام، ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف، وتبعه الزركشي والعسقلاني، لكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى: «وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون» أي ليعرفون، كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما.

- مرقاة المفاتيح:

فَقَدْ رُوِيَ: «كُنْتُ كَنْزًا مَخْفِيًّا، فَأَحْبَبْتُ أَنْ أُعْرَفَ، فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِأُعْرَفَ». وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ» [الذاريات: ٥٦] إِشَارَةٌ إِلَى ذَلِكَ عَلَى تَفْسِيرِ حَبْرِ الْأُمَّةِ أَيْ لِيَعْرِفُونِ. (باب الإيمان بالقدر)

- المجالسة وجواهر العلم:

٢٢٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ: أخبرنَا يَحْيَى بْنُ ضُرَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ والإنس إلا ليعبدون» [الذاريات: ٥٦] قَالَ: لِيَعْرِفُونِ.

تنبیہ:

ما قبل میں سورۃ الذاریات آیت نمبر 56 کے تحت تفسیر روح المعانی، الاسرار المرفوعۃ، مرقاۃ المفاتیح اور المجالسۃ وجواہر العلم کے حوالے سے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر ذکر کی گئی ہے تو یہ بندہ کو متقدمین کے بنیادی مآخذ اور مصادر میں نہیں مل سکی، بلکہ تفسیر الدر المنثور، تفسیر ابن ابی حاتم، تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی جو تفسیر منقول ہے اس کا مضمون یہ ہے: "لِيُقِرُّوا بِالْعُبُودِيَّةِ طَوْعًا أَوْ كَرْهًا"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

2۔ یہ تفسیر امام مجاہد رحمہ اللہ سے بھی ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- تفسير الإمام البغوي:

«وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلا لِيَعْبُدُونِ» ..... وقال مجاهد: إلا ليعرفوني. وهذا أحسن؛ لأنه لو لم يخلقهم لم يعرف وجوده وتوحيده.

- الجامع لأحكام القرآن للقرطبي:

قوله تعالى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْأِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ»: ..... مجاهد: إلا ليعرفوني.

- البحر المحيط:

«وما خلقت الجن والإنس من المؤمنين»: ..... وقال مجاهد: «إِلَّا لِيَعْبُدُونِ»: ليعرفون.

- جامع بيان العلم وفضله:

١٥٠٦- وَذَكَرَ سُنَيْدٌ عَنِ حَجَّاجٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونْ» [الذاريات: ٥٦] قَالَ: إِلَّا لِيَعْرِفُونِ.

3۔ یہ تفسیر امام ابن جُرَیج رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

- تفسير الإمام ابن كثير:

ثم قال: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالإِنْسَ إِلا لِيَعْبُدُونِ» أي: إنما خلقتهم لآمرهم بعبادتي، لا لاحتياجي إليهم ..... وقال ابن جُرَيْج: إلا ليعرفون.

• الاستذكار الجامع لمذاهب فقهاء الأمصار:

٣٨٨٢٧- قَالَ أَبُو عُمَرَ: قَدِ اخْتَلَفَ الْعُلَمَاءُ فِي مَعْنَى قَوْلِهِ تَعَالَى: «وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ» [الذَّارِيَاتِ: ٥٦].

٣٨٨٢٩- وَقَالَ مُجَاهِدٌ وَابْنُ جُرَيْجٍ: إِلَّا لِيَعْرِفُونِي.

اسی طرح دیگر متعدد مفسرین کرام اور حضرات اہلِ علم نے بھی اس تفسیر کو کسی صحابی یاامام کی طرف نسبت کیے بغیر بطورِ ایک قول کے ذکر فرمایا ہے۔

دوسری قرآنی تائید:

قرآن کریم سورۃ الطلاق آیت نمبر 12 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَھُنَّ یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَھُنَّ لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا.

ترجمہ: ”اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان پیدا کیے، اور زمین بھی انھی کی طرح، اللہ کا حکم ان کے درمیان اُترتا رہتا ہے، تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ اللہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے اور یہ کہ اللہ کے علم نے ہر چیز کا اِحاطہ کیا ہوا ہے۔“ (آسان ترجمہ قرآن)

اس آیت کی تفسیر میں شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”یعنی آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور ان میں انتظامی احکام جاری کرنے سے مقصود یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفاتِ علم و قدرت کا اظہار ہو (نبه عليه ابن قيم في بدائع الفوائد)، بقیہ صفات ان ہی دو صفتوں سے کسی نہ کسی طرح تعلق رکھتی ہیں۔ صوفیہ کے ہاں جو ایک حدیث نقل کرتے ہیں: ”كنت كنزا مخفيا فأحببت أن أعرف“ گو محدثین کے نزدیک صحیح نہیں، مگر اس کا مضمون شاید اس آیت سے مأخوذ و مستفاد ہو سکتا ہو واللہ اعلم۔“ (تفسیر عثمانی سورۃ الطلاق آیت نمبر 12)

بظاہر اس کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت کی رو سے زمین وآسمان کی پیدائش اور ان میں انتظامی احکام کا اِجرا

اس لیے ہوا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ علم وقدرت کا اظہار ہو، جس سے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوسکتی ہے، اور مذکورہ حدیثِ قدسی سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مخلوق کو پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو، گویا کہ آیت اور حدیثِ قدسی دونوں ہی سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حصول ثابت ہوتا ہے، اس لیے مذکورہ آیت سے کسی درجے میں مذکورہ حدیثِ قدسی کے مفہوم کی تائید ہوسکتی ہے۔

حاصلِ کلام اور اہم تنبیہ:

خلاصہ یہ کہ یہ مذکورہ حدیثِ قدسی ثابت نہیں، اس لیے اس روایت کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کرنا، اس کو حدیث سمجھنا، اس کو بیان کرنا یا اس کو پھیلانا ہرگز درست نہیں، البتہ بعض قرآنی آیات سے اس حدیث قدسی کے مفہوم کا کسی درجے میں ثبوت اور اس کی تائید ہوسکتی ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس تائید کی وجہ سے اس غیر ثابت حدیثِ قدسی کو حدیث تسلیم کرلیا جائے اور اسے حضور ﷺ کی طرف نسبت کرتے ہوئے بیان کیا جائے۔ گویا کہ بعض قرآنی آیات سے اس کے مفہوم کی تائید ہونے کے باوجود بھی یہ حدیث نہیں بن سکتی، بلکہ یہ غیر ثابت ہی رہے گی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
3صفر المظفّر1442ھ/21ستمبر2020

روایت:6

تحقیقِ حدیث:
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک کی چمک سے سوئی نظر آنا

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

حضور اقدس ﷺ کے دندان مبارک کی چمک سے سوئی نظر آنا:

یہ روایت کافی مشہور ہے کہ ایک رات حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سوئی گری اور گم ہوگئی، انھوں نے بہت تلاش کی لیکن اندھیرے کے باعث نظر نہ آسکی، تو اتنے میں حضور اقدس ﷺ تشریف لائے اور مسکرائے، آپ کے مسکرانے کی وجہ سے آپ کے دندان مبارک سے ایک چمک اور نور نکلا جس کی وجہ سے کمرہ روشن ہوگیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس روشنی میں وہ سوئی مل گئی۔

تبصرہ:

حضرت علامہ عبد الحیّ لکھنوی رحمہ اللہ نے ’’الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ‘‘ میں فرمایا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

- الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:

ومنها: ما يذكره الوعاظ عند ذكر الحسن المحمدي أنه في ليلة من الليالي سقطت من يد عائشة إبرته ففقدت فالتمستها ولم تجد فضحك النبي ﷺ وخرجت لمعة أسنانه فأضاءت الحجرة ورأت عائشة بذلك الضوء إبرته.

وهذا وإن كان مذكورا في «معارج النبوة» وغيره من كتب السير الجامعة للرطب واليابس فلا يستند بكل ما فيها إلا النائم والناعس، ولكنه لم يثبت رواية ودراية.

اس لیے اس روایت کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

6صفر المظفّر1442ھ/24ستمبر2020

روایت:7،8

تحقیقِ روایات:

کچرا پھینکنے والی اور سامان لے جانے والی بوڑھی عورتیں

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایات: کچرا پھینکنے والی اور سامان لے جانے والی بوڑھی عورتیں

عوام میں یہ دو واقعات اور روایات کافی زیادہ مشہور ہیں کہ:

1۔ایک بڑھیا ہر روز حضور اقدس ﷺ پر کچرا پھینکتی تھی، ایک روز کچرا نہیں پھینکا تو حضور اقدس ﷺ نے ان کے بارے میں دریافت فرمایا تو معلوم ہوا کہ وہ بڑھیا بیمار پڑ گئی ہیں، چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے ان کی عیادت کی، تو حضور اقدس ﷺ کے اس حسنِ اخلاق سے متاثر ہو کر اس بڑھیا نے اسلام قبول کر لیا۔

2۔ایک بوڑھی عورت گھٹڑی یعنی کچھ سامان اٹھائے جا رہی تھی تو حضور اقدس ﷺ نے جب اسے دیکھا تو ان کی مدد کی غرض سے ان سے گھٹڑی لے ان کے ساتھ روانہ ہوئے، جب منزل پر پہنچے تو بڑھیا نے حضور اقدس ﷺ کو ایک نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ مکہ میں محمد نامی ایک شخص ہے جو لوگوں کو اپنے آباواجداد کے دین سے ہٹاتے ہوئے ایک نئے دین کی طرف دعوت دیتا ہے، تم اس سے بچتے رہنا، تو حضور اقدس ﷺ نے یہ سن کر بڑھیا سے فرمایا کہ وہ محمد تو میں ہی ہوں، تو وہ بڑھیا حضور اقدس ﷺ کے اس حسنِ اخلاق سے بہت متاثر ہوئی اور ایمان قبول کر لیا۔

یہ مذکورہ دونوں واقعات مختلف الفاظ کے ساتھ عوام میں رائج ہیں۔

تبصرہ:

یہ دونوں واقعات احادیث اور سیرت کی کسی بھی معتبر کتاب میں موجود نہیں، گویا کہ یہ واقعات نہ تو کسی صحیح سند سے ثابت ہیں اور نہ ہی کسی ضعیف سند سے۔ اس لیے ان کو حدیث سمجھنا، ان کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کرنا یا ان کو بیان کرنا ہر گز درست نہیں۔

تنبیہ: اسی سے متعلق یہ اہم بات بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی گواہی اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں خود دیتا ہے، اسی طرح حضور اقدس ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کے بہت سے واقعات صحیح اور معتبر احادیث سے ثابت ہیں، بلکہ یوں کہنا ہی مناسب اور درست ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی پوری

حیاتِ مبارکہ اعلیٰ اخلاق کی بہترین مظہر تھی، اس لیے حضور اقدس ﷺ کے اعلیٰ اور کامل اخلاق کو بیان کرنے کے لیے کسی بھی غیر معتبر یا منگھڑت روایت اور واقعے کا سہارا لینے کی ہرگز ضرورت نہیں۔

1۔ مذکورہ دونوں واقعات سے متعلق دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی کا فتویٰ:

"سوال اور منسلکہ تحریر میں ذکر کردہ بات درست ہے، جامعہ دارالعلوم کراچی میں قائم شعبہ "موسوعۃ الحدیث" سے رجوع کیا گیا تو ان کی جانب سے کی گئی تحقیق کے مطابق مذکورہ واقعات کا ذکر حدیث کی صحیح بلکہ ضعیف کتابوں میں بھی موجود نہیں ہے۔ لہٰذا ان غیر مستند واقعات کو بیان نہ کریں، بلکہ صرف مستند احادیث میں درج واقعات بیان کیے جائیں۔" (فتویٰ نمبر:1868/ 54، مؤرخہ:۹/ ۶/ ۱۴۳۸ھ، 9/ 3/ 2017)

2۔ مذکورہ ایک واقعہ سے متعلق دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ:

"سوال میں جس واقعہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے یعنی نبی کریم ﷺ پر ایک عورت کے کچرا پھینکنے کا واقعہ تو وہ واقعتاً درست نہیں ہے، مذکورہ واقعہ حدیث کی معتبر کتابوں میں نہیں ملتا، بلکہ کسی ضعیف روایت میں بھی اس طرح کا کوئی واقعہ مذکور نہیں ہے، لہٰذا اس واقعہ کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا جائز نہیں ہے۔ فقط واللہ اعلم" (فتویٰ نمبر:144001200796، تاریخِ اجرا:30-10-2018)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

10صفر المظفر 1442ھ/28ستمبر2020

روایت:9

تحقیقِ حدیث:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونے سے پہلے پانچ اعمال کی ترغیب

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو سونے سے پہلے پانچ اعمال کی ترغیب

عوام میں یہ روایت بہت ہی زیادہ مشہور ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! روزانہ سونے سے پہلے پانچ کام کر کے سویا کرو:

1۔ چار ہزار دینار صدقہ دے کر سویا کرو۔

2۔ ایک مرتبہ قرآن کریم پڑھ کر سویا کرو۔

3۔ جنت کی قیمت دے کر سویا کرو۔

4۔ دو لڑنے والوں میں صلح کرا کے سویا کرو۔

5۔ ایک حج کر کے سویا کرو۔

یہ ارشاد سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: اے اللہ کے رسول! یہ کام تو ناممکن ہیں، اس لیے ہر روز سونے سے پہلے یہ کام کیسے کر پاؤں گا؟ تو اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

- چار بار سورتِ فاتحہ پڑھ کر سویا کرو، یہ چار ہزار دینار صدقہ کرنے کے برابر ہیں۔
- تین مرتبہ سورتِ اخلاص پڑھ کر سویا کرو، اس کا ثواب پورے قرآن کریم کے برابر ہے۔
- دس مرتبہ درود شریف پڑھ کر سویا کرو، اس سے جنت کی قیمت ادا ہو گی۔
- دس بار استغفار پڑھ کر سویا کرو، یہ دو لڑنے والوں میں صلح کرنے کے برابر ہے۔
- چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھ کر سویا کرو، اس کا ثواب ایک حج کے برابر ہے۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے رسول! پھر تو یہ پانچ کام روزانہ سونے سے پہلے ضرور کر لیا کروں گا۔

تبصرہ:

اس روایت کا حضور اقدس ﷺ، حضرات صحابہ کرام اور کتبِ احادیث سے کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

• المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٤٣٦- حَدِيث: وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا مَوْضُوعَةٌ سِوَى الْحَدِيثِ الأَوَّلِ وَهُوَ «أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي». قَالَ الصَّغَانِيُّ: وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا الَّتِي أَوَّلُهَا: «يَا عَلِيُّ لِفُلانٍ ثَلاثُ عَلامَاتٍ»، وَفِي آخِرِهَا النَّهْيُ عَنِ الْمُجَامَعَةِ فِي أَوْقَاتٍ مَخْصُوصَةٍ: كُلُّهَا مَوْضُوعَةٌ. وَآخِرُ هَذِهِ الْوَصَايَا: «يَا عَلِيُّ أَعْطَيْتُكَ فِي هَذِهِ الْوَصِيَّةِ عِلْمَ الأَوَّلِينَ وَالآخِرِينَ» وَضَعَهَا حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو النَّصِيبِيُّ. وَقَالَ السُّيُوطِيّ فِي «اللآلئ»: وَكَذَا وَصَايَا عَلِيٍّ مَوْضُوعَةٌ، اتُّهِمَ بِهَا حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو. وَكَذَا وَصَايَاهُ الَّتِي وَضَعَهَا عَبْدُ اللهِ بْنُ زِيَادِ بن سمْعَان أَو شَيْخه.

تنبیہات:

1۔ مذکورہ روایت میں جو سورتِ اخلاص، سورتِ فاتحہ، درود شریف، استغفار اور تیسرے کلمے کا ذکر ہوا تو ان اعمال کے اپنے اپنے فضائل معتبر روایات سے ثابت ہیں، اس لیے مذکورہ روایت کے منگھڑت اور بے اصل ہونے سے اُن ثابت شدہ معتبر فضائل پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

2۔ یہاں یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ مذکورہ روایت تو ثابت نہیں، لیکن کیا مذکورہ پانچ اعمال کے جو پانچ فضائل بیان کیے گئے ہیں، یہ انفرادی طور پر ثابت ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں مذکورہ پانچ اعمال کے جو فضائل بیان کیے گئے ہیں یہ بھی انفرداى طور پر ثابت نہیں، البتہ سورتِ اخلاص سے متعلق بعض روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ تہائی قرآن کے برابر ہے، جیسا کہ سنن الترمذی میں ہے:

٢٨٩٩- حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ». هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ

اس روایت میں اس بات کا صراحت سے ذکر نہیں کہ یہ سورتِ اخلاص کس اعتبار سے تہائی قرآن کے برابر ہے؟ اس لیے اس معاملے میں حضرات محدثین کرام نے مختلف آرا ذکر فرمائی ہیں، ان میں سے ایک رائے

یہ بھی ہے کہ سورتِ اخلاص ثواب کے اعتبار سے تہائی قرآن کے برابر ہے، گویا کہ اسے ایک بار پڑھنے سے تہائی قرآن کریم پڑھنے کے برابر ثواب ملتا ہے اور تین بار پڑھنے سے پورے قرآن کریم کا ثواب ملتا ہے۔ چنانچہ شرح ابی داود للعینی میں ہے:

قوله: «إنها» أي: سورة (قل هو الله أحد) «لتعدل ثلث القرآن» أي: لتُماثِلُ، وفيه أقوال: أحدها: أن القرآن العزيز لا يتجاوزُ ثلاثة أقسام، وهي الإرشادُ إلى معرفة ذات الله وتقديسه، ومَعْرفة أسمائه وصفاته، أو معرفة أفعاله وسُنته في عباده، فاشتملت سورة الإخلاص على أحد هذه الأقسام الثلاثةَ، وهو التقديس، وازَنَها رسولُ الله بثلث القرآن. والثاني: أن القرآن الكريم أنزل أثلاثا، فثلث أحكام، وثُلث وعد ووعيد، وثُلث أسماء وصفات، وقد جمع في «قل هو الله أحد» أحد الأثلاث وهي الصفات ...... والخامس: أن الله تعالى يتفضلُ بتضعيف الثواب لقارِئها، ويكون مُنتهى التضعيف ثلث ما يَستحقّ من الأجر على قراءة القرآن من دون تضعيف أجرٍ. والسادسُ: أنه إنما قال هذا للذي رَددها، فحصل له من ترداده وتكرارها قدر تلاوته ثلث القرآن. (بَاب فِي سُورة الصَّمدِ)

واضح رہے کہ ہمارے متعدد حضرات اکابر اہلِ علم نے بھی اس احتمال اور رائے کو قبول فرمایا ہے کہ سورتِ اخلاص ثواب کے اعتبار سے تہائی قرآن کریم پڑھنے کے برابر ہے، اس لیے تین بار قرآن کریم پڑھنے سے پورے قرآن کریم کے برابر ثواب ملتا ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

26ربیع الاوّل 1442ھ/13 نومبر 2020

روایت:10، 11، 12

تحقیقِ احادیث:
مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے متعلق تین احادیث کی تحقیق

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے متعلق تین احادیث کی تحقیق

مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے متعلق تین روایات کافی مشہور ہیں، ذیل میں ان سے متعلق تحقیق ذکر کی جاتی ہے:

1۔ ’’مسجد میں باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھاجاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا جانور گھاس کو کھاجاتا ہے۔‘‘

2۔ ’’جو مسجد میں دنیوی گفتگو کرے گا تو اللہ اس کے چالیس سال کے اعمال ضائع کردے گا۔‘‘

حکم:

پہلی حدیث کو حضرت ملا علی قاری، علامہ طاہر پٹنی اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہم اللہ سمیت متعدد محدثین کرام نے بے اصل قرار دیا ہے، جبکہ دوسری حدیث کو امام صغانی رحمہ اللہ نے منگھڑت قرار دیا ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

١٠٩: حديث: «الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش» لم يوجد كذا في «المختصر».

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس :

١١٢١- «الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش». قال القاري نقلا عن «المختصر»: إنه لم يوجد. انتهى، والمشهور على الألسنة «الكلام المباح في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب»، وذكره في «الكشاف» باللفظ الأول.

- المغني عن حمل الأسفار:

٤١٠: حديث: «الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش» لم أقف على أصلٍ.

- تذكرة الموضوعات للفتني:

«من تكلم بكلام الدنيا في المسجد أحبط الله أعماله وأربعين سنة» قال الصغاني: موضوع.

3۔ ’’عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ: جب ایک آدمی مسجد آتا ہے اور پھر باتوں میں مشغول ہو جاتا ہے تو فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ: اے اللہ کے ولی! خاموش رہو۔ اگر وہ شخص پھر بھی باتوں میں لگا رہے تو فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ: اے اللہ کے مبغوض بندے! چپ رہو۔ اور اگر وہ پھر بھی باتوں میں مشغول رہے تو فرشتے اس کو کہتے ہیں کہ: تجھ پر اللہ کی لعنت ہو، چپ رہو۔‘‘

تبصرہ:

یہ حدیث بے اصل ہے، حضور اقدس ﷺ سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

تنبیہ:

مذکورہ حدیث امام ابن الحاج مالکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’المدخل‘‘ میں، اور علامہ ابو بکر دمیاطی شافعی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’اِعانۃُ الطالبین‘‘ میں بغیر کسی سند اور حوالہ کے ذکر فرمائی ہے، لیکن ان متأخرین حضرات کا کوئی حدیث کسی سند یا حوالے کے بغیر ذکر کرنا حدیث کے معتبر اور ثابت ہونے کے لیے کافی نہیں، اس لیے محض ان کتب میں ذکر ہونے کی وجہ سے اس حدیث کو معتبر اور ثابت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس سے ان حضرات کی غلطی بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ جب اُنھیں کسی حدیث کے غیر معتبر ہونے کے بارے میں بتایا جائے تو وہ جواب میں متأخرین میں سے کسی کتاب کا حوالہ دے کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو فلاں کتاب میں بھی موجود ہے، اس لیے یہ کیسے منگھڑت ہے۔ حالاں کہ صرف اتنی بات کسی حدیث کے ثابت اور معتبر ہونے کے لیے کافی نہیں ہوا کرتی۔

مسجد کی عظمت اور احترام کا تقاضا:

ہر مسلمان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ مسجد نہایت ہی عظمت واحترام کی جگہ ہے، اس لیے اس کے آداب کی پاسداری بھی ہر مسلمان کی ذمہ داری بنتی ہے، اس کے آداب میں سے ایک اہم ادب یہ ہے کہ مسجد کو دنیوی مقاصد کے لیے استعمال نہ کیا جائے کیوں کہ دنیوی امور اس کے مقاصد میں سے نہیں، بلکہ اس کا بنیادی مقصد عبادات سمیت دیگر دینی امور ہیں۔

اسی سے ان حضرات کی غلطی واضح ہو جاتی ہے جو مسجد میں دنیوی باتوں کے لیے محفل لگاتے ہیں، شور شرابہ کرتے ہیں اور اپنی باتوں کی وجہ سے دوسروں کی نمازوں اور عبادات میں خلل انداز ہوتے ہیں، یہ نہایت ہی افسوس ناک اور قابلِ اصلاح رویہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ مسجد کو دنیوی باتوں سمیت دیگر دنیوی مقاصد سے پاک رکھے، یہی مسجد کی عظمت، احترام اور ادب کا تقاضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا ذریعہ بھی، ورنہ تو بے ادبی کے نتیجے میں دنیوی اور اُخروی نقصان کا قوی اندیشہ ہے۔

اس دعوتِ فکر کے بعد مسجد میں دنیوی باتوں کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

مسجد میں دُنیوی گفتگو کا حکم:

مسجد میں جھوٹ اور غیبت سمیت ہر قسم کی غیر شرعی اور گناہ والی گفتگو تو ظاہر ہے کہ ناجائز ہی ہے، بلکہ مسجد کے تقدُّس کی وجہ سے ان گناہوں کا وبال مزید بڑھ جاتا ہے۔ البتہ مسجد میں جائز دنیوی گفتگو سے متعلق متعدد فقہائے کرام نے فرمایا ہے کہ مسجد میں دنیاوی باتوں کے لیے بیٹھنا تو جائز نہیں کہ اسی نیت سے مسجد میں بیٹھا جائے، البتہ اگر کسی عبادت، دینی مقصد اور نیک کام کی غرض سے مسجد جانا ہو اور وہاں ضمن میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے کچھ دنیوی گفتگو بھی کرلی تو اس میں حرج نہیں۔

(دیکھیے: فتاویٰ محمودیہ 199/15، 198 اور جواہر الفقہ 115/3)

- البحر الرائق میں ہے:

وَصَرَّحَ في «الظَّهِيرِيَّةِ» بِكَرَاهَةِ الحديث أَيْ كَلَامِ الناس في الْمَسْجِدِ، لَكِنْ قَيَّدَهُ بِأَنْ يَجْلِسَ لِأَجْلِهِ، وفي «فَتْحِ الْقَدِيرِ»: الْكَلَامُ الْمُبَاحُ فيه مَكْرُوهٌ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ، وَيَنْبَغِي تَقْيِيدُهُ بِمَا في «الظَّهِيرِيَّةِ»، أَمَّا إنْ جَلَسَ لِلْعِبَادَةِ ثُمَّ بَعْدَهَا تَكَلَّمَ فَلَا.

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
27ربیع الاوّل1442ھ/14نومبر2020

روایت:13

تحقیقِ حدیث:
نمازِ وتر کے بعد دو سجدوں میں مخصوص تسبیح پڑھنے کی فضیلت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: نمازِ وتر کے بعد دو سجدوں میں مخصوص تسبیح پڑھنے کی فضیلت

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ: ”جو مؤمن مرد اور عورت نمازِ وتر کے بعد دو سجدے کرے اور ہر سجدے میں پانچ مرتبہ یہ تسبیح پڑھے: ”سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ“ تو قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ وہ اپنی جگہ سے اُٹھا بھی نہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما چکا ہوگا، اور اس کو سو بار حج کرنے، سو بار عمرہ کرنے کا اور شہدا کا ثواب عطا فرمائے گا، اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف ہزار فرشتے بھیجے گا جو اس کے لیے نیکیاں لکھیں گے، اور گویا کہ اس نے سو غلام آزاد کر لیے، اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے گا، اور یہ ساٹھ جہنمیوں کی سفارش کرے گا اور اس کو شہادت کی موت نصیب ہوگی۔“

تبصرہ:

احادیث کی کتب سے اس روایت کا کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا، بلکہ حضرت علامہ شامی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”رد المحتار“ میں ”شرح المنیہ“ کے حوالے سے اس روایت کو منگھڑت، باطل اور بے اصل قرار دیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- رد المحتار على الدر المختار:

وَحَاصِلُهُ: أَنَّ مَا لَيْسَ لَهَا سَبَبٌ لَا تُكْرَهُ مَا لَمْ يُؤَدِّ فِعْلُهَا إِلَى اعْتِقَادِ الْجَهَلَةِ سُنِّيَّتَهَا كَالَّتِي يَفْعَلُهَا بَعْضُ النَّاسِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، وَرَأَيْت مَنْ يُوَاظِبُ عَلَيْهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْوِتْرِ، وَيَذْكُرُ أَنَّ لَهَا أَصْلًا وَسَنَدًا فَذَكَرْت لَهُ مَا هُنَا فَتَرَكَهَا، ثُمَّ قَالَ فِي «شَرْحِ الْمُنْيَةِ»: وَأَمَّا مَا ذَكَرَ فِي «الْمُضْمَرَاتِ» أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهَا: «مَا مِنْ مُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ» إِلَى آخِرِ مَا ذَكَرَ فَحَدِيثٌ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ، لَا أَصْلَ لَهُ.

(باب سجود التلاوة: مطلب في سجدة الشكر)

اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے، حتی کہ جامعہ دار العلوم کراچی کے فتویٰ کے مطابق اس پر عمل کرنا بھی جائز نہیں۔(فتویٰ نمبر:۱۸۲۹/ ٦٧)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
8ربیع الثانی1442ھ/24نومبر2020

روایت:14

تحقیقِ حدیث:

تَعَامَلُوْا کَالْاَجَانِبِ وَتَعَاشَرُوْا کَالْاِخْوَانِ

معاملات کرو اجنبیوں کی طرح اور رہو بھائیوں کی طرح

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: تَعَامَلُوْا كَالْاَجَانِبِ وَتَعَاشَرُوْا كَالْاِخْوَانِ

یہ حدیث کافی مشہور ہے کہ: تَعَامَلُوْا كَالْاَجَانِبِ وَتَعَاشَرُوْا كَالْاِخْوَانِ، **یعنی بھائیوں کی طرح رہو لیکن آپس کے معاملات اجنبیوں کی طرح کرو۔** اس میں مسلمانوں کو ایک اہم نصیحت ہے کہ رہن سہن اور باہمی سلوک تو بھائیوں کے طرح ہونا چاہیے البتہ لین دین اور دیگر معاملات اجنبیوں کی طرح کرنے چاہییں کہ معاملہ کرتے وقت احتیاط کے تمام تر ضروری پہلو مد نظر رکھنے چاہییں اور ہر پہلو واضح اور صاف رکھنا چاہیے تاکہ بعد میں کسی بھی قسم کے نقصان اور تنازعات کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

تبصرہ:

مذکورہ بالا حدیث ان الفاظ کے ساتھ احادیث کی کتب میں موجود نہیں، اس لیے ان الفاظ کو حدیث سمجھنا اور ان کو بطورِ حدیث پیش کرنا درست نہیں، البتہ اس جملے کا مضمون اپنی ذات میں درست ہے جو شریعت کی تعلیمات سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اس کی مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: جامعہ دار العلوم کراچی کا فتویٰ نمبر: 2/1024، مؤرخہ: 1429/1/16ھ۔

مذکورہ مقولہ سے متعلق حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ کا ایک اہم ملفوظ:

مذکورہ مقولہ سے متعلق حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کا یہ ملفوظ بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ملاحظہ فرمائیں:

اپنوں کے ساتھ معاملہ ہی نہ کرے، بڑی خرابی ہے:

فرمایا کہ: مشہور تو یہ ہے کہ: تَعَامَلُوْا كَالْاَجَانِبِ وَتَعَاشَرُوْا كَالْاِخْوَانِ، یعنی معاملہ کرو مِثل اجنبیوں کے اور معاشرت کرو مِثل بھائیوں کے، لیکن چوں کہ آجکل مشکل ہے کہ اِخوان [یعنی بھائیوں] کے ساتھ معاملہ تو ہو لیکن اَجانِب کا سا [یعنی اجنبیوں کی طرح]، اس لیے میں نے اس میں ترمیم کی ہے یعنی: تَعَامَلُوْا مَعَ الْاَجَانِبِ وَتَعَاشَرُوْا

مَعَ الْاِخْوَانِ، معاملہ کرو اجنبیوں کے ساتھ اور معاشرت کرو بھائیوں کے ساتھ، یعنی اِخوان کے ساتھ حتی الامکان معاملہ ہی نہ کرو۔۔۔۔اکثر دیکھا ہے اپنوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں خرابی ہوتی ہے اور نقصان بھی اُٹھانا پڑتا ہے۔(ملفوظاتِ حکیم الامت: 192/17،ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

اس ملفوظ میں حکیم الامت تھانوی رحمہ اللہ مذکورہ مقولہ میں تبدیلی کرکے اپنا تجربہ اور مشاہدہ بیان فرما رہے ہیں کہ بھائیوں اور اپنوں کے ساتھ سلوک اور معاشرت تو اچھی رکھو لیکن معاملہ نہ کرو، کیوں کہ بھائیوں اور اپنوں کے ساتھ معاملہ کرنے کی صورت میں معاملات کی صفائی جیسے اہم امور سے متعلق شریعت کی تعلیمات کی رعایت مشکل ہوجاتی ہے، جس کے نتیجے میں متعدد خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، نقصان بھی ہوجاتا ہے اور باہمی کدورتیں اور نفرتیں بھی جنم لے لیتی ہیں۔

البتہ یہ ملفوظ ایک تجرباتی نصیحت ہے،اس لیے اگر کہیں بھائیوں اور اپنوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں شریعت کے اصول کی پاسداری کی جائے تو اس میں کوئی حرج اور ممانعت نہیں۔

فائدہ: معاملات کی صفائی کے بہت ہی اہم پہلو سے متعلق بندہ کا رسالہ ’’تعیینِ ملکیت: حقیقت، اہمیت، فوائد اور کوتاہیاں‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

13ربیع الثانی1442ھ/29نومبر2020

روایت:15

تحقیقِ حدیث:
جو بالغہ عورت پردہ نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: جو بالغہ عورت پردہ نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی!

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ: ”جو بالغہ عورت پردہ نہ کرے اُس کی نماز نہیں ہوتی۔“

تبصرہ:

مذکورہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ کتبِ احادیث میں موجود نہیں، البتہ بظاہر یہ ایک مشہور صحیح اور معتبر حدیث کا خود ساختہ اور غیر واضح ترجمہ ہے، چنانچہ متعدد کتبِ احادیث میں یہ حدیث شریف موجود ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ بالغہ عورت کی نماز اوڑھنی یعنی ڈوپٹے کے بغیر قبول نہیں فرماتے ہیں۔“

- سنن ابی داود:

٦٤١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «لَا يَقْبَلُ اللهُ صَلَاةَ حَائِضٍ إِلَّا بِخِمَارٍ».

مذکورہ حدیث سے متعلق چند وضاحتیں اور فوائد:

احادیث مبارکہ اور حضرات محدثین اور فقہائے امت رحمہم اللہ کی تصریحات کی روشنی میں مذکورہ حدیث سے متعلق چند وضاحتیں اور فوائد درج ذیل ہیں:

1۔ مذکورہ حدیث میں ”حائض“ کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے مراد وہ عورت نہیں جو حیض کی حالت میں ہو کیوں کہ ایسی عورت سے تو نماز ہی ساقط ہو جاتی ہے، بلکہ اس سے مراد بالغہ عورت ہے، اس لیے مذکورہ حدیث بالغہ عورت کے بارے میں ہے۔ اور بالغہ عورت کو ”حائض“ اس مناسبت سے کہا گیا ہے کہ حیض سبب ہے بلوغت کا، تو یہاں سبب ذکر کر کے مسبَّب مراد لیا گیا ہے، جس کی تفصیل اہلِ علم بخوبی جانتے ہیں۔

2۔ مذکورہ حدیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بالغہ عورت کے سر کے بال بھی ستر کا حصہ ہیں، اس لیے اس

کے لیے ضروری ہے کہ وہ نماز کے لیے ڈوپٹے یا اوڑھنی وغیرہ کے ذریعے سر کے بال اچھی طرح چھپانے کا خصوصی اہتمام کرے، کیوں کہ اگر سر کے بالوں کو ڈوپٹے یا اوڑھنی وغیرہ سے نہ چھپایا گیا ہو بلکہ وہ نظر آرہے ہوں تو ایسی صورت میں عورت کی نماز ہرگز درست نہ ہوگی۔ واضح رہے کہ اگر ڈوپٹہ یا اوڑھنی اس قدر باریک ہو کہ سر کے بال اس میں نظر آرہے ہوں تب بھی نماز درست نہیں کیوں کہ اس سے بال چھپانے کا مقصد ہی حاصل نہیں ہوتا۔

3۔ مذکورہ حدیث میں نماز کے قبول نہ ہونے سے مراد یہ نہیں کہ نماز تو ادا ہوجائے گی لیکن اس پر ثواب نہیں ملے گا، بلکہ مراد یہ ہے کہ نماز درست اور ادا ہی نہ ہوگی، گویا کہ علمی زبان میں یوں کہیے کہ قبول سے مراد قبولِ صحت ہے، نہ کہ قبولِ اِجابت۔

مزید روایات اور عبارات

- السنن الکبریٰ للبیہقی:

٥٢٩٣- أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ الْحَارِثِ الْفَقِيهُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ حَيَّانَ أَبُو الشَّيْخِ: أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هُدْبَةُ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَا يَقْبَلُ صَلَاةَ الْحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ». قَالَ ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ: أَرَادَ بِالْحَيْضِ الْبُلُوغَ. قَالَ الشَّيْخُ: وَفِيهِ كَالدّلَالَةِ عَلَى تَوَجُّهِ الْفَرْضِ عَلَيْهَا إِذَا بَلَغَتْ بِالْحَيْضِ.

- سنن الترمذی:

٣٧٧- حَدَّثَنَا هَنَّادٌ قَالَ: حَدَّثَنَا قَبِيصَةُ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ ابْنِ سِيرِينَ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ الحَارِثِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تُقْبَلُ صَلَاةُ الحَائِضِ إِلَّا بِخِمَارٍ». وَفِي البَابِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو. حَدِيثُ عَائِشَةَ حَدِيثٌ حَسَنٌ. وَالعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَهْلِ العِلْمِ: أَنَّ المَرْأَةَ إِذَا أَدْرَكَتْ فَصَلَّتْ وَشَيْءٌ مِنْ شَعْرِهَا مَكْشُوفٌ لَا تَجُوزُ صَلَاتُهَا.

- **شرح ابی داود للعینی:**

قوله: «لا تقبل صلاةُ»، وفي رواية: «لا يقبل الله صلاة حائض». أراد بالحائض: المرأة التي قد بلغت سن المحيض، ولم يرد به المرأة التي هي في أيام حَيضتها؛ فإن الحائض لا تصلي بوجه، ويُقال: الحائض هاهنا: من بلغت وأدركت سن المحيض ، كما يًقال: محرم ومُتْهِم ومُنْجِد لمن دخل الحرم وتهامة ونجدا، ولم يرد به الحائض في أيام حَيْضها. قلت: هذا من باب ذكر السبب وإرادة المسبب؛ إذ الحيض من أسباب البلوغ. (بَابُ المرأةِ تُصَلّي بغَيْر خِمَار)

- **العرف الشذی شرح سنن الترمذی:**

قوله: (لا تقبل صلاة بغير طهور إلخ) القبول على قسمين: أحدهما: كون الشيء متجمعًا بجميع الأركان والشرائط. وثانيهما: وقوعه في حيز مرضاة الله.

(باب ما جاء لا تقبل صلاة بغير طهور)

- **فتاوی ہندیہ:**

وَالثَّوْبُ الرَّقِيقُ الذي يَصِفُ ما تَحْتَهُ لَا تَجُوزُ الصَّلَاةُ فيه، كَذَا في «التَّبْيِينِ».
(الْبَابُ الثَّالِثُ في شُرُوطِ الصَّلَاةِ: الْفَصْلُ الْأَوَّلُ في الطَّهَارَةِ وَسَتْرِ الْعَوْرَةِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

16ربیع الثانی1442ھ/2دسمبر2020

روایت:16

تحقیقِ حدیث:
لوگ سب کے سب مردہ ہیں سوائے علماء کے!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: لوگ سب کے سب مردہ ہیں سوائے علماء کے!

عوام میں مختلف الفاظ کے ساتھ یہ حدیث کافی مشہور ہے کہ: ”لوگ سب کے سب مردہ اور بے جان ہیں سوائے علماء کے، اور علماء بھی سب کے سب ہلاکت میں ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے، اور عمل کرنے والے بھی سب کے سب ہلاکت میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے، اور اخلاص والے بھی بہت بڑے خطرے میں ہیں۔“

«النَّاسُ كُلُّهُمْ مَوْتَى إِلا الْعَالِمُونَ، وَالْعَالِمُونَ كُلُّهُمْ هَلْكَى إِلا الْعَامِلُونَ، وَالْعَالِمُونَ كُلُّهُمْ هَلْكَى إِلا الْمُخْلِصُونَ، وَالْمُخْلِصُونَ على خطر عَظِيم».

تبصرہ:

مذکورہ قول حدیث ہر گز نہیں، اس لیے اس کو حدیث سمجھنا اور حدیث کہہ کر آگے بیان کرنا اور پھیلانا جائز نہیں۔

حضرت علامہ طاہر پٹنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ منگھڑت بات تو ہے ہی، البتہ عربی قواعد کی رو سے بھی اس میں غلطی ہے کہ اس میں جو ”**الْعَالِمُون**“، ”**العامِلُون**“ اور ”**المخلصُون**“ کے الفاظ ہیں یہ اعراب کے اعتبار سے درست نہیں کیوں کہ یہ حالتِ رفعی میں ہیں حالاں کہ یہ حالتِ نصبی میں ہونے چاہییں یعنی: ”**الْعَالِمِين**“، ”**العامِلِين**“ اور ”**المخلصِين**“۔

- تذكرة الموضوعات للفتني:

وَكَذَا: «النَّاسُ كُلُّهُمْ مَوْتَى إِلا الْعَالِمُونَ، وَالْعَالِمُونَ كُلُّهُمْ مَوْتَى إِلا الْعَامِلُونَ، وَالْعَامِلُونَ كُلُّهُمْ مَوْتَى إِلا الْمُخْلِصُونَ، وَالْمُخْلِصُونَ عَلَى خَطَرٍ عَظِيمٍ». هُوَ مفترى ملحون. وَالصَّوَاب: إِلَّا الْعَالمين والعاملين والمخلصين. (بَاب الْقَصَص والوعظ)

- الموضوعات للصغاني:

٣٩- وَقَوْلُهُمْ: «النَّاسُ كُلُّهُمْ مَوْتَى إِلا الْعَالِمُونَ، وَالْعَالِمُونَ كُلُّهُمْ هَلْكَى إِلا الْعَامِلُونَ، وَالْعَالِمُونَ

كُلُّهُمْ غَرْقَى إِلا الْمُخْلِصُونَ، وَالْمُخْلِصُونَ على خطر عَظِيم». وَمِنْهُم من يَقُول فِي كل: «موتى».

فائدہ:

مذکورہ قول حدیث سے تو ثابت نہیں، اس لیے اس کو حدیث سمجھنا تو ہرگز درست نہیں، البتہ بعض بزرگوں سے اس جیسے اقوال ثابت ہیں، چنانچہ:

1۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: لوگ سب کے سب مردے ہیں سوائے علماء کے، اور علماء بھی سارے کے سارے سوئے ہوئے ہیں سوائے عمل کرنے والوں کے، اور عمل کرنے والے بھی سب کے سب دھوکے میں ہیں سوائے اخلاص والوں کے، اور اخلاص والے بھی بڑے خطرے میں ہیں۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: "لِيَسْأَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ" (الأحزاب: ٨) تاکہ اللہ سچے لوگوں سے ان کی سچائی کے بارے میں پوچھے۔

2۔ حضرت سہل بن عبد اللہ تُستَرِی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: دنیا ساری کی ساری جہالت، بے فائدہ اور ویران ہے سوائے علم کے، اور علم سب کا سب مخلوق کے خلاف حجت ہے سوائے اس پر عمل کرنے کے، اور علم بھی سب کا سب گرد و غبار ہے سوائے اس میں اخلاص کے، اور اخلاص بھی ایک بڑا (پُر خطر) معاملہ ہے، جس کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، یہاں تک کہ اخلاص موت کے ساتھ مِلا دے۔

- شعب الإيمان:

٦٤٥٥- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: سَمِعْتُ يُوسُفَ بْنَ الْحُسَيْنِ يَقُولُ: سَمِعْتُ ذَا النُّونِ الْمِصْرِيَّ يَقُولُ: النَّاسُ كُلُّهُمْ مَوْتَى إِلَّا الْعُلَمَاءَ، وَالْعُلَمَاءُ كُلُّهُمْ نِيَامٌ إِلَّا الْعَامِلُونَ، وَالْعَامِلُونَ كُلُّهُمْ يَغْتَرُّونَ إِلَّا الْمُخْلَصِينَ، وَالْمُخْلِصُونَ عَلَى خَطَرٍ عَظِيمٍ. قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: «لِيَسْأَلَ الصَّادِقِينَ عَنْ صِدْقِهِمْ» [الأحزاب: ٨].

٦٤٥٤- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخلديُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجُرَيْرِيُّ قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ عَبْدِ اللهِ التُّسْتَرِيَّ قَالَ: الدُّنْيَا كُلُّهَا جَهْلٌ مَوَاتٌ إِلَّا الْعِلْمَ مِنْهَا،

وَالْعِلْمُ كُلُّهُ حُجَّةٌ عَلَى الْخَلْقِ إِلَّا الْعَمَلَ بِهِ، وَالْعَمَلُ كُلُّهُ هَبَاءٌ إِلَّا الْإِخْلَاصَ مِنْهُ، وَالْإِخْلَاصُ خَطْبٌ عَظِيمٌ لَا يَعْرِفُهُ إِلَّا اللهُ عَزَّ وَجَلَّ حَتَّى يَصِلَ الْإِخْلَاصُ بِالْمَوْتِ.

(الخامس والأربعون من شعب الإيمان وهو باب في إخلاص العمل لله عز وجل)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

17ربیع الثانی1442ھ/3دسمبر2020

روایت:17

تحقیقِ حدیث:
مؤمن مسجد میں یوں خوش ہوتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: مؤمن مسجد میں یوں خوش ہوتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں!

یہ حدیث کافی مشہور ہے کہ: مؤمن مسجد میں یوں خوش ہوتا ہے جس طرح مچھلی پانی میں خوش ہوتی ہے، جبکہ منافق مسجد میں یوں تنگدل ہوتا ہے جس طرح پرندہ پنجرے میں۔

تبصرہ:

مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنا اور حدیث کہہ کر بیان کرنا ہرگز درست نہیں۔

- کشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

٢٦٨٩- المؤمن في المسجد كالسمك في الماء والمنافق في المسجد كالطير في القفص: لم أعرفه حديثا وإن اشتهر بذلك، ويشبه أن يكون من كلام مالك بن دينار فقد نقل المناوي عنه أنه قال: المنافقون في المسجد كالعصافير في القفص.

تنبیہ:

ماقبل میں ”کشف الخفاء“ کی عبارت سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ حضرت علامہ مناوی رحمہ اللہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ: منافقین مسجد میں اس طرح ہوتے ہیں جیسا کہ چڑیائیں پنجرے میں ہوتی ہیں۔ لیکن کافی تلاش کے باوجود بھی اس قول کا مأخذ نہیں مل سکا، البتہ ”تنبیہ الغافلین“ میں مشہور تابعی حضرت نَزّال بن سَبْرہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: منافق مسجد میں اس طرح ہوتا ہے جس طرح کے پرندہ پنجرے میں ہوتا ہے۔

- تنبيه الغافلين بأحاديث سيد الأنبياء والمرسلين ﷺ للسمرقندي:

وَقَالَ النَّزَّالُ بْنُ سَبْرَةَ: الْمُنَافِقُ فِي الْمَسْجِدِ كَالطَّيْرِ فِي الْقَفَصِ. (بَابُ حُرْمَةِ الْمَسَاجِدِ)

فائدہ:

مذکورہ روایت کا تو کوئی ثبوت نہیں ملتا، البتہ یہ حقیقت ہے کہ مؤمن کو مسجد کے ساتھ ایک گہرا قلبی

تعلق ہوتا ہے کہ وہ مسجد میں خوشی اور فرحت محسوس کرتا ہے، وہ مسجد میں بار بار حاضری کے لیے بے چین رہتا ہے، اور متعدد روایات میں مسجد کے ساتھ دلی تعلق اور مسجد میں حاضری کا شوق رکھنے والے مؤمنوں کے لیے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ جبکہ منافق کا مسجد کے ساتھ دلی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی مسجد سے اس کو محبت ہوتی ہے، بلکہ وہ مسجد میں تنگدل ہوتا ہے اور اسی مسجد بیزاری کی وجہ سے اس کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ وہ جلد مسجد سے نکل جائے۔ گویا کہ مذکورہ روایت کو حدیث سمجھنا اور حدیث کہہ کر بیان کرنا تو درست نہیں، البتہ ایک قول اور حقیقت کے طور پر بیان کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

14 جُمادی الاُولیٰ1442ھ/30دسمبر2020

روایت:18

تحقیقِ حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: حضور اقدس ﷺ کی انگوٹھی پر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام!

حضرت امام رازی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تفسیر میں یہ روایت ذکر فرمائی ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انگوٹھی عنایت فرمائی اور فرمایا کہ: ”اس پر ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ“ لکھوالیں، تو انھوں نے وہ انگوٹھی کاتب کو دی اور کہا کہ: اس پر ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ لکھ لیں، تو کاتب نے لکھ کر دے دیا، جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہ انگوٹھی لے کر حضور اقدس ﷺ کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ اس پر لکھا ہوا تھا: ”لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ“، تو حضور اقدس ﷺ نے پوچھا کہ: ”ابو بکر! یہ اضافہ کیسے؟“ تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ: اے اللہ کے رسول! میں اس بات پر راضی نہ تھا کہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے الگ کردوں، اس لیے ساتھ میں ”مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ“ کے الفاظ بھی لکھوالیے، باقی جہاں تک اس انگوٹھی پر میرے نام کے لکھے جانے کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں مجھے علم نہیں اور نہ ہی میں نے کاتب سے یہ کہا تھا، اس پر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو شرمندگی ہوئی، اتنے میں حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ: اے اللہ کے رسول! اس انگوٹھی پر ابو بکر صدیق کا نام میں نے لکھا ہے کیوں کہ جب وہ آپ کا نام اللہ تعالیٰ کے نام سے الگ کرنے پر راضی نہیں ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ان کا نام آپ کے نام سے الگ کرنے پر راضی نہیں ہے۔

- تفسیرِ رازی:

رُوِيَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ دَفَعَ خَاتَمَهُ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ: «اكْتُبْ فِيهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ»، فَدَفَعَهُ إِلَى النَّقَّاشِ وَقَالَ: اكْتُبْ فِيهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَكَتَبَ النَّقَّاشُ فِيهِ ذَلِكَ، فَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِالْخَاتَمِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَرَأَى النَّبِيُّ ﷺ فِيهِ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ، فَقَالَ: «يَا أَبَا بَكْرٍ، مَا هَذِهِ الزَّوَائِدُ؟» فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا رَضِيتُ أَنْ أُفَرِّقَ اسْمَكَ عَنِ اسْمِ اللّٰهِ، وَأَمَّا الْبَاقِي فَمَا قُلْتُهُ، وَخَجِلَ أَبُو بَكْرٍ، فَجَاءَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَمَّا اسْمُ أَبِي بَكْرٍ فَكَتَبْتُهُ أَنَا؛ لِأَنَّهُ مَا رَضِيَ أَنْ

يُفَرِّقَ اسْمَكَ عَنِ اسْمِ اللهِ فَمَا رَضِيَ اللهُ أَنْ يُفَرِّقَ اسْمَهُ عَنِ اسْمِكَ.
(الْبَابُ الْحَادِي عَشَرَ فِي بَعْضِ النُّكَتِ الْمُسْتَخْرَجَةِ من قولنا: بسم الله الرحمن الرحیم. ۱/۱۷۵ دار الفكر)

تبصرہ:

یہ واقعہ حضرات متأخرین کی بعض تفاسیر جیسے تفسیرِ رازی، تفسیرِ نیسابوری اور تفسیرِ حاوی وغیرہ میں کسی سند اور حوالے کے بغیر موجود ہے، جبکہ ’’نزہۃ المجالس‘‘ میں اسے تفسیر رازی کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے، اس کے علاوہ یہ واقعہ حضرات متقدمین کی احادیث اور سیرت کی کتب میں کہیں نہیں مل سکا، اس لیے اس واقعے پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا، خصوصًا اس لیے بھی کہ حضور اقدس ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نقوش سے متعلق جتنی بھی احادیث ثابت ہیں یہ واقعہ اُن کے بھی خلاف ہے کہ ان میں سے کسی بھی حدیث میں حضور ﷺ کی انگوٹھی پر ’’لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللهِ أَبُو بَكْرِ الصِّدِّيقُ‘‘ کے الفاظ نقش ہونے کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس لیے اس واقعہ کو ثابت ماننا، اسے حدیث سمجھنا اور اسے آگے پھیلانا ہرگز درست نہیں۔

ذیل میں حضور اقدس ﷺ کی انگوٹھی مبارک کے نقوش سے متعلق چند روایات ملاحظہ فرمائیں:

- صحیح بخاری:

٦٥- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُو الْحَسَنِ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَتَبَ النَّبِيُّ ﷺ كِتَابًا أَوْ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَا يَقْرَءُونَ كِتَابًا إِلَّا مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ: «مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ»، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ. فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ: مَنْ قَالَ: نَقْشُهُ «مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ»؟ قَالَ: أَنَسٌ.

٣١٠٦- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ بَعَثَهُ إِلَى الْبَحْرَيْنِ وَكَتَبَ لَهُ هَذَا الْكِتَابَ وَخَتَمَهُ بِخَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ، وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَرَسُولُ سَطْرٌ وَاللهِ سَطْرٌ.

٥٨٦٦- حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ، وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ،

وَنَقَشَ فِيهِ: «مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ»، فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهُ، فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوهَا رَمَى بِهِ، وَقَالَ: «لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا»، ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ الْفِضَّةِ، قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ ﷺ أَبُو بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتَّى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِي بِئْرِ أَرِيسَ.

٥٨٧٧- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ فِيهِ «مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ»، وَقَالَ: «إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَنَقَشْتُ فِيهِ «مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ» فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلَى نَقْشِهِ».

- **سنن الترمذی:**

١٧٤٨- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَغَيْرُ وَاحِدٍ قَالُوا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ ثُمَامَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ: مُحَمَّدٌ سَطْرٌ، وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللهِ سَطْرٌ. وَلَمْ يَذْكُرْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى فِي حَدِيثِهِ: ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ. وَفِي الْبَاب عَنِ ابْنِ عُمَرَ. حَدِيثُ أَنَسٍ حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

16 جُمادی الاُولیٰ 1442ھ/ یکم جنوری 2020

روایت:19

تحقیقِ روایت:

ایک قصاب کی جنّت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رفاقت!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: ایک قصاب کی جنّت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رفاقت

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک پر ایک نوجوان قصاب کی جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی رفاقت والا واقعہ خطباء حضرات مختلف طریقے سے بیان کرتے رہتے ہیں، اور یہ واقعہ عموماً کتاب "نُزہۃُ المجالس" ہی کے حوالے سے بیان کیا جاتا ہے۔ ذیل میں اسی کتاب سے تفصیلی واقعہ ذکر کیا جاتا ہے۔

حکایت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرتبہ اپنے رب سے یہ دعا مانگی کہ مجھے وہ شخص دکھا دیجیے جو جنت میں میرا رفیق ہوگا، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: فلاں شہر چلے جاؤ، وہاں تمہیں ایک نوجوان قصاب ملے گا، وہ آپ کا جنت میں رفیق ہے۔ چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو اس نوجوان قصاب کو اپنی دکان میں بیٹھا ہوا دیکھا، اور اس کے پاس زنبیل یعنی ایک ٹوکری نما بھی تھی۔ اس نوجوان قصاب نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے روشن چہرے والے! کیا آپ میرے ہاں مہمان ہونا قبول کریں گے؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رضامندی ظاہر فرمائی اور اس نوجوان کے ساتھ اس کے گھر کی طرف روانہ ہوگئے، گھر پہنچ کر اس نوجوان نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے کھانا رکھا، اس دوران حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ منظر دیکھا کہ وہ نوجوان جب کوئی لقمہ کھاتا تو دو لقمے اس ٹوکری نما میں بھی دے دیتا، اسی اثنا میں گھر کے دروازے پر دستک ہوئی تو وہ نوجوان دروازے کی طرف لپکا اور وہ ٹوکری یوں ہی چھوڑ دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس ٹوکری میں جھانک کر دیکھا تو اس میں ایک مرد اور ایک عورت نہایت ہی بڑھاپے اور کمزوری کی حالت میں موجود نظر آئے، جب ان دونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو مسکرائے اور اُن کی رسالت کی گواہی دی اور فوت ہوگئے۔ جب وہ نوجوان واپس آیا اور اس ٹوکری میں دیکھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مبارک کا بوسہ لیا، اور پوچھا کہ کیا آپ اللہ کے رسول موسیٰ ہیں؟ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ آپ کو کس نے بتایا؟ تو اس نے کہا کہ اس ٹوکری میں جو ایک بوڑھا مرد اور ایک بوڑھی عورت تھی یہ میرے والدین تھے، یہ بہت بوڑھے

ہو گئے تھے تو میں نے ان کی حفاظت کی خاطر انھیں ایک ٹوکری نما میں رکھا تھا، میری عادت یہ تھی کہ میں ان کو کھلانے پلانے کے بعد ہی خود کھاتا پیتا تھا، اور یہ میرے والدین ہر روز اللہ تعالیٰ سے یہی دعا کرتے تھے کہ انھیں مرنے سے پہلے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زیارت کرادے۔ تو جب میں نے انھیں دیکھا کہ وہ فوت ہو چکے ہیں تو میں جان گیا کہ آپ ہی اللہ کے رسول موسیٰ ہیں۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ آپ کے لیے بشارت ہو کہ آپ جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔

- نزهة المجالس ومنتخب النفائس:

حكاية: ذكر ابن الجوزي في كتاب «المنتظم في تواريخ الأمم»: أن موسى عليه السلام سأل ربه أن يريه رفيقه في الجنة، فقال تعالى: اذهب إلى بلد كذا تجد رجلا قصابا فهو رفيقك في الجنة، فلما رآه في حانوته وعنده زنبيل فقال الشاب: يا جميل الوجه، هل لك أن تكون في ضيافتي؟ قال موسى: نعم، فانطلق معه إلى منزله، فوضع الطعام بين يديه، فكلما أكل لقمة وضع في الزنبيل لقمتين، فبينما هو كذلك إذا بالباب يطرق، فوثب الشاب، وترك الزنبيل، فنظر موسى فيه وإذا بشيخ وعجوز قد كبرا حتى صارا كالفرخ الذي لا ريش له، فلما نظرا إلى موسى تبسما وشهدا له بالرسالة ثم ماتا، فلما دخل الشاب ونظر إلى الزنبيل قبّل يد موسى، وقال: أنت موسى رسول الله؟ قال: ومن أعلمك بذلك؟ قال: هذان اللذان كانا في الزنبيل أبواي قد كبرا، فحملتهما في الزنبيل؛ خوفا عليهما، وكنت لا آكل ولا أشرب إلا بعدهما، وكانا يسألان الله كل يوم أن لا يقبضهما حتى ينظرا إلى موسى، فلما رأيتهما ماتا، علمت أنك موسى رسول الله. قال له: أبشر فإنك رفيقي في الجنة.

(باب بر الوالدين: ١/ ٢٢٩، ٢٣٠ المكتب الثقافي للنشر، القاهرة)

تبصرہ:

مذکورہ حکایت حضرت شیخ عبد الرحمٰن صفوری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "نُزهَةُ المجالس" میں حضرت امام ابن جوزی رحمہ اللہ کی کتاب "المنتظم فی تواریخ الأمم" کے حوالے سے ذکر کی ہے، جبکہ

بندہ کو یہ حکایت کتاب "نُزهَةُ المجالس" کے علاوہ کہیں بھی دستیاب نہ ہوسکی، اس لیے محض اس کتاب کی بنیاد پر اس حکایت کو معتبر قرار نہیں دیا جاسکتا، خصوصًا جبکہ اس کا تعلق حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہے تو ایسی صورت میں متعلقہ معتبر ذرائع سے اس کے ثبوت کی ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے مذکورہ حکایت کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

البتہ جہاں تک والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا تعلق ہے تو اس کی اہمیت اور فضیلت قرآن وسنت سے ثابت ہے، اس لیے اس معاملے میں صحیح اور معتبر باتیں اور واقعات بیان کرنے پر ہی اکتفا کرنا چاہیے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
7 جُمادی الثانیہ 1442ھ/21 جنوری 2020

روایت:20

بیٹھ کر عمامہ باندھنے سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق

مع کھڑے ہو کر عمامہ باندھنے کی شرعی حیثیت

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

کھڑے ہو کر عمامہ باندھنے کی شرعی حیثیت:

احادیث مبارکہ سے بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر عمامہ باندھنے کی کوئی فضیلت یا ممانعت ثابت نہیں، بلکہ اس پہلو کے حوالے سے کسی بھی معتبر حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے عمامہ باندھنے کے لیے کھڑے ہونے یا بیٹھنے میں سے کسی بھی حالت کو سنت یا ضروری قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ اس معاملے میں اختیار ہے کہ کھڑے ہونے یا بیٹھنے دونوں ہی حالتوں میں عمامہ باندھنا جائز ہے، ان میں سے جس حالت میں بھی عمامہ باندھنے کی سہولت ہو اسی کو اختیار کرلینا درست ہے۔

چنانچہ حکیم الامت حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ عمامہ باندھنے سے متعلق رائج غلط فہمی کی اصلاح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ عمامہ باندھنے کے لیے بیٹھ جاتے ہیں اور بعض بیٹھے ہوئے کھڑے ہو جاتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔'' (اغلاط العوام صفحہ: 87، ادارۃ المعارف کراچی)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ کھڑے ہو کر عمامہ باندھنے کو سنت یا مستحب قرار دینے کا قول راجح نہیں۔

بیٹھ کر عمامہ باندھنے کی ممانعت سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق:

بعض کتب میں یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ: ''جس نے بیٹھ کر عمامہ پہنا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی آزمائش اور مصیبت میں مبتلا کر دیں گے جس کی کوئی دوا نہ ہو گی۔''

مَنْ تَعَمَّمَ قاعدًا أو تَسَرْوَلَ قائمًا ابتلاه الله ببلاء لا دواء له.

تبصرہ:

مذکورہ روایت حضرت اقدس مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''کشف الالتباس في استحباب اللباس'' میں سند اور حوالے کے بغیر ذکر فرمائی ہے، جبکہ متقدمین کی کتبِ احادیث

سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔اور جب اس حدیث کا کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا تو اس کی بناپر بیٹھ کر عمامہ باندھنے کی کوئی ممانعت یا کراہت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
8 جُمادی الثانیہ1442ھ/22جنوری2020

روایت:21

تحقیقِ حدیث:
نماز مؤمن کی معراج ہے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: نماز مؤمن کی معراج ہے!

حدیث: یہ روایت کافی مشہور ہے کہ: نماز مؤمن کی معراج ہے: الصلاة معراج المؤمن.

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ حدیث متعدد کتب میں کسی سند اور حوالے کے بغیر مذکور ہے، جبکہ کتبِ احادیث میں اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ یہ بزرگوں کا مقولہ ہو سکتا ہے جیسا کہ متعدد کتب میں اس کو بطورِ مقولہ ہی ذکر کیا گیا ہے۔

نماز مؤمن کی معراج ہونے کا مطلب:

نماز کو مؤمن کی معراج قرار دینے کا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ معراج کی رات حضور اقدس ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا نہایت ہی خصوصی قرب اور ان سے ہمکلامی کا شرف حاصل ہوا، اور یہی دونوں باتیں کسی درجے میں نماز میں بھی مؤمن کو نصیب ہو جاتی ہیں کہ ایک تو نماز میں بندہ کو اللہ تعالیٰ کا خصوصی قرب اور توجہ حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ متعدد روایات سے اس بات کا ثبوت ہو جاتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ نماز میں بندے کو اللہ تعالیٰ سے مناجات کا شرف بھی حاصل ہوتا ہے، جیسا کہ ’’صحیح بخاری‘‘ کی حدیث ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’مؤمن نماز میں اپنے رب کے ساتھ مناجات (اور ہم کلامی) کرتا ہے۔‘‘

٤١٣- حَدَّثَنَا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: «إِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي الصَّلَاةِ فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ، فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلَكِنْ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ».

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

(إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ فِي الصَّلَاةِ) أَيْ: دَخَلَ فِيهَا سَوَاءٌ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ أَوْ غَيْرِهِ (فَإِنَّمَا يُنَاجِي رَبَّهُ) أَيْ: يُخَاطِبُهُ بِلِسَانِ الْقَائِلِ كَالْقِرَاءَةِ وَالذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ، وَبِلِسَانِ الْحَالِ كَأَنْوَاعِ أَحْوَالِ

الِانْتِقَالِ، وَلِذَا قِيلَ: الصَّلَاةُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ. (كِتَابُ الصَّلَاةِ: بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ)
(قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْمُصَلِّيَ يُنَاجِي رَبَّهُ) أَيْ: يُحَادِثُهُ وَيُكَالِمُهُ، وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنْ كَمَالِ قُرْبِهِ الْمَعْنَوِيِّ؛ لِأَنَّ الصَّلَاةَ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِ. (كِتَابُ الصَّلَاةِ: بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الصَّلَاةِ)

مذکورہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ’’نماز مؤمن کی معراج ہے‘‘ کا جملہ حدیث تو نہیں البتہ بزرگوں کا قول ہو سکتا ہے جس کے مفہوم کی تائید متعدد احادیث سے ہو جاتی ہے، اس لیے یہ مقولہ بھی درست ہے اور اس کو بزرگوں کا قول کہہ کر بیان کرنا بھی درست ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

25رجب المرجب1442ھ/10مارچ2021

روایت:22

تحقیقِ حدیث:
کھڑے ہو کر کنگھی کرنے سے مقروض ہو جانا!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: کھڑے ہو کر کنگھی کرنے سے مقروض ہو جانا!

حدیث: یہ روایت مشہور ہے کہ: جو شخص کھڑے ہو کر کنگھی کرتا ہے تو وہ مقروض ہو جاتا ہے۔

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت کو متعدد محدثین کرام نے موضوع اور منگھڑت قرار دیا ہے۔ اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة:

(ابْن عدي) حَدَّثَنَا أَحْمَد بْن حَفْص: حَدَّثَنَا أَحْمَد بْن بهْرَام: أَنْبَأَنَا أَحْمَد بْن عَبْد الله الهَرَوِيّ عَنْ أَبِي البَخْتَرِيّ عَنْ هِشَام بْن عُرْوَة عَن أَبِيهِ عَن عَائِشَة مَرْفُوعا: «مَنِ امْتَشَطَ قَائِمًا رَكِبَهُ الدَّيْنُ» مَوْضُوع. الهَرَوِيّ هُوَ الجويباري وأَبُو البَخْتَرِيّ وَهْب بْن وَهْب كذابان. (كتاب اللِّبَاسِ)

- تذكرة الموضوعات للفَتَّنِي:

«مَنِ امْتَشَطَ قَائِمًا رَكِبَهُ الدَّيْنُ» مَوْضُوع. (بَاب التزين بالختان والخضاب وقص الظفر والشارب)

- الموضوعات لابن الجوزي:

أَنْبَأَنَا أَبُو الْقَاسِمِ بْنُ السَّمَرْقَنْدِيِّ: أَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعَدَةَ: أَنْبَأَنَا حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ: أَنْبَأَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْحَافِظُ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَهْرَامَ: حَدثنَا أَحْمد بن عبد الله الْهَرَوِيُّ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: «مَنِ امْتَشَطَ قَائِمًا رَكِبَهُ الدَّيْنُ». هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ عَلَى رَسُولِ الله ﷺ، وَفِي إِسْنَاده الْهَرَوِيّ وَهُوَ الجويباري، وَأَبُو البخْترِي وَهُوَ وهب بْن وهب، وهما كذابان وضاعان الحَدِيث.

(كتاب الزينة: بَاب ذمّ الامتشاط قَائِما)

- ميزان الاعتدال للذهبي:

٥٧٥١- عمران بن سوار عن أبي يوسف عن هشام عن أبيه عن عائشة رضى الله تعالى عنها مرفوعا: «من امتشط قائما ركبه الدين» لعل هذا وضعه عمران.

فائدہ:

واضح رہے کہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر کنگھی کرنے سے متعلق احادیث مبارکہ سے کسی واضح اور معتبر حکم کا ثبوت نہیں ملتا، اس لیے کنگھی کرنے کے لیے کھڑے ہونے یا بیٹھنے میں سے کسی بھی پہلو اور ہیئت کو سنت یا ضروری قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ کنگھی کرنے کے لیے ان دونوں پہلوؤں میں سے کسی بھی پہلو کو اختیار کیا جاسکتا ہے، دونوں ہی جائز ہیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
27رجب المرجب1442ھ/12مارچ2021

روایت:23

تحقیقِ حدیث:
معراج کی رات جوتوں سمیت عرش پر جانا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: معراج کی رات جوتوں سمیت عرش پر تشریف لے جانا!

حدیث: بہت سے واعظین اور خُطباء حضرات یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جب حضور اقدس ﷺ معراج کی رات آسمانوں پر تشریف لے گئے تو جیسے ہی وہ عرش پر جانے لگے تو اپنے جوتے مبارک اُتارنے شروع کیے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: آپ جوتے نہ اتاریے بلکہ جوتوں سمیت ہی عرش پر آجایئے، اس سے میرے عرش کی عزت بڑھے گی۔

عرش پر جانے کے لیے جوتے اُتارنے کا مذکورہ واقعہ مختلف الفاظ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔

تحقیقِ حدیث:

واقعہ معراج سے متعلق جتنی بھی معتبر احادیث کتبِ احادیث میں موجود ہیں اُن میں یہ روایت کہیں بھی مذکور نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مذکورہ روایت کو متعدد محدثین کرام نے موضوع اور منگھڑت قرار دیا ہے، چنانچہ حضرت علامہ محقق عبد الحیّ لکھنوی رحمہ اللہ نے علامہ احمد المُقری المالکی، علامہ رضی الدین قزوینی اور علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہم اللہ کے حوالے سے اس روایت کے موضوع اور منگھڑت ہونے کی صراحت فرمائی ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

- الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:

وَلْنَذْكُرُ هٰهُنَا بَعْضَ الْقِصَصِ الَّتِي أَكْثَرَ وُعَاظُ زَمَانِنَا ذِكْرَهَا فِي مَجَالِسِهِمُ الْوَعْظِيَّةِ وَظَنُّوهَا أُمُورًا ثَابِتَةً مَعَ كَوْنِهَا مُخْتَلِقَةً مَوْضُوعَةً. فَمِنْهَا: مَا يَذْكُرُونَ من أَن النَّبِي ﷺ لَمَّا أُسْرِيَ بِهِ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ إِلَى السَّمَوَات العلى وَوَصَلَ إِلَى الْعَرْشِ الْمُعَلَّى أَرَادَ خَلْعَ نَعْلَيْهِ أَخْذًا مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى لِسَيِّدِنَا مُوسَى حِينَ كَلَّمَهُ: «فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ إِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طوى»، فَنُودِيَ مِنَ الْعَلِيِّ الأَعْلَى: يَا مُحَمَّدُ، لَا تَخْلَعْ نَعْلَيْكَ؛ فَإِنَّ الْعَرْشَ يَتَشَرَّفُ بِقُدُومِكَ مُتَنَعِّلا وَيَفْتَخِرُ عَلَى غَيْرِهِ مُتَبَرِّكًا، فَصَعِدَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الْعَرْشِ وَفِي قَدَمَيْهِ النَّعْلانِ وَحَصَلَ لَهُ بِذَلِكَ عِزٌّ وَشَأْنٌ. وَقَدْ ذَكَرَ هَذِهِ الْقِصَّةَ جَمْعٌ مِنْ أَصْحَابِ الْمَدَائِحِ الشِّعْرِيَّةِ وَأَدْرَجَهَا بَعْضُهُمْ فِي تَأْلِيفِ السَّنِيَّةِ، وَأَكْثَرُ وُعَاظِ زَمَانِنَا يَذْكُرُونَهَا

مُطَوَّلَةً وَمُخْتَصَرَةً فِي مَجَالِسِهِمُ الْوَعْظِيَّةِ. وَقَدْ نَصَّ أَحْمَدُ الْمُقْرِي الْمَالِكِيُّ فِي كِتَابِهِ «فَتْحِ الْمُتْعَالِ فِي مَدْحِ خَيْرِ النِّعَالِ»، وَالْعَلامَةُ رَضِيُّ الدِّينِ الْقَزْوِينِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي الزُّرْقَانِيُّ فِي «شَرْحِ الْمَوَاهِبِ اللَّدُنِّيَّةِ» عَلَى أَن هَذِهِ الْقِصَّة مَوْضُوع بِتَمَامِهَا، قَبَّحَ اللهُ وَاضِعَهَا، وَلَمْ يَثْبُتْ فِي رِوَايَةٍ مِنْ رِوَايَاتِ الْمِعْرَاجِ النَّبَوِيّ مَعَ كَثْرَة طرقها أَن النَّبِي ﷺ كَانَ عِنْدَ ذَلِكَ مُتَنَعِّلا، وَلَا ثَبَتَ أَنَّهُ رُقِيَ عَلَى الْعَرْشِ وَإِنْ وَصَلَ إِلَى مَقَامٍ دَنَا مِنْ رَبِّهِ فَتَدَلَّى فَكَانَ قَابَ قوسين أَو أدنى، فَأَوْحَى رَبُّهُ إِلَيْهِ مَا أَوْحَى. وَقَدْ بَسَطْتُ الْكَلامَ فِي هَذَا الْمَرَامِ فِي رِسَالَتِي «غَايَةُ الْمَقَالِ فِيمَا يَتَعَلَّقُ بِالنِّعَالِ» فَلْتُطَالِعْ. (ذِكْرُ بَعْضِ الْقِصَصِ الْمَشْهُورَةِ)

اسی طرح مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ سند اور صحت کے لحاظ سے ہمیں اس کی کوئی پختہ سند نہیں ملی۔(کفایت المفتی: کتاب العقائد 1/ 105)

اس لیے اس روایت کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

تنبیہ: مذکورہ روایت میں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ حضور اقدس ﷺ معراج کی رات عرش پر تشریف لے گئے تھے، حالاں کہ قرآن کریم اور معتبر احادیث سے حضور اقدس ﷺ کا معراج کی رات عرش پر جانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، البتہ آسمانوں سے اوپر اعلیٰ مقامات اور سدرۃ المنتہیٰ تک جانا ثابت ہے، لیکن عرش پر جانا ثابت نہیں، چنانچہ ماقبل کی عبارت میں علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات بھی مذکور ہے کہ احادیث سے حضور اقدس ﷺ کے عرش پر جانے کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہاں اس کی تفصیل کا موقع نہیں، البتہ اس کی کچھ مزید تفصیل ''فتاویٰ دار العلوم زکریا'' میں بھی ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28رجب المرجب1442ھ/13مارچ2021

روایت:24

تحقیقِ دعائے افطار:

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ دعائے افطار: اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ!

افطار کی دعا:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ.

ترجمہ: اے اللہ! میں نے آپ ہی کے لیے روزہ رکھا اور آپ ہی کے رزق پر افطار کیا۔

(سنن ابی داود، پُر نور دعائیں از شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دام ظلہم)

بعض حضرات اس دعا پر مشتمل روایت کو ضعیف قرار دے کر افطار کے وقت اس دعا کو پڑھنے سے منع کرتے ہیں، حالاں کہ یہ غلط فہمی ہے، ذیل میں اس کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

تحقیقِ دعا:

مذکورہ دعا سنن ابی داود میں موجود ہے:

٢٣٦٠- حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ: «اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ». (باب الْقَوْلِ عِنْدَ الإِفْطَارِ)

اسی طرح یہ دعا "السنن الصغریٰ للبیہقی، السنن الکبریٰ للبیہقی، شعب الایمان للبیہقی، مصنّف ابن ابی شیبہ، معجم الصحابہ لابن القاسم البغوی اور الزہد لابن المبارک" وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

واضح رہے کہ یہ روایت معتبر ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں۔ جہاں تک اس روایت کے مرسل ہونے کا تعلق ہے تو مرسل ہونا کوئی عیب نہیں، بلکہ جمہور کے نزدیک مرسل روایت حجت ہے۔ اس لیے محض مرسل ہونے کی بنیاد پر اس روایت کو ضعیف قرار نہیں دیا جاسکتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ افطار کے وقت یہ دعا پڑھنا بالکل درست بلکہ یہ مسنون دعاؤں میں سے ہے۔

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

١٩٩٤- (وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ) تَابِعِيٌّ يَرْوِي عَنْهُ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ الْكُوفِيُّ، ذَكَرَهُ

الطِّيبِيُّ (قَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ) أَيْ دَعَا، وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: أَيْ قَرَأَ بَعْدَ الْإِفْطَارِ، وَمِنْهُ: (اللَّهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلَى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ) قَالَ الطِّيبِيُّ: قَدَّمَ الْجَارَّ وَالْمَجْرُورَ فِي الْقَرِينَتَيْنِ عَلَى الْعَامِلِ دَلَالَةً عَلَى الِاخْتِصَاصِ إِظْهَارًا لِلِاخْتِصَاصِ فِي الِافْتِتَاحِ وَإِبْدَاءً لِشُكْرِ الصَّنِيعِ الْمُخْتَصِّ بِهِ فِي الِاخْتِتَامِ. (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مُرْسَلًا) قَالَ فِي «التَّقْرِيبِ»: مُعَاذُ بْنُ زُهْرَةَ، وَيُقَالُ أَبُو زُهْرَةَ مَقْبُولٌ مِنَ الثَّالِثَةِ، فَأَرْسَلَ حَدِيثًا فَوَهِمَ مَنْ ذَكَرَهُ فِي الصَّحَابَةِ، قَالَ مِيرَكُ: عِبَارَةُ أَبِي دَاوُدَ هَكَذَا عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ: بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَهُ، لَا يُقَالُ لِمِثْلِهِ أَنَّهُ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ إِلَى آخِرِهِ، وَمُعَاذُ بْنُ زُهْرَةَ بْنِ حِبَّانَ فِي الثِّقَاتِ، وَانْفَرَدَ بِإِخْرَاجِ حَدِيثِهِ هَذَا أَبُو دَاوُدَ، وَلَيْسَ لَهُ سِوَى هَذَا الْحَدِيثِ اه. قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَهُوَ مَعَ إِرْسَالِهِ حُجَّةٌ فِي مِثْلِ ذَلِكَ، عَلَى أَنَّ الدَّارَقُطْنِيَّ وَالطَّبَرَانِيَّ رَوَيَاهُ بِسَنَدٍ مُتَّصِلٍ، لَكِنَّهُ ضَعِيفٌ، وَهُوَ حُجَّةٌ أَيْضًا. (كِتَابُ الصَّوْمِ)

فائدہ: واضح رہے کہ ایک اور معتبر روایت میں افطار کے وقت یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے:

ذَهَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ.

ترجمہ: پیاس جاتی رہی اور رگیں تر ہو گئیں اور ان شاءاللہ اجر ثابت ہو گیا۔

(سنن ابی داود حدیث: 2357)

اس حوالے سے بعض اہلِ علم فرماتے ہیں کہ مذکورہ دو دعاؤں میں سے پہلی دعا افطار سے پہلے جبکہ دوسری دعا افطار کے بعد پڑھی جائے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

4رمضان المبارک1442ھ/17اپریل2021

روایت:25

تحقیقِ حدیث:
عالم کی مجلس میں حاضری کی فضیلت!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: عالم کی مجلس میں حاضری کی فضیلت!

حدیث: یہ روایت مشہور ہے کہ: ”عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازوں میں شرکت کرنے، ایک ہزار رکعتیں ادا کرنے اور ایک ہزار مریضوں کی عیادت کرنے سے افضل ہے۔“ بعض لوگ اس میں مزید اضافہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ: ”ایک ہزار راتوں کی نمازِ تہجد سے، ایک ہزار دنوں کے نفلی روزوں سے، ایک ہزار دراہم صدقہ کرنے سے، ایک ہزار نفلی حج کرنے سے اور ایک ہزار نفلی جہاد کرنے سے افضل ہے۔“

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت موضوع اور منگھڑت ہے، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- الموضوعات لابن الجوزي:

بَاب تَقْدِيم حُضُور مجْلِس الْعَالم على غَيره من الطَّاعَات:

روى مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُمَرَ الْمُذَكِّرُ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ الْجَعْدِ قَالَ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عبد الله الْهَرَوِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَجِيحٍ قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدَةُ السَّلْمَانِيُّ عَنْ عُمَرَ بن الْخطاب رَضِي الله عَنهُ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ إِلَى رَسُول الله ﷺ وَأَنَا شَاهِدٌ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، إِذَا حَضَرْتُ جِنَازَةً وَحَضَرْتُ مَجْلِسَ عَالِمٍ أَيُّهُمَا أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أَشْهَدَ؟ فَقَالَ: «إِنْ كَانَ لِلْجِنَازَةِ مَنْ يَتْبَعُهَا وَيَدْفِنُهَا فَإِنَّ حُضُورَ مَجْلِسِ عَالِمٍ خَيْرٌ مِنْ حُضُورِ أَلْفِ جِنَازَةٍ تُشَيِّعُهَا، وَمِنْ حُضُورِ أَلْفِ مَرِيضٍ تَعُودُهُ، وَمِنْ قِيَامِ أَلْفِ لَيْلَةٍ للصَّلَاة، وَمن ألف يَوْم تصومها، وَمِنْ أَلْفِ دِرْهَمٍ تَتَصَدَّقُ بِهَا، وَمِنْ أَلْفِ حَجَّةٍ سِوَى الْفَرْضِ، وَمِنْ أَلْفِ غَزْوَةٍ سِوَى الْوَاجِبِ تَغْزُوهَا فِي سَبِيلِ اللهِ بِنَفْسِكَ وَمَالِكَ، وَأَيْنَ تَقَعُ هَذِهِ الْمَشَاهِدُ مِنْ مَشْهَدِ عَالِمٍ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ يُطَاعُ بِالْعِلْمِ وَيُعْبَدُ بِالْعِلْمِ، وَخَيْرُ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ مِنَ مِنَ الْعِلْمِ، وَمِنْ شَرِّ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ مِنَ الْجَهْلِ»، فَقَالَ رَجُلٌ: قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: «وَيْحَكَ، وَمَا قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ؟ وَمَا الْحَجُّ بِغَيْرِ عِلْمٍ؟ وَمَا الْجُمُعَةُ بِغَيْرِ عِلْمٍ؟ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ السُّنَّةَ تَقْضِي عَلَى الْقُرْآنِ، وَأَنَّ الْقُرْآنَ لَا يَقْضِي عَلَى السُّنَّةِ؟»۔

هَذَا حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ. أما الْمُذكر فَقَالَ أَبُو بكر الْخَطِيب: هُوَ مَتْرُوك، وَأما الْهَرَوِيّ فَهُوَ الجويباري وَهُوَ الَّذِي وَضعه. قَالَ أَحْمَدُ بن حَنْبَل: إِسْحَاق ابْن بجبح أكذب النَّاس. (كتاب العلم)

- تذكرة الموضوعات للفتني:

فِي «الْمُخْتَصر»: حُضُورُ مَجْلِسِ عَالِمٍ أَفْضَلُ مِنْ صَلاةِ أَلْفِ رَكْعَةٍ وَعِيَادَةِ أَلْفِ مَرِيضٍ وَشُهُودِ أَلْفِ جَنَازَةٍ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَمِنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ؟ فَقَالَ: «وَهَلْ يَنْفَعُ الْقُرْآنُ إِلَّا بِالْعلمِ؟»: ذكره أَبُو الْفرج فِي الموضوعات. (بَابُ فَضْلِ الْعَالِمِ الْعَامِلِ عَلَى العابد ...)

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

١٧٦- حَدِيثُ: «حُضُورُ مَجْلِسِ عَالِمٍ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ أَلْفِ رَكْعَةٍ»: كَذَا فِي «الْإِحْيَاءِ» مِنْ حَدِيثِ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ الْعِرَاقِيُّ: ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ، وَلَمْ أَجِدْهُ مِنْ طَرِيقِ أَبِي ذَرٍّ.

- اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة:

وَقَالَ الذَّهَبِيّ فِي «الْمِيزَان»: الجويباري مِمَّن يُضرب الْمثل بكذبه وَمن طاماته عَن إِسْحَاق بْن نُجيح الْكذَّاب عَن هِشَام بْن حسان عَن رِجَاله: حُضُور مجْلِس عالِم خير من حُضُور ألف جَنَازَة وَمن ألف رَكْعَة وَمن ألف حجَّة وَمن ألف غَزْوَة. (كتاب الْإِيمَان)

تنبیہ: زیرِ نظر تحریر میں صرف مذکورہ روایت کی تحقیق مقصود ہے کہ یہ منگھڑت ہے، اسے بیان نہ کیا جائے، باقی مستند عالم کی مجلس میں حاضری دینے اور علم حاصل کرنے کی جو اہمیت، ضرورت، فضائل اور فوائد ہیں وہ اپنی جگہ مسلّم ہیں، وہ یہاں ذکر کرنا مقصود نہیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

5 شوال المکرم 1442ھ/17 مئی 2021

اوّل ایڈیشن: رجب 1442ھ/ فروری 2021

امت میں رائج چھ منگھڑت اور بے سند روایات کی نشاندہی

حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور اذان

سے متعلق چھ روایات کی تحقیق

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

اذان سے متعلق چھ روایات کی تحقیق:

عوام میں متعدد منگھڑت اور بے سند روایات مشہور ہیں، ذیل میں ان میں سے چھ روایات ذکر کی جاتی ہیں، جن میں پہلی تین روایات حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہیں:

روایت 1: حضرت بلال رضی اللہ عنہ شین کو سین پڑھا کرتے تھے، اس لیے اذان میں ''أَشْهَدُ'' کو ''أَسْهَدُ'' پڑھتے تھے۔

روایت 2: ما قبل کی روایت کی بنیاد پر یہ روایت بھی بیان کی جاتی ہے کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ حضور اقدس ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی شکایت کرتے ہوئے عرض کرنے لگے کہ چوں کہ وہ شین کو سین پڑھتے ہیں جس کے نتیجے میں اذان دینے میں بھی یہ غلطی کر جاتے ہیں، اس لیے آپ انھیں اذان دینے سے منع فرما دیجیے، چنانچہ اس کی وجہ سے حضور اقدس ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو اذان دینے سے منع فرما دیا، اگلے دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور صحابی نے اذان دی، تو ہوا یوں کہ کافی دیر گزرنے کے باوجود بھی صبح نہیں ہو رہی تھی، تو حضور اقدس ﷺ کو اس صورتحال پر حیرانی اور تشویش ہوئی، چنانچہ اسی وقت حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جب تک بلال اذان نہیں دیں گے تب تک صبح نہ ہوگی، پھر جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان دی تب جا کر صبح ہوئی۔ یہ روایت مختلف الفاظ کے ساتھ مشہور ہے۔

روایت 3: اسی سے منسلک یہ روایت بھی مشہور ہے کہ: حضرت بلال کی سین اللہ تعالیٰ کے ہاں شین ہے۔

تبصرہ:

واضح رہے کہ مذکورہ تینوں روایات بے اصل اور منگھڑت ہیں، جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:

1۔ مستند اور معتمد کتبِ احادیث اور کتبِ سیرت میں ان روایات کا کوئی تذکرہ اور ثبوت نہیں ملتا۔

2۔ اذان ایک ایسا عمل ہے کہ جو دن میں پانچ بار سر انجام دیا جاتا ہے، اس لیے اگر حضرت بلال رضی اللہ عنہ

اذان میں شین کو سین پڑھتے تھے تو گویا کہ دن میں پانچ مرتبہ بہت سے حضرات صحابہ کرام اس سے آگاہ ہوتے رہتے اور ان کے علم میں یہ بات آتی رہتی، جس کا تقاضا یہ ہے کہ اس بات کو روایت کرنے والے صحابہ کرام کی تعداد بھی زیادہ ہوتی، جبکہ حال یہ ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے شین کو سین پڑھنے کی بات کو کوئی ایک بھی صحابی روایت نہیں کر رہا، ظاہر ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ یومیہ طور پر بار بار سامنے آنے والے واقعہ کو کوئی ایک صحابی بھی روایت نہ کرے، بلکہ اس بات کا کوئی ثبوت بھی موجود نہ ہو۔ یہ صورتحال بذاتِ خود اس شین کو سین پڑھنے والی بات کی واضح تردید کرتی ہے۔

3۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اگر شین کو سین پڑھتے تو یہ غلطی تھی اور ایسی غلطی کے ہوتے ہوئے بھلا حضور اقدس ﷺ انھیں کیسے مؤذن مقرر فرماتے!

4۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نہایت ہی فصیح وبلیغ اور عمدہ الفاظ وآواز کے حامل تھے، اسی وجہ سے ان کو مؤذن مقرر کیا گیا تھا، اس لیے یہ شین کو سین پڑھنے کی بات بالکل بھی درست نہیں لگتی۔

5۔ اگر واقعتاً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک سے شین کی بجائے سین ادا ہوتا اور اس کے باوجود بھی انھیں مؤذن مقرر کر دیا گیا ہوتا تو منافقین اس بات کو بھی استہزا اور طعن وملامت کا ذریعہ بنا لیتے۔ حالاں کہ ایسی کوئی بات ثابت نہیں۔

6۔ جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے شین کو سین پڑھنے کی بات بالکل ہی بے اصل ثابت ہوئی تو اسی سے ان کے اذان نہ دینے سے صبح نہ ہونے والے واقعہ کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ یہ بھی خود ساختہ بات ہے۔ اور اس کے منگھڑت ہونے کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اگر بالفرض حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اذان نہ دینے سے صبح نہ ہونے والا واقعہ پیش آتا تو یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہوتا اور اس غیر معمولی واقعہ کو دیکھنے اور روایت کرنے والے صحابہ کرام بھی بڑی تعداد میں ہوتے، حالاں کہ یہ واقعہ سرے سے موجود ہی نہیں، اور نہ ہی اس کا کوئی ثبوت ہے، اس لیے اس قدر عظیم اور عمومی واقعہ کو کوئی ایک صحابی بھی روایت نہ کرے تو ایسا کیسے ممکن ہے! یہ ساری صورتحال بھی اس واقعہ کے بے اصل ہونے کی خبر دیتی ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بات بخوبی واضح ہوجاتی ہے کہ مذکورہ تینوں روایات منگھڑت اور بے اصل ہیں، اس لیے ان کو بیان کرنا جائز نہیں۔

تنبیہ:

حضرت امام ابن قدامہ حنبلی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''المغنی'' میں یہ بات ذکر فرمائی ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان میں شین کو سین سے تبدیل کرکے ''أَشْهَدُ'' کو ''أَسْهَدُ'' پڑھتے تھے۔واضح رہے کہ انھوں نے یہ بات بغیر کسی سند اور حوالے کے محض ''رُوِیَ'' کے صیغے کے ساتھ ذکر فرمائی ہے، ظاہر ہے کہ محض اس بنیاد پر تو کوئی بات قبول نہیں کی جاسکتی، یہی وجہ ہے کہ امت کے متعدد حضرات اہلِ علم نے ان کی اس بات کی تردید فرماتے ہوئے اس بات کو واضح طور پر بے اصل قرار دیا ہے۔اور ماقبل میں بھی اس بات کے معتبر نہ ہونے کی وجوہات ذکر ہوچکی ہیں۔

محدثین کرام اور اکابرِامت رحمہم اللہ کی تصریحات کے لیے درج ذیل عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

٥٥- حَدِيثُ: «إِنَّ بِلالا كَانَ يُبَدِّلُ الشِّينَ فِي الأَذَانِ سِينًا» لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ. (حرف الهمزة)

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

٧٦- حَدِيثُ: «إِنَّ بِلَالًا كَانَ يُبَدِّلُ الشِّينَ فِي الْأَذَانِ سِينًا» قَالَ الْمِزِّيُّ فِيمَا نَقَلَهُ عَنْهُ الْبُرْهَانُ السِّفَاقُسِيُّ: إِنَّهُ اشْتُهِرَ عَلَى أَلْسِنَةِ الْعَوَامِ وَلَمْ نَرَهُ فِي شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ.

- تذكرة الموضوعات للفتني الهندي (بَاب فضل صحابته وَأهل بَيته):

في «المقاصد»: «إن بلالا يبدل الشين سينا» قيل: اشتهر على ألسنة العوام ولم نره في شئ من الكتاب. «سين بلال عند الله شين» قال ابن كثير: لا أصل له، وقد ترجم غير واحد بأنه كان أندى الصوت حسنه وفصيحه، ولو كان فيه لثغة لتوفرت الدواعي على نقلها وعابها أهل النفاق.

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

٦٩٥- «إن بلالا كان يبدل الشين في الأذان سينا»: قال في «الدرر»: لم يرد في شيء من الكتب،

وقال القاري: ليس له أصل، وقال البرهان السفاقسي نقلا عن الإمام المزي: إنه اشتهر على ألسنة العوام، ولم يرد في شيء من الكتب، وسيأتي الكلام عليه بأبسط من هذا في: «سين بلال عند الله شين».

١٥٢٠- «سين بلال عند الله تعالى شين»: قال ابن كثير: ليس له أصل ولا يصح. وتقدم في: «إن بلالا». لكن قال ابن قدامة في «مغنيه»: روي أن بلالا كان يقول: «أسهد» يجعل الشين سينا. والمعتمد الأول فقد ترجمه غير واحد بأنه كان أندى الصوت حسنه، فصيح الكلام، وقال النبي ﷺ لصاحب رؤيا الآذان عبد الله بن زيد: «ألق عليه -أي على بلال- الأذان فإنه أندى صوتا منك»، ولو كانت فيه لثغة لتوفرت الدواعي على نقلها، ولَعَابَها أهل النفاق عليه المبالغون في التنقيص لأهل الإسلام. انتهى. وقال العلامة إبراهيم الناجي في «مولده»: وأشهد بالله ولله أن سيدي بلالا ما قال: «أسهد» بالسين المهملة قط كما وقع لموفق الدين بن قدامة في «مغنيه»، وقلده ابن أخيه الشيخ ابن عمر شمس الدين في شرح كتابه «المقنع»، ورد عليه الحفاظ كما بسطته في ذكر مؤذنيه، بل كان بلال من أفصح الناس وأنداهم صوتا.

درج ذیل تین روایات اذان کے دوران باتیں کرنے سے متعلق ہیں:

روایت4: جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے تو اس کو موت کے وقت کلمہ نصیب نہیں ہوتا۔

روایت5: جو شخص اذان کے وقت باتیں کرتا ہے تو اس کا ایمان چھن جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔

روایت6: چھ جگہوں میں ہنسنے سے چالیس سال کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے: قبرستان میں۔ علماء کی مجلس میں۔ مسجد میں۔ جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے۔ اذان کے وقت۔ قرآن کریم کی تلاوت کرتے وقت۔

تبصرہ:

ان روایات کی نہ تو کوئی صحیح سند ثابت ہے اور نہ ہی کوئی ضعیف سند، گویا کہ یہ روایات کسی بھی طریقے سے ثابت نہیں۔ اسی کے ساتھ ساتھ یہ روایات شرعی اصول کے موافق بھی نہیں۔ اس لیے ان روایات کی نسبت حضور اقدس ﷺ کی طرف کرنا، ان کو حدیث سمجھنا، ان کو بیان کرنا یا ان کو پھیلانا ہرگز درست نہیں۔

● كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس:

٢٤٣٩- «من تكلم عند الأذان خيف عليه زوال الإيمان»: قال الصغاني: موضوع.

مذکورہ تین روایات کی حقیقت دو فقہی مسائل کے تناظر میں:

اذان کے دوران باتیں کرنے سے متعلق مذکورہ روایات کے حوالے سے یہ بات تو واضح ہوچکی کہ یہ ثابت نہیں، البتہ اگر مذکورہ تین روایات کو دو فقہی مسائل کے تناظر میں دیکھا جائے تو بھی کسی درجے میں یہ روایات درست معلوم نہیں ہوتیں:

1۔ جمہور اہلِ علم اور ائمہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک اذان کا جواب دینا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے، اور یہ بات تو واضح ہے کہ مستحب ترک کرنا کوئی گناہ کی بات نہیں، تو جب یہ گناہ نہیں تو اس پر ایسی شدید وعیدیں کیسے وارد ہوسکتی ہیں!

2۔ اس بات پر تقریباً تمام اہلِ علم اور ائمہ کرام کا اتفاق ہے کہ اذان کے وقت گفتگو کرنا بہتر تو نہیں، لیکن یہ گناہ کی بات بھی نہیں، اس لیے اس پر ایسی شدید وعیدیں وارد ہونا مشکل ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اذان کا جواب نہ دینا یا اذان کے وقت گفتگو کرنا کوئی گناہ نہیں، اس لیے اس پر ایسی شدید وعیدیں وارد نہیں ہوتیں جیسی کہ مذکورہ تین روایات میں ذکر کی گئی ہیں، گویا کہ یہ تینوں روایات شرعی اصول کے موافق بھی نہیں اور نہ ہی شرعی اصول سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ اس تفصیل سے بھی کسی درجے میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ مذکورہ تینوں روایات کا ثبوت مشکل ہے۔

حاصلِ بحث مع اذان کا جواب دینے کا حکم:

زبان سے اذان کا جواب دینا مستحب ہے، جس کی بڑی ہی فضیلت ہے، اس لیے اذان کا جواب دینے کا اہتمام ہونا چاہیے، اسی طرح کوشش یہی کرنی چاہیے کہ اذان کے احترام میں اذان کے وقت باتیں نہ کی جائیں، بلکہ خاموش رہا جائے اور اذان کا جواب دیا جائے، یہ بہتر اور مستحب ہے اور یہی اذان کی عظمت اور احادیث کا

تقاضا بھی ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اذان کا جواب نہ دے یا اذان کے وقت باتیں کرے تو یہ بہتر تو نہیں لیکن ایسا شخص گناہ گار بھی نہیں اور نہ ہی وہ کسی وعید کا مستحق ہے۔ اور اذان کے وقت باتیں کرنے کی وعید سے متعلق جو تین روایات ماقبل میں ذکر ہو چکیں ان کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔

● حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح:

قوله: (لزوم إجابته) أي وجوبها، وقيل، سنة وقوله: «بالفعل» ضعيف، وفيه حرج، والمعتمد ندب الإجابة بالقول فقط ..... قوله: (ليجيب المؤذن) اختلف في الإجابة فقيل: واجبة وهو ظاهر ما في «الخانية» و«الخلاصة» و«التحفة»، وإليه مال الكمال، قال في «الدر»: فلا يرد سلاما ولا يشتغل بشيء سوى الإجابة اهـ. والتفريغ يندب الإمساك عن التلاوة إلخ لا يظهر إلا على القول بالسنية، وقيل: مندوبة، وبه قال مالك والشافعي وأحمد وجمهور الفقهاء، واختاره العيني في «شرح البخاري»، وقال الشهاب في «شرح الشفاء»: هو الصحيح؛ لأنه ﷺ سمع مؤذنا كبر فقال: «على الفطرة»، فسمعه تشهد فقال: «خرجت من النار». وصرح في «العيون» بأن الإمساك عن التلاوة والاستماع إنما هو أفضل، وصرح جماعة بنفي وجوبها باللسان وأنها مستحبة حتى قالوا: إن فعل نال الثواب وإلا فلا أثم ولا كراهة، وحكى في «التجنيس» الإجماع على عدم كراهة الكلام عند سماع الأذان اهـ أي تحريما، وفي «مجمع الأنهر» عن «الجواهر»: إجابة المؤذن سنة. وفي «الدرة المنيفة»: أنها مستحبة على الأظهر. والحاصل أنه اختلف التصحيح في وجوب الإجابة باللسان، والأظهر عدمه. (باب الأذان)

احادیث بیان کرنے میں شدید احتیاط کی ضرورت:

احادیث کے معاملے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، کیوں کہ کسی بات کی نسبت حضور اقدس حبیبِ خدا ﷺ کی طرف کرنا یا کسی بات کو حدیث کہہ کر بیان کرنا بہت ہی نازک معاملہ ہے، جس کے لیے شدید احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آجکل بہت سے لوگ احادیث کے معاملے میں کوئی احتیاط نہیں کرتے،

بلکہ کہیں بھی حدیث کے نام سے کوئی بات مل گئی تو مستند ماہرین اہلِ علم سے اس کی تحقیق کیے بغیر ہی اس کو حدیث کا نام دے کر بیان کر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں امت میں بہت سی منگھڑت روایات عام ہو جاتی ہیں۔ اور اس کا بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی بے اصل اور غیر ثابت روایت بیان کر کے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا شدید گناہ اپنے سر لے لیا جاتا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے دو احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں تاکہ اس گناہ کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکے۔

1۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔‘‘

١١٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «... وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

2۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مجھ پر جھوٹ نہ بولو، چنانچہ جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔‘‘

٢- عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رضى الله عنه يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ».

ان وعیدوں کے بعد کوئی بھی مسلمان منگھڑت اور بے بنیاد روایات پھیلانے کی جسارت نہیں کر سکتا اور نہ ہی بغیر تحقیق کیے حدیث بیان کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔

فائدہ: احادیث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط اور احادیث کو ثابت ماننے کے مروّجہ خود ساختہ معیارات سے متعلق بندہ کا رسالہ ’’احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے!‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

اوّل ایڈیشن: صفر المظفر1444ھ/ ستمبر2022

امت میں رائج پینتیس (35)روایات کی حقیقت جاننے کے لیے ایک مفید رسالہ

پینتیس روایات کی تحقیق

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

’’سلسلہ اصلاحِ اَغلاط‘‘ کے تحت جہاں فقہ، عقائد، اخلاق اور دیگر دینی تعلیمات سے متعلق امت میں رائج غلطیوں اور غلط فہمیوں کا ازالہ کیا جاتا ہے، وہاں امت میں رائج روایات کی تحقیق بھی کی جاتی ہے۔ الحمدللہ کہ اب تک ڈیڑھ سو سے زائد روایات کی تحقیق سے متعلق بہت سی قسطیں لکھی جاچکی ہیں۔

زیرِ نظر رسالہ بھی انھی تحقیق شدہ روایات میں سے پینتیس روایات کا ایک منتخب مجموعہ ہے، جبکہ ان کے علاوہ دیگر روایات کو بھی یکجا جمع کرنے کا ارادہ ہے ان شاءاللہ۔ اسی کے ساتھ ساتھ احادیث بیان کرنے میں شدتِ احتیاط سے کام لینے اور احادیث کو ثابت ماننے سے متعلق مروجہ خود ساختہ معیارات کی نشاندہی سے متعلق بھی ایک رسالہ تحریر کیا جاچکا ہے جس کا نام ہے: ’’احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے!‘‘۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس رسالے میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماکر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، مشائخ کرام، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

صفر المظفر 1444ھ/ ستمبر 2022

فہرستِ روایات

احادیث بیان کرنے میں شدید احتیاط کی ضرورت:

احادیث کے معاملے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہے، کیوں کہ کسی بات کی نسبت حضور اقدس حبیبِ خدا ﷺ کی طرف کرنا یا کسی بات کو حدیث کہہ کر بیان کرنا بہت ہی نازک معاملہ ہے، جس کے لیے شدید احتیاط کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آجکل بہت سے لوگ احادیث کے معاملے میں کوئی احتیاط نہیں کرتے، بلکہ کہیں بھی حدیث کے نام سے کوئی بات مل گئی تو مستند ماہرین اہلِ علم سے اس کی تحقیق کیے بغیر ہی اس کو حدیث کا نام دے کر بیان کر دیتے ہیں، جس کے نتیجے میں امت میں بہت سی منگھڑت روایات عام ہو جاتی ہیں۔ اور اس کا بڑا نقصان یہ بھی ہوتا ہے کہ ایسی بے اصل اور غیر ثابت روایت بیان کر کے حضور اقدس ﷺ پر جھوٹ باندھنے کا شدید گناہ اپنے سر لے لیا جاتا ہے۔

ذیل میں اس حوالے سے دو احادیث مبارکہ ذکر کی جاتی ہیں تاکہ اس گناہ کی سنگینی کا اندازہ لگایا جاسکے اور اس سے اجتناب کیا جاسکے:

1۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ باندھا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے۔‘‘

١١٠- حَدَّثَنَا مُوسَى قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي حَصِينٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «... وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ».

2۔ صحیح مسلم میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ’’مجھ پر جھوٹ نہ بولو، چنانچہ جو مجھ پر جھوٹ باندھتا ہے تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔‘‘

٢- عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَلِيًّا رضى الله عنه يَخْطُبُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ يَكْذِبْ عَلَيَّ يَلِجِ النَّارَ».

ان وعیدوں کے بعد کوئی بھی مسلمان منگھڑت اور بے بنیاد روایات پھیلانے کی جسارت نہیں کر سکتا اور نہ ہی بغیر تحقیق کیے حدیث بیان کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔

غیر ثابت روایات سے متعلق ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بندہ نے ایک روایت کے بارے میں ایک صاحب کو جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ یہ روایت ثابت نہیں، تو انھوں نے کہا کہ اس کا کوئی حوالہ دیجیے، تو بندہ نے ان سے عرض کیا کہ: حوالہ تو کسی روایت کے موجود ہونے کا دیا جاسکتا ہے، اب جو روایت احادیث اور سیرت کی کتب میں موجود ہی نہ ہو تو اس کا حوالہ کہاں سے پیش کیا جائے! ظاہر ہے کہ حوالہ تو کسی روایت کے موجود ہونے کا ہوتا ہے، روایت کے نہ ہونے کا تو کوئی حوالہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ہمارے لیے یہی دلیل کافی ہے کہ یہ روایت موجود نہیں، باقی جو حضرات اس روایت کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو اصولی طور پر حوالہ اور ثبوت انھی کے ذمے ہیں، اس لیے انھی سے حوالہ اور ثبوت طلب کرنا چاہیے، تعجب کی بات یہ ہے کہ جو حضرات کسی غیر ثابت روایت کو بیان کرتے ہیں اُن سے تو حوالہ اور ثبوت طلب نہیں کیا جاتا لیکن جو یہ کہے کہ یہ ثابت نہیں تو اُن سے حوالے اور ثبوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے! کس قدر عجیب بات ہے یہ! ایسی روش اپنانے والے حضرات کو اپنی اس عادت کی اصلاح کرنی چاہیے اور انھی سے حوالہ اور ثبوت طلب کرنا چاہیے کہ جو کسی روایت کو بیان کرتے ہیں یا اس کے ثابت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

البتہ اگر حوالہ سے مراد یہ ہو کہ کسی محدث یا امام کا قول پیش کیا جائے جنھوں نے اس روایت کے بارے میں ثابت نہ ہونے یا بے اصل ہونے کا دعویٰ کیا ہو تو مزید اطمینان اور تسلی کے لیے یہ مطالبہ معقول اور درست ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن ہر روایت کے بارے میں کسی محدث اور امام کا قول ملنا بھی مشکل ہوتا ہے، کیوں کہ گزرتے زمانے کے ساتھ نئی نئی منگھڑت روایات ایجاد ہوتی رہتی ہیں، اس لیے اگر کوئی مستند عالم تحقیق کے بعد یہ دعویٰ کرے کہ یہ روایت یا واقعہ ثابت نہیں اور وہ اس کے عدمِ ثبوت پر کسی محدث یا امام کا قول پیش نہ کرسکے تو اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہوتا کہ ان کا یہ دعویٰ غیر معتبر ہے کیوں کہ ممکن ہے کہ کسی امام یا محدث نے اس روایت کے بارے میں کوئی کلام ہی نہ کیا ہو، بلکہ یہ بعد کی ایجاد ہو، ایسی صورت میں بھی اس روایت کو ثابت ماننے والے حضرات کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ اس روایت کا معتبر حوالہ اور ثبوت پیش

کریں، اور لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ انھی حضرات سے ثبوت اور حوالہ کا مطالبہ کریں۔ اور جب تحقیق کے بعد بھی اُس روایت کے بارے میں کوئی بھی ثبوت نہ ملے تو یہ اس روایت کے ثابت نہ ہونے کے لیے کافی ہے۔

واضح رہے کہ یہ مذکورہ زیرِ بحث موضوع کافی تفصیلی ہے، جس کے ہر پہلو کی رعایت اس مختصر تحریر میں مشکل ہے، اس لیے صرف بعض اصولی پہلوؤں کی طرف اشارہ کردیا گیا ہے۔

ایک اہم نکتہ:

منگھڑت اور بے اصل روایات سے متعلق ایک اہم نکتہ یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اگر کوئی روایت واقعتًا بے اصل، منگھڑت اور غیر معتبر ہے تو وہ کسی مشہور خطیب اور بزرگ کے بیان کرنے سے معتبر نہیں بن جاتی۔ اس اہم نکتے سے ان لوگوں کی غلطی واضح ہوجاتی ہے کہ جب انھیں کہا جائے کہ یہ روایت منگھڑت یا غیر معتبر ہے تو جواب میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ کیسے منگھڑت ہے حالاں کہ یہ میں نے فلاں مشہور بزرگ یا خطیب سے خود سنی ہے۔ ظاہر ہے کہ کسی حدیث کے قابلِ قبول ہونے کے لیے یہ کوئی دلیل نہیں بن سکتی کہ میں نے فلاں عالم یا بزرگ سے سنی ہے، بلکہ روایت کو تو اصولِ حدیث کے معیار پر پرکھا جاتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ غلطی تو بڑے سے بڑے بزرگ اور عالم سے بھی ہوسکتی ہے کہ وہ لاعلمی اور انجانے میں کوئی منگھڑت روایت بیان کردیں، البتہ ان کی اس غلطی اور بھول کی وجہ سے کوئی منگھڑت اور غیر معتبر روایت معتبر نہیں بن جاتی، بلکہ وہ بدستور منگھڑت اور بے اصل ہی رہتی ہے۔

فائدہ:

مذکورہ مباحث کی تفصیل کے لیے بندہ کا رسالہ ”احادیث بیان کرنے میں احتیاط کیجیے!“ ملاحظہ فرمائیں۔

روایت:1

تحقیقِ روایت:

مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی فضیلت!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی فضیلت!

روایت: روایت مشہور ہے کہ :"جو شخص مسجد نبوی میں چالیس نمازیں اس طرح ادا کرے کہ اس سے ایک بھی نماز فوت نہ ہو تواُس کے لیےآگ سے برأت اور عذاب سے نجات لکھ دی جاتی ہے اور وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔"

روایت کی تحقیق:

مذکورہ حدیث "مسند احمد" میں موجود ہے، ملاحظہ فرمائیں:

- مسند الإمام أحمد بن حنبل:

١٢٥٨٣- حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَبُو عَبْد الرَّحْمَنِ عَبْد اللهِ وَسَمِعْتُهُ أَنَا مِن الْحَكَمِ بْنِ مُوسَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الرِّجَالِ عَنِ نُبَيْطِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَن النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا يَفُوتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ، وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ. (مُسْنَدُ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ)

"مسند احمد" کی مذکورہ حدیث کے راویوں کو متعدد جلیل القدر محدثین کرام نے ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے، ان میں سے کوئی بھی راوی ایسا نہیں ہے جو کہ ثقہ نہ ہو، اس لیے یہ حدیث معتبر ہے۔

تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

1۔امام محدث ہیثمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے:

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:

٥٨٧٨- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا تَفُوتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَ لَهُ بَرَاءَةٌ مِنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِنَ الْعَذَابِ وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ».

قُلْتُ: رَوَى التِّرْمِذِيُّ بَعْضَهُ. رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي «الْأَوْسَطِ»، وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ.

(بَابٌ فِيمَنْ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعِينَ صَلَاةً)

2۔امام منذری رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ''مسند احمد'' کی مذکورہ حدیث کے راویوں کو ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے:

- الترغيب والترهيب:

١٨٣٢- عَن أنس بن مَالك رَضِي الله عَنهُ عَن النَّبِي ﷺ قَالَ: «من صلى فِي مَسْجِدي أَرْبَعِينَ صَلَاة لَا تفوته صَلَاة كتبت لَهُ بَرَاءَة من النَّار وَبَرَاءَة من الْعَذَاب وبرئ من النِّفَاق».

رَوَاهُ أَحْمد وَرُوَاته رُوَاة الصَّحِيح، وَالطَّبَرَانِيّ فِي «الْأَوْسَط». (كتاب الحج)

3۔امام محدث احمد قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی ''مسند احمد'' کی مذکورہ حدیث کے راویوں کو ثقہ اور معتبر قرار دیا ہے:

- إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري:

وروى أحمد بإسناد رواته الصحيح من حديث أنس رفعه: «من صلّى في مسجدي أربعين صلاة لا تفوته صلاة كتبت له براءة من النار، وبراءة من العذاب، وبراءة من النفاق».
(كتاب فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة)

وضاحتیں اور فوائد:

1۔ماقبل میں متعدد جلیل القدر ائمہ محدثین کی تصریحات سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ مذکورہ حدیث کے تمام راوی ثقہ اور معتبر ہیں، ان میں سے کوئی بھی راوی غیر معتبر نہیں ہے۔اس وجہ سے مذکورہ حدیث معتبر اور قابلِ قبول ہے۔اس لیے مذکورہ حدیث میں بیان کی گئی فضیلت کا اعتقاد رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا بالکل درست ہے۔

2۔ بعض حضرات نے مذکورہ حدیث کے ایک راوی نُبَیط بن عمر پر جرح کی ہے، لیکن یہ جرح معتبر نہیں، اس لیے کہ نبیط بن عمر معتبر اور ثقہ راوی ہیں جیسا کہ ماقبل میں تین محدثین کرام کی تصریح سے بھی ان کا ثقہ ہونا معلوم ہوتا ہے، مزید یہ کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے بھی ان کو ثقات میں شمار کیا ہے اور امام ابن حجر رحمہ اللہ نے ''تعجیل المنفعۃ'' میں امام ابن حبان کا حوالہ دے کر ان کے ثقہ ہونے کو قبول کیا ہے۔

• تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة:

١١٠٠- نبيط بن عمر عَن أنس وَعنهُ عبد الرَّحْمَن بن أبي الرِّجَال، ذكره بن حبَان فِي «الثِّقَات».

3۔ مذکورہ حدیث کو شیخ ابن باز رحمہ اللہ تعالیٰ اور دیگر بعض معاصر حضرات نے غیر معتبر قرار دیا ہے تو اس حوالے سے عرض یہ ہے کہ ماقبل سے یہ بات معلوم ہوچکی ہے کہ متعدد جلیل القدر محدثین نے اس حدیث کو معتبر قرار دیا ہے، اس لیے ان کے مقابلے میں ان بعض معاصر حضرات کی رائے ناقابلِ قبول ٹھہرتی ہے، چنانچہ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کے شاگرد اور عرب کے جلیل القدر عالم شیخ عطیہ محمد سالم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ حدیث پر کلام کرتے ہوئے اس کو معتبر قرار دیا ہے اور جن متأخرین نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے ان کی تردید ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ امت کے ائمہ محدثین کرام نے اس کے راویوں کی توثیق فرمائی ہے، وہ ہمارے لیے حجت اور کافی ہیں۔ ان کی تفصیلی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

• تتمة أضواء البيان للشيخ عطية محمد سالم:

وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللهِ أَحَدًا (١٨)

الْمَبْحَثُ السَّابِعُ: مَوْضُوعُ الْأَرْبَعِينَ صَلَاةً، وَهُوَ مِنْ جِهَةٍ خَاصٌّ بِالْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ، وَمِنْ جِهَةٍ عَامٌّ فِي كُلِّ مَسْجِدٍ، وَلَكِنْ لَا بِأَرْبَعِينَ صَلَاةً بَلْ بِأَرْبَعِينَ يَوْمًا. أَمَّا مَا يَخُصُّ الْمَسْجِدَ النَّبَوِيَّ فَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثِ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَنْ صَلَّى فِي مَسْجِدِي أَرْبَعِينَ صَلَاةً لَا تَفُوتُهُ صَلَاةٌ كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ وَنَجَاةٌ مِنَ الْعَذَابِ، وَبَرِئَ مِنَ النِّفَاقِ».

قَالَ الْمُنْذِرِيُّ فِي «التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ»: رُوَاتُهُ رُوَاةُ الصَّحِيحِ. أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ. وَفِي «مَجْمَعِ الزَّوَائِدِ»: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ. ...... وَقَدْ تَكَلَّمَ بَعْضُ النَّاسِ فِي هَذَا الْحَدِيثِ بِرِوَايَتَيْنِ: أَمَّا الْأُولَى: فَبِسَبَبِ نُبَيْطِ بْنِ عُمَرَ. وَأَمَّا الثَّانِيَةُ: فَمِنْ جِهَةِ الرَّفْعِ وَالْوَقْفِ. وَقَدْ تَتَبَّعَ هَذَيْنِ الْحَدِيثَيْنِ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالتَّدْقِيقِ فِي السَّنَدِ، وَأَثْبَتَ صِحَّةَ الْأَوَّلِ، وَحُكْمَ الرَّفْعِ لِلثَّانِي. وَقَدْ أَفْرَدَهُمَا الشَّيْخُ حَمَّادٌ الْأَنْصَارِيُّ بِرِسَالَةٍ رَدَّ فِيهَا عَلَى بَعْضِ مَنْ تَكَلَّمَ فِيهِمَا مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ. نُوجِزُ كَلَامَهُ فِي الْآتِي: قَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي «تَعْجِيلِ الْمَنْفَعَةِ فِي زَوَائِدِ

الْأَرْبَعَةِ»: نُبَيْطُ بْنُ عُمَرَ، ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي «الثِّقَاتِ». فَاجْتَمَعَ عَلَى تَوْثِيقِ نُبَيْطٍ كُلٌّ مِنَ ابْنِ حِبَّانَ وَالْمُنْذِرِيِّ وَالْبَيْهَقِيِّ وَابْنِ حَجَرٍ، وَلَمْ يُجَرِّحْهُ أَحَدٌ مِنْ أَئِمَّةِ هَذَا الشَّأْنِ. فَمِنْ ثَمَّ لَا يَجُوزُ لِأَحَدٍ أَنْ يَطْعَنَ وَلَا أَنْ يُضَعِّفَ مَنْ وَثَّقَهُ أَئِمَّةٌ مُعْتَبَرُونَ، وَلَمْ يُخَالِفْهُمْ إِمَامٌ مِنْ أَئِمَّةِ الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ. وَكَفَى مَنْ ذَكَرُوا مِنْ أَئِمَّةِ هَذَا الشَّأْنِ قُدْوَةً. ذَلِكَ وَلَوْ فُرِضَ وَقُدِّرَ جَدَلًا أَنَّهُ فِي السَّنَدِ مَقَالٌ فَإِنَّ أَئِمَّةَ الْحَدِيثِ لَا يَمْنَعُونَ إِذَا لَمْ يَكُنْ فِي الْحَدِيثِ حَلَالٌ أَوْ حَرَامٌ أَوْ عَقِيدَةٌ، بَلْ كَانَ بَابُ فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ لَا يَمْنَعُونَ الْعَمَلَ بِهِ؛ لِأَنَّ بَابَ الْفَضَائِلِ لَا يُشَدَّدُ فِيهِ هَذَا التَّشْدِيدَ. وَنَقَلَ السُّيُوطِيُّ مِثْلَ ذَلِكَ عَنْ أَحْمَدَ، وَابْنِ الْمُبَارَكِ.

ماقبل کی تفصیل اور تحقیق سے یہ بات بخوبی معلوم ہو جاتی ہے کہ مسجد نبوی میں چالیس نمازیں ادا کرنے کی فضیلت پر مشتمل مذکورہ حدیث معتبر اور قابل قبول ہے، اور اس کے غیر معتبر ہونے کی کوئی بھی معتبر دلیل اور معقول وجہ موجود نہیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
12ذوالقعدہ1443ھ/12جون2022

روایت:2

تحقیقِ روایت:
بزرگوں کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: نیک لوگوں کے تذکرے سے رحمت نازل ہوتی ہے!

روایت: یہ روایت مشہور ہے کہ: ”عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ“ یعنی کہ نیک لوگوں اور بزرگانِ دین کا تذکرہ کرنے سے رحمت برستی ہے۔

روایت کی تحقیق:

مذکورہ روایت کا حضور اقدس ﷺ سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث کہہ کر یا حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان نہیں کرنا چاہیے، البتہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ یہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ حاصل یہ کہ یہ حدیث نہیں ہے، البتہ یہ بات اپنی ذات میں درست ہے بلکہ بعض احادیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے جیسا کہ تحریر کے آخر میں مذکور ”مرقاۃ المفاتیح“ کی عبارت میں اس کی صراحت موجود ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغرى):

٢٠١- حَدِيثُ: «عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ» مِنْ قَوْلِ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ.

(حَرْفُ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ)

- تذكرة الموضوعات للفتني:

في «المختصر»: «عند ذكر الصالحين تنزل الرحمة» قال شيخنا وشيخه العراقي في تخريج «الإحياء»: لا أصل له في المرفوع، وإنما هو قول ابن عيينة، كذا ذكره ابن الجوزي.

- الأسرار المرفوعة في الأخبار الموضوعة المعروف بالموضوعات الكبرى:

٣٠٦- حَدِيثُ: «عِنْدَ ذكر الصَّالِحِين تنزل الرَّحْمَة» قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ: لَا أَصْلَ لَهُ. وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيجِ «الْإِحْيَاءِ»: لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ فِي الْمَرْفُوعِ، وَإِنَّمَا هُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ، لَكِنْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِي «عُلُومِ الْحَدِيثِ»: رَوَيْنَا عَنْ أَبِي عُمَرَو إِسْمَاعِيلَ بْنِ نُجَيْدٍ أَنَّهُ سَأَلَ أَبَا جَعْفَرٍ أَحْمَدَ ابْن حَمْدَانَ وَكَانَا عَبْدَيْنِ صَالِحَيْنِ فَقَالَ لَهُ: بِأَيِّ نِيَّةٍ أَكْتُبُ الْحَدِيثَ؟ قَالَ: أَلَسْتُمْ تَرَوْنَ أَنَّ عِنْدَ

ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ؟ فَقَالَ: نَعَمْ. قَالَ: فَرَسُولُ اللهِ ﷺ رَأْسُ الصَّالِحِينَ. انْتَهَى. وَلَمْ يُنَبِّهْ عَلَى ذَلِكَ الْعِرَاقِيُّ فِي نُكَتِهِ عَلَيْهِ كَذَا ذكره بَعضهم. لَكِن اللَّفْظ إِن كَانَ «تَرْوُونَ» بِوَاوَيْنِ مِنَ «الرِّوَايَةِ» فَيَدُلُّ فِي الْجُمْلَةِ عَلَى أَنَّهُ حَدِيثٌ، وَلَهُ أَصْلٌ، وَإِنْ كَانَ «تَرَوْنَ» مِنَ «الرُّؤْيَةِ» مَجْهُولًا أَوْ مَعْلُومًا فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ؛ إِذْ مَعْنَاهُ تَعْتَقِدُونَ أَوْ تَظُنُّونَ.

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

٢٤١٩- (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِذَا سَمِعْتُمْ صِيَاحَ الدِّيَكَةِ») ..... (فَاسْأَلُوا) بِالْهَمْزِ وَنَقَلَهُ، أَيْ: فَاطْلُبُوا («اللهَ مِنْ فَضْلِهِ فَإِنَّهَا رَأَتْ مَلَكًا») قَالَ الْقَاضِيَ عِيَاضٌ: سَبَبُهُ رَجَاءُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ عَلَى الدُّعَاءِ وَاسْتِغْفَارِهِمْ وَشَهَادَتِهِمْ بِالتَّضَرُّعِ وَالْإِخْلَاصِ. وَفِيهِ اسْتِحْبَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ حُضُورِ الصَّالِحِينَ؛ فَإِنَّ عِنْدَ ذِكْرِهِمْ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ، فَضْلًا عَنْ وُجُودِهِمْ وَحُضُورِهِمْ. («وَإِذَا سَمِعْتُمْ نَهِيقَ الْحِمَارِ») وَفِي رِوَايَةٍ: «نَهِيقَ الْحَمِيرِ» أَيْ: صَوْتَهُ («فَتَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ») وَفِي رِوَايَةٍ زِيَادَةُ الرَّجِيمِ («فَإِنَّهُ رَأَى شَيْطَانًا») وَوَقَعَ فِي «الْمَصَابِيحِ»: «فَإِنَّمَا رَأَتْ شَيْطَانًا» عَلَى تَأْوِيلِ الدَّابَّةِ وَرِعَايَةِ الْمُقَابَلَةِ. قِيلَ: هَذَا يَدُلُّ عَلَى نُزُولِ الرَّحْمَةِ وَالْبَرَكَةِ عِنْدَ حُضُورِ أَهْلِ الصَّلَاحِ فَيُسْتَحَبُّ عِنْدَ ذَلِكَ طَلَبُ الرَّحْمَةِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللهِ الْكَرِيمِ، وَعَلَى نُزُولِ الْغَضَبِ وَالْعَذَابِ عَلَى أَهْلِ الْكُفْرِ فَيُسْتَحَبُّ الِاسْتِعَاذَةُ عِنْدَ مُرُورِهِمْ؛ خَوْفًا أَنْ يُصِيبَهُ مِنْ شُرُورِهِمْ. (بَابُ الدَّعَوَاتِ فِي الْأَوْقَاتِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

10ذوالقعدہ1443ھ/10جون2022

روایت: 3

تحقیقِ روایت:
شدّاد کی جنت کی حقیقت!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: شدّاد کی جنت اور اس سے متعلقہ قصوں کی حقیقت!

روایات: عوام میں شدّاد کی جنت کے بارے میں متعدد قصے اور باتیں مشہور ہیں کہ:

1۔ایک نبی نے شداد کو دعوت دی اور ایمان لانے کی صورت میں جنت کا وعدہ کیا، تو اس پر شداد نے ان سے جنت کی صفات پوچھیں، اُس نبی کی جانب سے جنت کی صفات بیان کرنے پر شداد نے کہا کہ ایسی جنت تو میں بھی بنا سکتا ہوں۔ پھر اس نے ایک عجیب وغریب جنت بنائی، لیکن اس میں داخل ہونے سے پہلے ہی فوت ہوگیا۔

2۔ شداد کی جنت کو صحابہ کرام کے دور میں بعض حضرات نے دیکھا بھی تھا، پھر جب دوبارہ کچھ لوگ اس کو دیکھنے گئے تو وہ جنت غائب کردی گئی۔

3۔اللہ تعالیٰ نے عزرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ: تمہیں اب تک کسی کی روح قبض کرتے وقت رحم آیا ہے؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ: جی ہاں! دو بندوں کی روح قبض کرتے ہوئے بہت رحم آیا تھا: ایک تو اُس وقت بہت رحم آیا کہ جب سمندر میں ایک ٹوٹی ہوئی کشتی کے تختے پر ایک ماں اور اس کا دودھ پیتا بچہ جان بچانے کو سوار تھے، اُس وقت اس عورت کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا، تو اس وقت بہت رحم آیا۔ اور دوسری بار رحم اُس وقت آیا کہ جب شداد نے طویل عرصے کی محنت سے عالیشان جنت بنائی، پھر جب جنت تیار ہونے کے بعد اس میں داخل ہونے کا وقت آیا تو داخل ہونے سے پہلے ہی شداد کی روح قبض کرنے کا حکم ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: وہ دودھ پیتا بچہ یہی شداد تھا۔ تو یہ سن کر عزرائیل علیہ السلام حیران رہ گئے۔

شداد کی جنت سے متعلق مذکورہ تین باتوں کی علاوہ بھی بعض باتیں مشہور ہیں۔

روایات کی تحقیق:

متعدد حضرات اہلِ علم اور محققین کی صراحت کے مطابق شداد کی جنت کا قصہ منگھڑت اور باطل ہے، اس لیے شداد کی جنت اور اس سے متعلق مشہور مذکورہ تمام قصے اور باتیں منگھڑت اور بے اصل ہیں، ایسی تمام خودساختہ باتوں کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

ذیل میں عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- معجم البلدان:

وروى آخرون أنّ إرم ذات العماد التي لم يخلق مثلها في البلاد، باليمن بين حضرموت وصنعاء، من بناء شدّاد بن عاد، ورووا أن شداد بن عاد كان جبّارا، ولما سمع بالجنة وما أعدّ الله فيها لأوليائه من قصور الذهب والفضة والمساكن التي تجري من تحتها الأنهار، والغرف التي من فوقها غرف، قال لكبرائه: إني متخذ في الأرض مدينة على صفة الجنة ...... قلت: هذه القصّة مما قدمنا البراءة من صحّتها وظننا أنها من أخبار القصّاص المنمّقة وأوضاعها المزوّقة. (إِرَمُ ذَاتُ العِمَادِ)

- الفوائد الموضوعة في الأحاديث الموضوعة لمرعي بن يوسف الكرمى المقدسي:

٢٣- قصة جنَّة شَدَّاد إرم ذَات الْعِمَاد كل ذَلِك كذب بَاطِل لَا أصل لَهُ.

- روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني:

ويروى أنه كان لعاد ابنان شداد وشديد فملكا وقهرا ثم مات شديد وخلص الأمر لشداد فملك الدنيا ودانت له ملوكها فسمع بذكر الجنة فقال: أبني مثلها فبنى إرم في بعض صحارى عدن في ثلاثمائة سنة وكان عمره تسعمائة سنة وهي مدينة عظيمة قصورها من الذهب والفضة وأساطينها من الزبرجد والياقوت، وفيها أصناف الأشجار والأنهار المطردة. ولما تم بناؤها سار إليها بأهل مملكته، فلما كان منها مسيرة يوم وليلة بعث الله تعالى عليهم صيحة من السماء فهلكوا. وعن عبد الله بن قلابة: أنه خرج في طلب إبل له فوقع عليها فحمل ما قدر عليه مما ثمّ، وبلغ خبره معاوية فاستحضره فقصّ عليه فبعث إلى كعب فسأله، فقال: هي إرم ذات العماد وسيدخلها رجل من المسلمين في زمانك أحمر أشقر قصير على حاجبه خال وعلى عقبه خال، يخرج في طلب إبل له، ثم التفت فأبصر ابن قلابة، فقال: هذا والله ذلك الرجل. وخبر شداد المذكور أخوه في الضعف بل لم تصح روايته كما ذكره الحافظ ابن حجر

فهو موضوع كخبر ابن قلابة. (تفسير سورة الفجر)

- تفسير القرآن العظيم (تفسير ابن كثير):

وَإِنَّمَا نَبَّهْتُ عَلَى ذَلِكَ؛ لِئَلَّا يُغْتَرَّ بِكَثِيرٍ مِمَّا ذَكَرَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ عِنْدَ هَذِهِ الْآيَةِ مِنْ ذِكْرِ مَدِينَةٍ يُقَالُ لَهَا: إِرَمَ ذاتِ الْعِمادِ، مَبْنِيَّةٍ بِلَبِنِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ قُصُورُهَا وَدَوْرُهَا وَبَسَاتِينُهَا، وَإِنَّ حَصْبَاءَهَا لَآلِئُ وَجَوَاهِرُ وَتُرَابُهَا بَنَادِقُ الْمِسْكِ وَأَنْهَارُهَا سَارِحَةٌ وَثِمَارُهَا سَاقِطَةٌ، وَدُورُهَا لَا أَنِيسَ بِهَا وَسُورُهَا وَأَبْوَابُهَا تَصْفَرُّ لَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٍ، وَأَنَّهَا تَنْتَقِلُ فَتَارَةٌ تَكُونُ بِأَرْضِ الشَّامِ وَتَارَةٌ بِالْيَمَنِ وَتَارَةٌ بِالْعِرَاقِ وَتَارَةٌ بِغَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْبِلَادِ: فَإِنَّ هَذَا كُلَّهُ مِنْ خُرَافَاتِ الْإِسْرَائِيلِيِّينَ مِنْ وَضْعِ بَعْضِ زَنَادِقَتِهِمْ لِيَخْتَبِرُوا بِذَلِكَ عُقُولَ الْجَهَلَةِ مِنَ النَّاسِ أَنْ تُصَدِّقَهُمْ فِي جَمِيعِ ذَلِكَ. وَذَكَرَ الثَّعْلَبِيُّ وَغَيْرُهُ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ وَهُوَ عَبْدُ اللهِ بْنُ قِلَابَةَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ ذَهَبَ فِي طَلَبِ أَبَاعِرَ لَهُ شَرَدَتْ، فَبَيْنَمَا هُوَ يَتِيهُ فِي ابْتِغَائِهَا إِذْ اطلع عَلَى مَدِينَةٍ عَظِيمَةٍ لَهَا سُورٌ وَأَبْوَابٌ، فَدَخَلَهَا فَوَجَدَ فِيهَا قَرِيبًا مِمَّا ذَكَرْنَاهُ مِنْ صِفَاتِ الْمَدِينَةِ الذَّهَبِيَّةِ الَّتِي تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا، وَأَنَّهُ رَجَعَ فَأَخْبَرَ النَّاسَ فَذَهَبُوا مَعَهُ إِلَى الْمَكَانِ الَّذِي قَالَ فَلَمْ يَرَوْا شَيْئًا. وَقَدْ ذَكَرَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ قِصَّةَ إِرَمَ ذاتِ الْعِمادِ هَاهُنَا مُطَوَّلَةً جِدًّا فَهَذِهِ الْحِكَايَةُ لَيْسَ يَصِحُّ إِسْنَادُهَا، وَلَوْ صَحَّ إِلَى ذَلِكَ الْأَعْرَابِيِّ فَقَدْ يَكُونُ اخْتَلَقَ ذَلِكَ أَوْ أَنَّهُ أَصَابَهُ نَوْعٌ مِنَ الْهَوَسِ وَالْخَبَالِ، فَاعْتَقَدَ أَنَّ ذَلِكَ لَهُ حَقِيقَةٌ فِي الْخَارِجِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ، وَهَذَا مِمَّا يُقْطَعُ بِعَدَمِ صِحَّتِهِ. (تفسير سورة الفجر)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

7ذوالقعدہ1443ھ/7جون2022

روایت:4

تحقیقِ روایت:
اللہ تعالیٰ کی مہمان نوازی سے ستر سال کے گناہوں کی معافی!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: ایک رات کے بخار اور تکلیف سے ستر سال کے گناہوں کی معافی!

روایت: یہ روایت مشہور ہے کہ: حضور اقدس ﷺ کی مجلس میں ایک شخص حاضر تھا، اُن کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے حاضرینِ مجلس سے ارشاد فرمایا کہ: ’’آج رات اس شخص کی مہمان نوازی کون کرے گا؟‘‘ تو وہاں موجود صحابہ کرام میں سے ہر ایک صحابی نے اس شخص کی مہمان نوازی کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہی گفتگو جاری تھی کہ حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ شخص آج میرا مہمان ہے۔ تو اس وجہ سے صحابہ کرام اُس شخص کو مسجد ہی میں چھوڑ کر چلے گئے۔ صبح ہوئی تو صحابہ نے اس شخص سے پوچھنا شروع کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنت کے کون کون سے میوے کھلائے؟ تو اس شخص نے حضور ﷺ سے شکوہ کیا کہ: میں رات بھر بیماری اور تکلیف میں رہا، اس وجہ سے سو بھی نہ سکا۔ یہ سن کر حضور ﷺ پریشان ہوئے، تو اتنے میں جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: تمہاری مہمان نوازی تو یہ ہوتی کہ تم اس کو ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے، جبکہ میں نے اس کی بہترین مہمان نوازی یوں کی کہ اسے رات بھر تکلیف اور بیماری میں رکھ کر اس کے ستر سال کے گناہ معاف کر دیے ہیں۔

تحقیقِ روایت:

مذکورہ روایت کا کتبِ احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ تکالیف اور بیماریوں سے صغیرہ گناہوں کا معاف ہونا معتبر روایات سے ثابت ہے، خصوصًا متعدد روایات میں ایک رات کی بیماری اور تکلیف سے صغیرہ گناہوں کی معافی کا بھی ذکر آتا ہے۔ اس لیے غیر ثابت اور غیر معتبر روایات سے اجتناب کرتے ہوئے ثابت اور معتبر روایات بیان کرنی چاہییں۔ روایات ملاحظہ فرمائیں:

- شعب الإيمان:

٩٣٩٧- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ: نَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ الْخُسْرَوْجِرْدِيُّ بِهَا: نَا دَاوُدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْبَيْهَقِيُّ: نَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي عَمَّنْ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلْمَانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ:

«إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَبْتَلِي عَبْدَهُ بِالسُّقْمِ حَتَّى يُكَفِّرَ كُلَّ ذَنْبٍ».

٩٣٩٨- أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمَشٍ الْفَقِيهُ: أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ: نَا أَبُو الْأَزْهَرِ: نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ جَابِرٍ عَنْ زِيَادٍ النُّمَيْرِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: أَتَى رَسُولُ اللهِ ﷺ شَجَرَةً فَهَزَّهَا حَتَّى تَسَاقَطَ مِنْ وَرَقِهَا بِمَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَتَسَاقَطَ، ثُمَّ قَالَ: «الْأَوْجَاعُ وَالْمُصِيبَاتُ أَسْرَعُ فِي ذُنُوبِ بَنِي آدَمَ مِنِّي فِي هَذِهِ الشَّجَرَةِ».

٩٤٠٠- وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدِ بْنُ أَبِي عَمْرٍو: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الطَّالْقَانِيُّ فَذَكَرَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: عَنِ الْحَسَنِ رَفَعَهُ قَالَ: «إِنَّ اللهَ لَيُكَفِّرُ عَنِ الْمُؤْمِنِ مِنْ خَطَايَاهُ كُلِّهَا بِحُمَّى لَيْلَةٍ». قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: هَذَا مِنْ جَيِّدِ الْحَدِيثِ.

٩٤٠١- وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الصَّفَّارُ: نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا: نَا خَالِدُ بْنُ خِدَاشٍ: نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ الْحَسَنِ قَالُوا: كَانُوا يَرْجُونَ فِي حُمَّى لَيْلَةٍ كَفَّارَةً لَمَا مَضَى مِنَ الذُّنُوبِ.

٩٤٠٢- أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ: نَا أَبُو بَكْرٍ: حَدَّثَنِي الْمُثَنَّى بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ: نَا زَافِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ وَعَكَ لَيْلَةً فَصَبَرَ وَرَضِيَ بِهَا عَنِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ خَرَجَ مِنْ ذُنُوبِهِ كَهَيْئَتِهِ يَوْمَ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ».

٩٤٠٣- أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ: أَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ: نَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا: نَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: نَا شُعَيْبُ بْنُ حَرْبٍ: نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ: نَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ: حُمَّى لَيْلَةٍ كَفَّارَةُ سَنَةٍ. (السبعون من شعب الإيمان وهو باب في الصبر على المصائب وعما تنزع إليه)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

6ذوالقعدہ1443ھ/6جون2022

روایت:5

تحقیقِ حدیث:

مجھے تین چیزیں محبوب ہیں!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: مجھے تین چیزیں محبوب ہیں!

حدیث: یہ روایت کافی مشہور ہے کہ: ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ حضرات صحابہ کی جماعت کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: عورتیں اور خوشبو، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔‘‘ اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: آپ کے چہرہ انور کی زیارت کرنا، آپ پر مال خرچ کرنا اور آپ کے پاس بیٹھنا۔ اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو نافذ کرنا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا اور ننگے کو کپڑے پہنانا۔ اس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: گرمیوں میں روزے رکھنا، مہمان کا احترام اور اکرام کرنا اور آپ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا۔ اسی دوران حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ: مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: مسکینوں سے محبت کرنا، مسلمانوں کو پیغامِ الٰہی پہنچانا اور امانت کو ادا کرنا۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: مجھے بھی تین چیزیں محبوب ہیں: صبر کرنے والا جسم، ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل۔

تحقیقِ حدیث:

1۔ کتبِ احادیث سے مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، چنانچہ مشہور محدث حضرت مولانا یونس جونپوری رحمہ اللہ نے مذکورہ روایت کے بارے میں فرمایا ہے کہ: اس حوالے سے کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے، مزید یہ کہ اس کی کوئی صحیح، حسن یا ضعیف سند بھی نہ مل سکے گی۔ (نوادر الحدیث صفحہ: 374) اس لیے اس روایت کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

2۔ واضح رہے کہ مذکورہ روایت الفاظ کے فرق کے ساتھ بعض حضرات متأخرین نے اپنی کتب میں ذکر فرمائی ہے لیکن ان سب نے کسی سند کے بغیر ہی ذکر فرمائی ہے، جبکہ اصولِ حدیث کی رو سے کسی روایت کے ثبوت کے لیے اتنی بات کافی نہیں ہوا کرتی، یعنی محض اتنی سی بات سے کوئی روایت ثابت قرار نہیں دی جاسکتی۔

3۔ بعض حضرات یہ شبہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ روایت کیسے غیر ثابت اور غیر معتبر ہے جبکہ اس کو علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''مَنَبّہات'' میں بھی ذکر فرمایا ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو اس کتاب میں بھی یہ روایت بلا سند موجود ہے، اس لیے محض اتنی سی بات کسی روایت کے ثبوت کے لیے کافی نہیں۔ دوم یہ کہ اس کتاب ''مَنَبّہات'' کی نسبت امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی طرف بہت مشکوک ہے، بلکہ مشہور محدث حضرت مولانا یونس جونپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''مَنَبّہات'' نہ تو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتاب ہے اور نہ ہی حافظ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ کی کتاب ہے۔ اور اس کے متعدد دلائل اور وجوہات بھی ذکر فرمائی ہیں۔ دیکھیے: الیواقیت الغالیۃ جلد اول۔

4۔ ما قبل کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ اس تفصیل کے ساتھ مذکورہ روایت ثابت نہیں، البتہ جو بات صحیح روایت سے ثابت ہے وہ اتنی سی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''مجھے دنیا میں سے عورتیں اور خوشبو محبوب ہیں، اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔'' جیسا کہ ''سنن النسائی'' میں ہے:

٣٩٤٩- حَدَّثَنِي الشَّيْخُ الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَائِيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى الْقُوْمَسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامٌ أَبُو الْمُنْذِرِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُبِّبَ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا النِّسَاءُ وَالطِّيبُ، وَجُعِلَ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».

(كِتَاب عِشْرَةِ النِّسَاءِ: بَاب حُبِّ النِّسَاءِ)

صحیح روایات سے صرف اتنی ہی بات ثابت ہے، اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ، حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کا اپنی اپنی تین پسندیدہ چیزیں بیان کرنے کی روایت اور واقعہ ثابت نہیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

24 جُمادی الثانیہ 1443ھ/28 جنوری 2022

روایت:6

تحقیقِ حدیث:
چار ماہ تک بچے کا رونا توحید کی گواہی ہے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: چار ماہ تک بچے کا رونا توحید کی گواہی ہے!

حدیث: ”بچوں کو رونے پر نہ مارا کرو، اس لیے کہ بچوں کا چار ماہ تک رونا ”لاالٰہ الّاالله“ یعنی توحید کی گواہی دینا ہے، اور اس کے بعد چار ماہ تک رونا نبی ﷺ پر درود بھیجنا ہے، اور اس کے بعد چار ماہ تک رونا والدین کے لیے دعا کرنا ہے۔“

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت کچھ فرق کے ساتھ بعض کتب میں موجود ہے، لیکن اس کو امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے واضح طور پر موضوع اور منگھڑت قرار دیا ہے:

- لسان الميزان:

٥٢٩٦- علي بن إبراهيم بن الهيثم البلدي: حدث عنه ابن نجيب الدقاق، اتهمه الخطيب انتهى. قال الخطيب: أنا عبد الوهاب بن الحسين بن برهان: حدثنا ابن نجيب: حدثنا أبو الحسن على بن إبراهيم البلدي: حدثنا آدم: حدثنا الليث عن نافع عن ابن عمر رضى الله تعالى عنهما مرفوعا: «لا تضربوا أولادكم على بكائهم فإن بكاء الصبي أربعة أشهر لا إله إلا الله، وأربعة أشهر محمد رسول الله، وأربعة أشهر دعاء لوالديه». قال الخطيب: منكر جدا، ورجاله مشهورون بالثقة إلا على بن إبراهيم البلدي. قلت: هو موضوع بلا ريب. (مَنِ اسْمُهُ علي)

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:

(٦) حَدِيثٌ: «لَا تَضْرِبُوا أَوْلَادَكُمْ عَلَى بُكَائِهِمْ فَبُكَاءُ الصَّبِيِّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلا اللهُ، وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرِ الصَّلاةُ عَلَى مُحَمَّدٍ رَسُولِ الله، وَأَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ دُعَاءٌ لِوَالِدَيْهِ». (خطّ) من حَدِيث ابْن عمر، وَقَالَ: مُنكر جدا، وَرِجَاله ثِقَات سوى أَبِي الْحسن عَليّ بن إِبْرَاهِيم الْبَلَدِي، وَقَالَ السُّيُوطِيّ: قَالَ الْحَافِظ ابْن حجر: مَوْضُوع بِلَا ريب. وَأخرجه ابْن النجار والديلمي من طَرِيق أبي مقَاتل السَّمرقَنْدِي، وَهُوَ واه. (قلت:) بلَى مَنْسُوب إِلَى الْكَذِب والوضع كَمَا مر فَلَا

يصلح تَابعا، وَالله أعلم. (كتاب الْمُبْتَدَأ الْفَصْل الأَوَّلُ)

- الفوائد المجموعة للشوكاني:

٢٤- حديث: «لا تضربوا أولادكم على بكائهم فبكاء الصبي أربعة أشهر لا إله إلا الله، وأربعة أشهر الصلاة على محمد ﷺ، وأربعة أشهر دعاء لوالديه». رواه الخطيب عن ابن عمر مرفوعا وقال: منكر جدا، ورجاله ثقات سوى علي بن إبراهيم بن الهيثم البلدي. وقال ابن حجر في «اللسان»: هو موضوع بلا ريب.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

15ربیع الاول1443ھ/22اکتوبر2021

روایت:7

تحقیقِ حدیث:

قبر میں سب سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں سوال!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: قبر میں سب سے پہلے نبی ﷺ کے بارے میں سوال!

حدیث: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیوں کہ قبر میں سب سے پہلے میرے بارے میں سوال ہوگا۔‘‘

تحقیقِ حدیث:

حضور اقدس ﷺ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا بہت بڑے اجر وثواب والا عمل ہے جس کے عظیم الشان فضائل صحیح احادیث سے واضح طور پر ثابت ہیں، لیکن مذکورہ روایت کا کتبِ احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، حتی کہ اس کی کوئی ضعیف سند بھی نہیں ملتی۔ جیسا کہ مذکورہ روایت کے بارے میں حضرت علامہ سخاوی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ مجھے اس کی سند نہیں مل سکی:

- القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ ﷺ:

ويروى عنه ﷺ مما لم أقف على سنده أنه قال: «أكثروا من الصلاة علي؛ لأن أول ما تسألون في القبر عني» ﷺ. (الباب الأول في الأمر بالصلاة على رسول الله ﷺ)

اسی طرح امام ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ نے بھی امام سخاوی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہی مذکورہ بات ذکر فرمائی ہے:

- الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود ﷺ:

ويروى أيضا: «أكثروا من الصلاة عليّ؛ لأن أول ما تسألون في القبر عني» قال الحافظ السخاوي: لم أقف له على سند. وربما يستدل له بثبوت السؤال للمرء في قبره عنه ﷺ.

(مقدّمة في الكلام على قوله تعالى: «إِنَّ اللهَ وَمَلآئِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ» الآية، تنبيه)

ما قبل کی تفصیل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ اور چوں کہ درود شریف کی کثرت کی فضیلت کے بارے میں صحیح، معتبر اور قابلِ قبول روایات موجود ہیں اس لیے انھی کو بیان کرنے پر اکتفا کرنا چاہیے۔

وضاحت: مذکورہ تفصیل کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرنا مناسب ہے کہ مذکورہ بے سند روایت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ قبر میں سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ کے بارے میں پوچھا جائے گا، حالانکہ قرآن وسنت سے اس بات کا بھی کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ کسی بھی آیت یا معتبر روایت سے اس کی تائید نہیں ہوتی، حتی کہ یہ بات اُن صحیح اور معتبر احادیث کے بھی خلاف معلوم ہوتی ہے کہ جن میں قبر کے سوالات میں سب سے پہلے رب کے بارے میں پوچھا جانے کا ذکر ہے۔

- سنن ابی داود:

٤٧٥٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح: وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ -وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ- عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا -زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ هَا هُنَا- وَقَالَ: «وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ: يَا هَذَا، مَنْ رَبُّكَ؟ وَمَا دِينُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟». قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ: «وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِي الإِسْلَامُ. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: «فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا)» الآيَةَ. ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ: «فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ». قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا». قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ». قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرَ». فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: «وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي. فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي. فَيُنَادِي

مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ». قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا». قَالَ: «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا». قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا». قَالَ: «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ».

یہ تمام صورت حال اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ مذکورہ زیرِ بحث روایت کو ثابت ماننے اور اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

25ذوالحجہ 1442ھ/5اگست 2021

روایت:8

تحقیقِ حدیث:
درود شریف کا ثواب چار سو غزوات کے برابر!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: درود شریف کا ثواب چار سو غزوات کے برابر!

حدیث: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھے گا تو اس کو چار سو غزوات کے برابر ثواب ملے گا جن میں سے ہر غزوہ کا ثواب چار سو حجوں کے برابر ہو گا۔‘‘

تحقیقِ حدیث:

حضور اقدس ﷺ پر درود شریف پڑھنا بہت بڑے اجر وثواب والا عمل ہے جس کے عظیم الشان فضائل صحیح احادیث سے واضح طور پر ثابت ہیں، لیکن مذکورہ روایت منگھڑت اور بے اصل ہے، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور آگے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

1۔ مذکورہ روایت کو حضرت علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے موضوع اور منگھڑت قرار دیا ہے:

- القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ ﷺ:

وعن علي رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «من حج حجة الإسلام وغزا بعدها غزوة كتبت غزاته بأربع مائة حجة». قال: فانكسرت قلوب قوم لا يقدرون على الجهاد ولا الحج، قال: «فأوحى الله عز وجل إلي: ما صلى عليك أحد إلا كتبت صلاته بأربع مائة غزاة كل غزاة بأربع مائة حجة». أخرجه أبو حفص الميانشي في «المجالس المكية» له، وهو تالف، لوائح الوضع عليه ظاهرة. (الباب الثاني: في ثواب الصلاة على رسول الله ﷺ)

2۔ امام ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ نے بھی امام سخاوی رحمہ اللہ کے حوالے سے اس روایت کو منگھڑت قرار دیا ہے:

- الدر المنضود في الصلاة والسلام على صاحب المقام المحمود ﷺ:

ويروى: «من حج حجة الإسلام، وغزا بعدها غزاة كتبت غزاته بأربع مئة حجة، فانكسرت قلوب قوم لا يقدرون على الجهاد ولا الحج، فأوحى الله عزّ وجل إليّ: ما صلّى عليك أحد إلا كتبت صلاته بأربع مئة غزاة، كل غزاة بأربع مئة حجة». قال الحافظ السخاوي: وهو تالف،

لوائح الوضع عليه ظاهرة. (الفصل الرابع في فوائد الصلاة على رسول الله ﷺ)

3۔امام شمس الدین محمد ذہبی رحمہ اللہ نے بھی مذکورہ روایت کو جھوٹ قرار دیا ہے:

- ميزان الاعتدال في نقد الرجال:

٧٥٧٣- **محمد** بن سالم السلمي: حدثنا أبو الدنيا عن علي رضي الله عنه مرفوعا: «من غزا كتبت غزوته بأربعمائة حجة»، فانكسرت القلوب، فقال: «ما صلى أحد إلا كتبت صلاته بأربعمائة غزوة». إن لم يكن من كذب أبي الدنيا فمن كذب صاحبه **محمد**.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

24ذوالحجہ 1442ھ/4اگست 2021

روایت:9

تحقیقِ حدیث:
والدین کے حق کی ادائیگی کے لیے ایک دعا!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: والدین کے حق کی ادائیگی کے لیے ایک دعا!

حدیث: یہ روایت کافی مشہور ہے کہ: جو شخص ایک مرتبہ درج ذیل دعا پڑھے اور پھر اس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دے تو اس نے اپنے والدین کا حق ادا کر دیا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، لِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ، لِلّٰهِ الْمُلْكُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَلَهُ النُّوْرُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ حدیث حضرت امام محدث ابن شاہین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الترغیب فی فضائل الاعمال“ میں اپنی سند کے ساتھ روایت فرمائی ہے:

- الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك لابن شاهين:

٣٠٢- حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُفَيْرٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ قُتَيْبَةَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْحُسَيْنِ: حَدَّثَنِي الزُّبَيْرُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «مَنْ قَالَ: الْحَمْدُ للهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَهُ الْكِبْرِيَاءُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، للهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَهُ الْعَظَمَةُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، للهِ الْمُلْكُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ وَرَبِّ الْعَالَمِينَ، وَلَهُ النُّورُ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ، مَرَّةً وَاحِدَةً، ثُمَّ قَالَ: اجْعَلْ ثَوَابَهَا لِوَالِدَيَّ؛ لَمْ يَبْقَ لِوَالِدَيْهِ عَلَيْهِ حَقٌّ إِلَّا أَدَّاهُ إِلَيْهِمَا».

(بَابٌ مُخْتَصَرٌ مِنْ كِتَابِي كِتَابِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَمَا فِيهِ مِنَ الْفَضْلِ وَالنَّدْبِ عَلَى ذَلِكَ)

انھی کے حوالے سے حضرت امام محدث عینی رحمہ اللہ نے ”عمدۃ القاری“ میں بھی یہ روایت ذکر

فرمائی ہے:

- عمدة القاري شرح صحيح البخاري:

وروى أَبُو حَفْص ابن شاهين عَن أنس قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ: «من قَالَ: الْحَمد لله رب الْعَالمين رب السَّمَوَات، وَرب الأَرْض رب الْعَالمين، وَله الْكِبْرِيَاء فِي السَّمَوَات وَالْأَرْض، وَهُوَ الْعَزِيز الْحَكِيم، للهِ الْحَمد رب السَّمَوَات وَرب الأَرْض رب الْعَالمين، وَله العظمة فِي السَّمَوَات وَالْأَرْض وَهُوَ الْعَزِيز الْحَكِيم هُوَ الْملك رب السَّمَوَات وَرب الأَرْض وَرب الْعَالمين، وَله النُّور فِي السَّمَوَات وَالْأَرْض وَهُوَ الْعَزِيز الْحَكِيم، مرّة وَاحِدَة، ثمَّ قَالَ: اللَّهُمَّ اجْعَل ثَوَابهَا لوالدي لم يبْق لوَالِديهِ حق إِلاَّ أَدَّاهُ إِلَيْهِمَا».

لیکن اس روایت میں بِشر بن الحسین مجروح راوی ہیں جن پر شدید جرح کی گئی ہے، چنانچہ :

1۔امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ : فيه نظر.

2۔امام دار قطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ متروک ہیں۔

3۔امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بشر بن الحسین، زبیر بن عدی پر جھوٹ بولتا ہے۔

واضح رہے کہ مذکورہ زیرِ بحث روایت بھی بشر بن الحسین نے زبیر بن عدی سے روایت کی ہے۔

4۔امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بشر ضعیف ہے اور حجاج نے ان سے جو نسخہ روایت کیا ہے اس کی احادیث معتبر نہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ زیرِ بحث روایت بھی حجاج نے بشر بن الحسین سے روایت کی ہے۔

5۔امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بشر بن الحسین تقریباً ڈیڑھ سو (150) موضوع اور منگھڑت روایات پر مشتمل نسخہ زبیر بن عدی سے روایت کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ مذکورہ زیرِ بحث روایت بھی بشر بن الحسین نے زبیر بن عدی ہی سے روایت کی ہے۔

مذکورہ تفصیل اور وجوہات کی رو سے مذکورہ زیرِ بحث روایت کو قابلِ قبول اور معتبر قرار نہیں دیا جاسکتا،

اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

- لسان الميزان:

١٤٦٨- بشر بن الحسين أبو محمد الأصبهاني الهلالي صاحب الزبير بن عدي قال البخاري: فيه نظر، وقال الدارقطني: متروك، وقال ابن عدي: عامة حديثه ليس بمحفوظ، وقال أبو حاتم: يكذب على الزبير. قال ابن عدي: الزبير ثقة، وبشر ضعيف، أحاديثه سوى نسخة حجاج عنه مستقيمة. (من اسمه بشر)

- اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة:

ابْن عَدِيّ وَابْن شاهين مَعًا: حَدَّثَنَا الْحُسَيْن بْن مُحَمَّد بْن عُفَيْر: حَدَّثَنَا الحَجَّاج بْن يُوسُف الْأَصْبَهَانِيّ: حَدَّثَنَا بِشْر بْن الْحُسَيْن: حَدَّثَنَا الزُّبَير بْن عَدِيّ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: «مَنْ حَوَّلَ خَاتَمَهُ أَوْ عِمَامَتَهُ وَعَلَّقَ خَيْطًا فِي أُصْبُعِهِ لِيَذْكُرَ حَاجَةً فَقَدْ أَشْرَكَ بِاللهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّ اللهَ يُذَكِّرُ الْحَاجَاتِ». لَا أَصْلَ لَهُ، بِشْر يروى عَنِ الزُّبَير بَوَاطِيلُ. (قُلْتُ:) قَالَ ابْن حبَّان: رَوَى بِشْر بْن الْحُسَيْن الْأَصْبَهَانِيّ عَنِ الزُّبَير نُسْخَة مَوْضُوعَة شبيها بِمِائَة وَخمسين حَدِيثا، والله أَعْلَم. (كتاب الأَدَبِ وَالزُّهْدِ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
28شوال المکرم1442ھ/9جون2021

روایت:10

تحقیقِ حدیث:
قیامت کے دن محمد نام کی فضیلت!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: قیامت کے دن محمد نام کی فضیلت!

حدیث: یہ روایت مشہور ہے کہ: قیامت کے دن ایک منادِی پکارے گا کہ اے محمد! کھڑے ہو جائیں اور حساب وکتاب کے بغیر جنت میں داخل ہو جائیں۔ اس آواز کو سن کر محمد نام کا ہر شخص کھڑا ہو جائے گا اس امید پر کہ شاید مجھے پکارا گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ محمد نام کی برکت سے ان تمام لوگوں کو بھی جنت میں داخل کر دے گا اور ان میں سے کسی کو بھی محروم نہیں کرے گا۔

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت غیر معتبر بلکہ موضوع اور منگھڑت ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:

(١٥٣)- [حَدِيثٌ]: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادَى مُنَادٍ: يَا مُحَمَّدُ، قُمْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ. فَيَقُومُ كُلُّ مَنِ اسْمُهُ مُحَمَّدٌ وَيَتَوَهَّمُ أَنَّ النِّدَاءَ لَهُ، فَلِكَرَامَةِ مُحَمَّدٍ لَا يُمْنَعُونَ». (أَبُو المحاسن عبد الرَّزَّاق ابْن مُحَمَّد الطبسي) فِي «الْأَرْبَعين» بِسَنَد معضل سقط مِنْهُ عدَّة رجال. (قلت:) قَالَ بعض أشياخي: هَذَا حَدِيث مَوْضُوع بِلَا شكّ، وَالله أعلم.

اس لیے اس روایت کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
یکم شعبان المعظم 1442ھ/16 مارچ 2021

روایت:11

تحقیقِ حدیث:
قبر اور برزخ میں روح کا اِعادہ

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

قبر اور برزخ میں روح کا اِعادہ:

جب انسان کی روح نکل جاتی ہے اور اسے موت آجاتی ہے تو وہ فوراً برزخ میں منتقل ہو جاتا ہے، چاہے وہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہو یا اس کے اعضا اور ذرات جہاں کہیں بھی ہوں۔ پھر جب اسے قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو وہ قبر میں بھی ہوتا ہے اور برزخ میں بھی، کیوں کہ برزخ زمانے کا نام ہے جبکہ قبر مکان کا، اور دونوں میں کوئی بھی ٹکراؤ نہیں۔

اہلُ السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ قبر اور برزخ میں انسان کے دنیوی جسم کی طرف روح کا اعادہ ہوتا ہے، یعنی روح لوٹا دی جاتی ہے، اس کو اعادۂ روح کہتے ہیں، یہ صحیح احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ البتہ بعض کے نزدیک اس اعادۂ روح کا مطلب باقاعدہ روح کا جسم میں داخل ہو جانا ہے جبکہ جمہور کے نزدیک اس اعادۂ روح کا مطلب روح کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق اور اتصال قائم ہو جانا ہے کہ برزخ میں روح اور جسم کا باہمی تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جو کہ تا قیامت قائم رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے یوں بھی تعبیر کیا گیا ہے کہ قبر میں سوال وجواب کے وقت روح لوٹا دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد روح کا جسم کے ساتھ ایک تعلق قائم کر دیا جاتا ہے جو کہ تا قیامت باقی رہتا ہے۔

واضح رہے کہ عالمِ برزخ میں روح کا اپنے جسم اور جسم کے ذرات کے ساتھ جو تعلق ہوتا ہے اسی کو برزخی حیات یا قبر کی زندگی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ یہ برزخی حیات ہر مسلمان بلکہ ایک کافر اور مشرک کو بھی حاصل ہوتی ہے، اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے، البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور شہدائے عظام کو برزخ میں خصوصی حیات حاصل ہوتی ہے جس کی تفصیل کا یہ موقع نہیں۔

زیرِ نظر تحریر میں صرف یہ ذکر کرنا مقصود ہے کہ بعض لوگ قبر میں روح کے اعادہ کے منکر ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ یہ حدیث سے ثابت نہیں، اس لیے ذیل میں اس کا ثبوت ذکر کیا جاتا ہے جس سے یہ بات بخوبی واضح ہو سکے گی کہ قبر میں روح کا اعادہ صحیح حدیث سے ثابت ہے، اس لیے اس کا انکار کرنا گمراہی ہی ہے۔

حدیث سے اعادۂ روح کا ثبوت:

ذیل میں اعادۂ روح سے متعلق حدیث ملاحظہ فرمائیں:

1۔ ”سنن ابی داود“ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ: ”وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ“ یعنی اس کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، پھر اس سے سوال وجواب ہوتے ہیں۔ حدیث ملاحظہ فرمائیں:

٤٧٥٥- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، ح: وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ -وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ- عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا -زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ هَا هُنَا- وَقَالَ: «وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ: يَا هَذَا، مَنْ رَبُّكَ؟ وَمَا دِينُكَ؟ وَمَنْ نَبِيُّكَ؟». قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ: «وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِي الإِسْلَامُ. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ قَالَ: فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَيَقُولَانِ: وَمَا يُدْرِيكَ؟ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ: «فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: (يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا)» الآيَةَ. ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ: «فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ». قَالَ: «فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا». قَالَ: «وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ». قَالَ: «وَإِنَّ الْكَافِرِ». فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: «وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي. فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي. فَيَقُولَانِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي. فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ». قَالَ:

«فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا». قَالَ: «وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ». زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: «ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا». قَالَ: «فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا». قَالَ: «ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ».

2۔مذکورہ حدیث ''مسند احمد'' میں بھی موجود ہے جس میں مؤمن اور کافر دونوں کے لیے ''فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ'' کے الفاظ مذکور ہیں یعنی اس مؤمن اور کافر کی روح اس کے جسم میں لوٹادی جاتی ہے، پھر اس سے سوال وجواب ہوتے ہیں:

١٨٥٣٤- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ وَكَأَنَّ عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: «اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مَلَائِكَةٌ مِنَ السَّمَاءِ بِيضُ الْوُجُوهِ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الشَّمْسُ مَعَهُمْ كَفَنٌ مِنْ أَكْفَانِ الْجَنَّةِ وَحَنُوطٌ مِنْ حَنُوطِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَجْلِسُوا مِنْهُ مَدَّ الْبَصَرِ .... حَتَّى يُنْتَهَى بِهِ إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَيَقُولُ اللهُ عَزَّوَجَلَّ: اكْتُبُوا كِتَابَ عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى، قَالَ: فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا دِينُكَ؟ فَيَقُولُ: دِينِيَ الْإِسْلَامُ، فَيَقُولَانِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيَقُولَانِ لَهُ: وَمَا عِلْمُك ..... وَإِنَّ الْعَبْدَ الْكَافِرَ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنْ الدُّنْيَا وَإِقْبَالٍ مِنْ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنْ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ ..... فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لَا أَدْرِي....» الحديث

3۔ مذکورہ حدیث ''مسند ابی داود الطیالسی''میں بھی موجود ہے جس میں مؤمن اور کافر دونوں کے جسم میں روح لوٹانے اور پھر ان سے سوال وجواب ہونے کا ذکر ہے:

٧٨٩- حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ أَبُو دَاوُدَ: وَحَدَّثَنَاهُ عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ سَمِعَهُ مِنَ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، وَحَدِيثُ أَبِي عَوَانَةَ أَتَمُّهُمَا، قَالَ الْبَرَاءُ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جِنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ، قَالَ عَمْرُو بْنُ ثَابِتٍ: وُقَّعٌ، وَلَمْ يَقُلْهُ أَبُو عَوَانَةَ، فَجَعَلَ يَرْفَعُ بَصَرَهُ وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ وَيَخْفِضُ بَصَرَهُ وَيَنْظُرُ إِلَى الأَرْضِ ثُمَّ قَالَ: «أَعُوذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ» قَالَهَا مِرَارًا، ثُمَّ قَالَ: «إِنَّ الْعَبْدَ الْمُؤْمِنَ إِذَا كَانَ فِي قُبُلٍ مِنَ الآخِرَةِ وَانْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا جَاءَهُ مَلَكٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَيَقُولُ: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنَ اللهِ وَرِضْوَانٍ فَتَخْرُجُ نَفْسُهُ وَتَسِيلُ كَمَا يَسِيلُ قَطْرُ السِّقَاءِ ..... فَيُرَدُّ إِلَى الأَرْضِ وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ شَدِيدَا الانْتِهَارِ فَيَنْتَهِرَانِهِ وَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَنْ رَبُّكَ ؟ وَمَا دِينُكَ؟ ..... قَال: وَإِنْ كَانَ فَاجِرًا فَكَانَ فِي قُبُلٍ مِنَ الآخِرَةِ وَانْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا جَاءَهُ مَلَكٌ فَجَلَسَ عِنْدَ رَأْسِهِ فَقَالُ: اخْرُجِي أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِيثَةُ .... فَيُرْمَى بِهِ مِنَ السَّمَاءِ ...... وَيُعَادُ إِلَى الأَرْضِ وَتُعَادُ فِيهِ رُوحُهُ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ شَدِيدَا الانْتِهَارِ فَيَنْتَهِرَانِهِ وَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ مَنْ رَبُّكَ؟ وَمَا دِينُكَ ؟ فَيَقُولُ : لَا أَدْرِي فَيَقُولَانِ : فَمَا تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ ؟ فَلَا يَهْتَدِي لِاسْمِهِ، فَيَقُولُ: لَا أَدْرِي سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُولُونَ ذَاكَ، قَالَ: فَيُقَالَ: لَا دَرَيْتَ ..... فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا الْخَلَائِقُ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ فَيَضْرِبُهُ ضَرْبَةً أُخْرَى.

4۔ مذکورہ حدیث ''شعب الایمان للبیہقی''میں بھی موجود ہے جس میں مؤمن اور کافر دونوں کے جسم میں روح لوٹانے اور پھر ان سے سوال وجواب ہونے کا ذکر ہے:

٣٩٠- أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ الْأَصْبَهَانِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

زِيَادٍ الْبَصْرِيُّ بِمَكَّةَ: حدثنا سَعْدَانُ بْنُ نَصْرٍ: حدثنا أَبُو مُعَاوِيَةَ الضَّرِيرُ: حدثنا الْأَعْمَشُ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ أَبِي عُمَرَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ، وَلَمَّا يُلْحَدْ قَالَ: فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ، وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّ عَلَى رُؤسِنَا الطَّيْرَ، وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ قَالَ: فَرَفَعَ رَأْسَهُ وَقَالَ: «اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَإِنَّ الرَّجُلَ الْمُؤْمِنَ ..... فَيَقُولُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: اكْتُبُوا عَبْدِي فِي عِلِّيِّينَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ، وَأَعِيدُوهُ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنِّي مِنْهَا خَلَقْتُهُمْ، وَفِيهَا أُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا أُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى فَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ، فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ: مَنْ رَبُّكَ؟ ..... وَأَمَا الْعَبْدُ الْكَافِرُ إِذَا كَانَ فِي انْقِطَاعٍ مِنَ الدُّنْيَا، وَإِقْبَالٍ مِنَ الْآخِرَةِ نَزَلَ إِلَيْهِ مِنَ السَّمَاءِ مَلَائِكَةٌ سُودُ الْوُجُوهِ ..... وَأَعِيدُوه إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّا مِنْهَا خَلَقْنَاهُمْ، وَفِيهَا نُعِيدُهُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُهُمْ تَارَةً أُخْرَى. قَالَ: فَتُطْرَحُ رُوحُهُ طَرْحًا ...... ثُمَّ تُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ فَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ؟ ...... قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ.

5۔مذکورہ حدیث ''مستدرک حاکم''میں بھی مذکورہ ہے جس میں مؤمن کے لیے ''فَتُرَدُّ رُوحُهُ إِلَى جَسَدِهِ'' جبکہ کافر کے لیے ''فَيُرْمَى بِرُوحِهِ حَتَّى تَقَعَ فِي جَسَدِهِ'' کے الفاظ موجود ہیں جن سے روح لوٹائے جانے کا ثبوت ہوتا ہے۔دیکھیے: كِتَابُ الْإِيمَانِ.

حدیث کی توثیق:

مذکورہ حدیث بالکل صحیح اور معتبر ہیں،اس کے تمام راوی ثقہ ہیں،اس لیے اس سے استدلال کرنا بالکل درست ہے۔اطمینان کے لیے ذیل میں چند محدثین کرام کے اقوال ذکر کیے جاتے ہیں:

1۔امام محدث ہیثمی رحمہ اللہ نے ''مجمع الزوائد''میں ''مسند احمد''کی روایت کردہ حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ:اس کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں:

رَوَاهُ أَحْمَدُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. (بَابُ السُّؤَالِ فِي الْقَبْرِ)

2۔امام بیہقی رحمہ اللہ نے ''شعب الایمان'' میں مذکورہ حدیث ذکر کرکے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:
قَالَ الْبَيْهَقِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ. حدیث ماقبل میں گزرچکی ہے۔
3۔ امام احمد البوصیری رحمہ اللہ نے ''اتحاف الخیرۃ المہرۃ'' میں ''مسند ابی داود الطیالیسی'' کی روایت کردہ حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:
رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ بِسَنَدِ الصَّحِيحِ عَنْ عَمْرِو بْنِ ثَابِتٍ بِهِ وَعَنْ أَبِي عُوَانَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ بِهِ. (باب قبض روح المؤمن والكافر)
4۔امام حاکم رحمہ اللہ نے ''مستدرک حاکم'' میں مذکورہ حدیث کے بارے میں فرمایا کہ: یہ حدیث امام بخاری اورامام مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے۔اوراس حدیث میں اہل السنۃ کے لیے بہت سے فوائد جبکہ اہلِ بدعت کے عقائد کی بیخ کنی ہے:
١١١- فَحدثنا أَبُو سَعِيدٍ عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَنْصُورٍ الْعَدْلُ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو الأَزْدِيُّ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ عَنِ الأَعْمَشِ، عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ عَلَى جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ، فَذَكَرَ حَدِيثَ الْقَبْرِ بِطُولِهِ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، فَقَدِ احْتَجَّا جَمِيعًا بِالْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو وَزَاذَانَ أَبِي عُمَرَ الْكِنْدِيِّ، وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ لأَهْلِ السُّنَّةِ وَقَمْعٌ لِلْمُبْتَدِعَةِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِطُولِهِ.
5۔ امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ''اجتماع الجیوش الاسلامیہ'' میں مسند احمد کی روایت ذکر کرکے فرمایا کہ: یہ حدیث صحیح ہے جس کو حفاظ محدثین کی ایک بڑی جماعت نے صحیح قرار دیا ہے:
وروى الإمام أحمد أيضًا في «مسنده» من حديث البراء بن عازب ...... وهو حديث صحيح، صحَّحه جماعة من الحفاظ. (فصل في أن ملاك النجاة والسعادة والفوز بتحقيق التوحيدين)
امام ابن القیم رحمہ اللہ نے ''کتاب الروح'' میں قبر میں روح کے اعادے کا عنوان قائم کرکے اس کو

ثابت بھی کیا اور پھر مذکورہ حدیث سے متعلق تفصیلی بحث کر کے فرمایا ہے کہ: یہ حدیث کسی شک وشبہ کے بغیر صحیح ہے:

فَالْحَدِيث صَحِيح لَا شكّ فِيهِ.

(الْمَسْأَلَة السَّادِسَة وَهِي أَن الرّوح هَل تُعَاد إِلَى الْمَيِّت فِي قَبره وَقت السُّؤَال أم لا؟)

6۔امام منذری رحمہ اللہ نے "الترغیب والترہیب" میں فرمایا ہے کہ: امام احمد نے اس حدیث کو ایسے راویوں سے روایت کیا ہے جو کہ صحیح بخاری میں قابلِ استدلال ہیں یعنی ان سے صحیح بخاری میں بھی احادیث لی گئی ہیں:

.... ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ. رواه أبو داود، ورواه أحمد بإسناد رواتُهُ محتجٌّ بهم في «الصحيح».

(الترهيب من المرور بقبور الظالمين وديارهم ومصارعهم)

مذکورہ محدثین کرام کے علاوہ بھی دیگر اکابرِ امت نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، بلکہ اس کے راوی صحیح بخاری ہی کے راوی ہیں جس سے ان کی ثقاہت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ اور اس حدیث کو اہل السنۃ والجماعۃ نے قبول کیا ہے اور اسی کے موافق قبر میں روح لوٹائے جانے کا عقیدہ بھی قائم کیا ہے۔

فائدہ: قبر اور برزخ کی زندگی کی تفصیل کے لیے بندہ کا رسالہ "موت، قبر اور برزخ سے متعلق بنیادی عقائد" ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

19رجب المرجب1442ھ/4مارچ2021

روایت:12

تحقیقِ حدیث:

نابینا صحابی کا دعا میں حضور اقدس ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: نابینا صحابی کا دعا میں حضور اقدس ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا!

حدیث:

حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا صحابی حضور اقدس ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگا کہ: اللہ کے رسول! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی ٹھیک کردے، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ’’اگر تم چاہو تو اسی پر صبر کرلو، اس میں تمہارے لیے خیر ہے، یا چاہو تو آپ کے لیے دعا کرلیتا ہوں۔‘‘ تو ان صحابی نے کہا کہ: اللہ کے رسول! میرے لیے دعا فرمادیجیے۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ان سے فرمایا کہ: ’’اچھی طرح وضو کرکے دو رکعات نماز پڑھ کر یہ دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری بارگاہ میں تیرے رحمت والے نبی محمد (ﷺ) کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ یا محمد! میں آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں اپنی اس حاجت میں۔ اے اللہ! تاکہ تو میری یہ حاجت پوری فرمادے، اے اللہ! تو میری یہ سفارش قبول فرما۔‘‘ چنانچہ اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے انھیں شفا عطا فرمائی اور اُن کی بینائی لوٹ آئی۔

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت متعدد کتبِ احادیث میں موجود ہے، ان میں سے چند کتب کی عبارات ملاحظہ فرمائیں:

- صحیح ابن خزیمہ:

١٢١٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَأَبُو مُوسَى قَالَا: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدَنِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ خُزَيْمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ: أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، قَالَ: «إِنَّ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَلِكَ، وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ»، قَالَ أَبُو مُوسَى: قَالَ: فَادْعُهُ، وَقَالَا: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، قَالَ بُنْدَارٌ: فَيُحْسِنُ، وَقَالَا: وَيُصَلِّ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: «اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ فَتَقْضِي لِي، اللّٰهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ»، زَادَ أَبُو مُوسَى:

وَشَفِّعْنِي فِيهِ، قَالَ: ثُمَّ كَأَنَّهُ شَكَّ بَعْدُ فِي: وَشَفِّعْنِي فِيهِ.

- **مسند احمد:**

١٧٢٤١- حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدِينِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ يُحَدِّثُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللهِ، ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي، فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ ذَلِكَ، فَهُوَ أَفْضَلُ لِآخِرَتِكَ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ لَكَ»، قَالَ: لَا، بَل ادْعُ اللهَ لِي. فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ، وَأَنْ يُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَأَنْ يَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ ﷺ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ، إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ فَتَقْضِي، وَتُشَفِّعُنِي فِيهِ، وَتُشَفِّعُهُ فِيَّ. قَالَ: فَكَانَ يَقُولُ هَذَا مِرَارًا. ثُمَّ قَالَ بَعْدُ: أَحْسِبُ أَنَّ فِيهَا: أَنْ تُشَفِّعَنِي فِيهِ. قَالَ: فَفَعَلَ الرَّجُلُ، فَبَرَأَ.

ان کے علاوہ مذکورہ حدیث سنن الترمذی، سنن النسائی الکبریٰ، الدعوات الکبیر للبیہقی، مسند عبد بن حمید، مستدرک حاکم، عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی، الاذکار للنووی، معرفۃ الصحابۃ لابی نعیم اور دلائل النبوۃ للبیہقی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

حدیث کی توثیق:

مذکورہ حدیث صحیح اور معتبر ہے، اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ اطمینان کے لیے چند حوالہ جات مع عبارات ملاحظہ فرمائیں:

1۔امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”مستدرک حاکم“ میں مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

١١٨٠- حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ الْمَدِينِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عُمَارَةَ بْنَ خُزَيْمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي. فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتَ ذَلِكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ». قَالَ: فَادْعُهُ. قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ، وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ فَيَقُولُ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي

تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ، فَتُقْضَى لِي، اللَّهُمَّ شَفِّعْهُ فِيَّ وَشَفِّعْنِي فِيهِ.

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ. (كِتَابُ الْوِتْرِ)

2۔ امام محدث عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے "التیسیر بشرح الجامع الصغیر" میں امام حاکم کے حوالے سے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

(اللّٰهُمَّ إني أسألك وأتوجه إليك بنبيك محمد نبي الرحمة) أي المبعوث رحمة للعالمين (يا محمد إني توجهت بك) أي استشفعت (إلى ربي في حاجتي هذه لتقضي لي) أي لتقضيها لي بشفاعته (اللّٰهُمَّ فشفعه في) أي اقبل شفاعته في حقي (ت ه ك عن عثمان بن حنيف) قال: جاء رجل ضرير إلى النبي ﷺ فقال: ادعو الله أن يعافيني ..... قال الحاكم: صحيح.

(حرف الهمزة)

3۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "الاذکار" میں امام ترمذی رحمہ اللہ کے حوالے سے مذکورہ حدیث کو حسن صحیح قرار دیا ہے:

٥٣٢- وروينا في كتاب الترمذي وابن ماجه عن عثمان بن حُنَيْف رضي الله عنه: أن رجلا ضريرَ البصر أتى النبيَّ ﷺ فقال: ادعُ اللهَ تعالى أن يعافيني، قال: «إنْ شِئْتَ دَعَوْتُ، وَإِنْ شِئْتَ صَبرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ» ...... اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فيّ. قال الترمذي: حديث حسن صحيح.

(بابُ أذكارِ صَلاةِ الحَاجة)

4۔ امام محمد خطیب تبریزی رحمہ اللہ نے "مشکاۃ المصابیح" میں امام ترمذی کے حوالے سے مذکورہ حدیث کو حسن صحیح غریب قرار دیا ہے:

٢٤٩٥- [١٤] عَن عثمانَ بنِ حُنَيفٍ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: ادْعُ اللهَ أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ: «إِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ، وَإِنْ شِئْتَ صَبَرْتَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ». قَالَ: فَادْعُهُ قَالَ: فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ الْوُضُوءَ وَيَدْعُو بِهَذَا الدُّعَاءِ: «اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، إِنِّي تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي لِيَقْضِيَ لِي فِي حَاجَتِي هَذِهِ، اللهُمَّ فشفّعه فيَّ». رَوَاهُ

التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيب. (باب جامع الدعاء)

اصولِ حدیث کی رو سے غرابت صحت کے منافی نہیں، اس لیے اس کو غریب قرار دینے پر کوئی شبہ نہیں ہونا چاہیے، جیسا کہ ''شرح الطیبی علی المشکاۃ'' میں بھی اسی حدیث کی شرح میں اس کی وضاحت مذکور ہے:

قوله: (حسن صحيح غريب) قد سبق أن الصحيح قد يكون غريبا، وأن الحسن يكون في طريق والصحيح في طريق آخر. (باب جامع الدعاء)

اسی کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح رہے کہ امام تبریزی رحمہ اللہ کے مذکورہ حکم کو ''مشکاۃ'' کے شارحین جیسے علامہ طیبی اور ملا علی قاری رحمہما اللہ نے برقرار رکھا ہے۔

5۔ محدث جلیل امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے ''فیض الباری شرح صحیح البخاری'' میں اسی مذکورہ حدیث سے دعا میں وسیلہ کے جواز پر استدلال کیا ہے جو اس کے معتبر ہونے کی دلیل ہے:

۳۷۱۰- قوله: (وإنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نبيِّنا، فاسْقِنَا، فَيُسْقَوْنَ) قلتُ: وهذا توسُّلٌ فعليٌّ؛ لأنه كان يقول له بعد ذلك: قُمْ يا عبَّاس فاسْتَسْقِ، فكان يَسْتَسْقِي لهم. فلم يَثْبُتْ منه التوسُّلُ القوليُّ، أي الاستسقاء بأسماء الصالحين فقط، بدون شركتهم. أقول: وعند الترمذي: «أن النبيَّ ﷺ عَلَّمَ أعرابيًّا هذه الكلمات -وكان أعمى-: اللّٰهُمَّ إني أتوجَّهُ إليك بنبيكَ محمد نبي الرحمة....، إلى قوله: اللَّهُمَّ فشفِّعْهُ فيَّ»، فثبت منه التوسُّلُ القوليُّ أيضا. وحينئذٍ إنكار الحافظ ابن تَيْمِيَة تطاولٌ.

وضاحتیں اور فوائد:

1۔ مذکورہ حدیث صحیح اور معتبر ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس لیے یہ دلیل بن سکتی ہے۔

2۔ مذکورہ حدیث سے دعا میں حضور اقدس ﷺ کا وسیلہ دینے کا جواز ثابت ہوتا ہے، جیسا کہ محدث کشمیری رحمہ اللہ کا حوالہ ماقبل میں ذکر ہوا۔

3۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اس کی بارگاہ میں کسی نبی یا ولی کا وسیلہ پیش کرنا بالکل جائز ہے،

کہ یوں دعا کی جائے کہ: اے اللہ! حضور اقدس ﷺ کے وسیلے سے ہماری دعا قبول فرما، یا: امام ابو حنیفہ کے طفیل میری حاجت پوری فرما، یا: حکیم الامت تھانوی کے صدقے میرے گناہ معاف فرما۔ ایسا کرنا جائز بلکہ دعا کی قبولیت کے لیے اہمیت بھی رکھتا ہے۔ یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ ہمارے حضرات اکابر دیوبند کی متفقہ کتاب ’’المہند علی المفند‘‘ میں ہے کہ:

’’ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک انبیاء، صلحاء، اولیاء، شہداء اور صدیقین کا توسُّل جائز ہے، ان کی زندگی میں بھی جائز ہے اور ان کی وفات کے بعد بھی۔‘‘

4۔ بزرگوں کی قبروں کے پاس جا کر اُن سے دعائیں مانگنا، ان سے حاجتیں مانگنا تو حرام اور کھلی گمراہی بلکہ شرک ہے، وسیلے کی یہ قسم تو شرک ہے، لیکن جس وسیلے کا اوپر ذکر ہوا اس میں اللہ ہی سے حاجتیں مانگیں جاتی ہیں البتہ صرف انبیاء اور اولیاء کا واسطہ دیا جاتا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہو۔

فائدہ:

زیرِ نظر تحریر میں مذکورہ حدیث کی تحقیق ذکر کرنا مقصود ہے، اس لیے وسیلہ کی تفصیل کے لیے بندہ کے سلسلہ اصلاحِ اَغلاط کا سلسلہ نمبر 265: ’’مسئلہ استعانت اور توسُّل کی حقیقت‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

9رجب المرجب 1442ھ/22فروری 2020

روایت:13

تحقیقِ حدیث:

کھڑے ہو کر شلوار پہننے سے آزمائش میں مبتلا ہونا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

بیٹھ کر شلوار پہننے کی شرعی حیثیت:

احادیث مبارکہ سے بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر شلوار پہننے کی کوئی فضیلت یا ممانعت ثابت نہیں، بلکہ اس پہلو کے حوالے سے کسی بھی معتبر حدیث کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے شلوار پہننے کے لیے کھڑے ہونے یا بیٹھنے میں سے کسی بھی حالت کو سنت یا ضروری قرار نہیں دیا جاسکتا، بلکہ اس معاملے میں اختیار ہے کہ کھڑے ہونے یا بیٹھنے دونوں ہی حالتوں میں شلوار پہننا جائز ہے، ان میں سے جس حالت میں بھی شلوار پہننے کی سہولت ہو اسی کو اختیار کرلینا درست ہے، البتہ اس میں بھی وہی طریقہ اختیار کرلینا بہتر ہے جس میں حیا کی رعایت زیادہ ہو۔

تنبیہ:

بعض کتب میں بیٹھ کر شلوار پہننے کو سنت قرار دیا گیا ہے، لیکن یہ قول راجح معلوم نہیں ہوتا کیوں کہ نہ تو روایات سے اس کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی فقہ حنفی کی معتمد کتب سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

کھڑے ہو کر شلوار پہننے کی ممانعت سے متعلق ایک حدیث کی تحقیق:

بعض کتب میں یہ روایت ذکر کی گئی ہے کہ: ”جس نے بیٹھ کر عمامہ پہنا یا کھڑے ہو کر شلوار پہنی تو اللہ تعالیٰ اس کو ایسی آزمائش اور مصیبت میں مبتلا کردیں گے جس کی کوئی دوا نہ ہو گی۔“

مَنْ تَعَمَّمَ قاعدًا أو تَسَرْوَل قائمًا ابتلاه الله ببلاء لا دواء له.

تبصرہ:

مذکورہ روایت حضرت اقدس مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”كشف الالتباس في استحباب اللباس“ میں سند اور حوالے کے بغیر ذکر فرمائی ہے، جبکہ متقدمین کی کتبِ احادیث سے اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ اور جب اس حدیث کا کوئی ثبوت ہی نہیں ملتا تو اس کی بنا پر کھڑے ہو کر شلوار پہننے کی کوئی ممانعت یا کراہت بھی ثابت نہیں ہوسکتی۔

فائدہ:

مذکورہ حکم کھڑے ہو کر عمامہ باندھنے کے بارے میں بھی ہے کہ اس حوالے سے احادیث سے کوئی بھی معتبر ثبوت نہیں ملتا، جس کی تفصیل کے لیے بندہ کے سلسلہ اصلاحِ اغلاط کا سلسلہ نمبر 494: ’’کھڑے ہو کر عمامہ باندھنے کی شرعی حیثیت‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
26 جُمادی الثانیہ 1442ھ/9 فروری 2020

روایت:14

تحقیقِ حدیث:

جھک جانے سے عزت کم ہو تو قیامت میں مجھ سے لے لینا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: جھک جانے سے عزت میں کمی آئے تو قیامت میں مجھ سے لے لینا!

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ” اگر کسی معاملے میں جھک جانے اور عاجزی اختیار کرنے سے کسی کی عزت میں کمی آئے تو وہ یہ عزت قیامت میں مجھ سے لے لے۔ “

یہ روایت لوگوں میں مختلف الفاظ کے ساتھ مشہور ہے اور لوگ اس کے ساتھ صحیح مسلم یا حدیث کی کسی اور مشہور کتاب کا حوالہ بھی لگا دیتے ہیں۔

تبصرہ:

مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ البتہ صحیح اور معتبر روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ تواضع اور عاجزی اختیار کرنے سے آدمی کا مرتبہ بلند ہوجاتا ہے، دوسروں کو معاف کرنے سے بندے کی عزت بڑھ جاتی ہے اور حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دینے سے جنت میں محل نصیب ہوتا ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

25 جُمادی الاُولیٰ 1442ھ/ 10 جنوری 2021

روایت:15

تحقیقِ حدیث:

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے کا انتقال اور امت کے لیے ایک مقبول دعا کا ذخیرہ!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: حضور اقدس ﷺ کے صاحبزادے کا انتقال اور امت کے لیے ایک مقبول دعا کا ذخیرہ!

یہ حدیث مشہور ہے کہ: جب حضور اقدس ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرات صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ کی دعا قبول ہوتی ہے، اس لیے اگر آپ اپنے صاحبزادے کے لیے صحت کی دعا فرمالیتے تو ان کو صحتیابی ہوجاتی، تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: ”اللہ تعالیٰ ہر نبی کی ایک دعا ضرور قبول فرماتے ہیں، اور وہی مقبول دعا میں نے قیامت کے دن اپنی امت کے لیے ذخیرہ کررکھی ہے۔“

تبصرہ:

مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

امت کی شفاعت کے لیے دعا ذخیرہ کرنے سے متعلق صحیح احادیث:

مذکورہ روایت تو ثابت نہیں، البتہ قیامت میں امت کی شفاعت کے لیے مقبول دعا ذخیرہ کرنے سے متعلق صحیح روایات موجود ہیں جو کہ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی جاتی ہے جس کے ذریعے وہ دعا مانگتا ہے اور میری چاہت ہے کہ میں اپنی یہ دعا قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ کرلوں۔“

- صحیح بخاری:

٦٣٠٤- حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ: حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ يَدْعُو بِهَا، وَأُرِيدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي فِي الْآخِرَةِ».

2۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی گئی جو کہ انھوں نے اپنی امت کے لیے مانگ لی، اور میں نے اپنی یہ دعا قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ کر لی ہے۔''

- صحیح مسلم:

٥١٥- حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَانَا -وَاللَّفْظُ لأَبِي غَسَّانَ- قَالُوا: حَدَّثَنَا مُعَاذٌ -يَعْنُونَ ابْنَ هِشَامٍ- قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَاهَا لأُمَّتِهِ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

3۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی گئی جو کہ انھوں نے مانگ لی ہے، جبکہ میں نے اپنی دعا قیامت میں اپنی امت کی شفاعت کے لیے محفوظ کر لی ہے، اور یہ دعا میری امت میں سے ہر اُس شخص کے حق میں قبول ہو گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتا ہو۔''

- صحیح مسلم:

٥١٢- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ -وَاللَّفْظُ لأَبِي كُرَيْبٍ- قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي اخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللهِ شَيْئًا».

4۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''ہر نبی کو ایک مقبول دعا عطا کی گئی جو کہ انھوں نے اپنی امت کے بارے میں مانگ لی ہے اور وہ قبول کر لی گئی ہے، اور اگر اللہ نے چاہا تو میری خواہش ہے کہ میں اپنی دعا قیامت کے دن امت کی شفاعت کے لیے ذخیرہ کر لوں۔''

- صحیح مسلم:

٥١٤- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِي: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدٍ -وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ-

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ دَعَا بِهَا فِي أُمَّتِهِ فَاسْتُجِيبَ لَهُ، وَإِنِّي أُرِيدُ إِنْ شَاءَ اللهُ أَنْ أُؤَخِّرَ دَعْوَتِي شَفَاعَةً لأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ».

گویا کہ قیامت میں امت کی شفاعت کے لیے مقبول دعا ذخیرہ کرنے والی بات تو صحیح احادیث سے ثابت ہے،البتہ ان روایات میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی بیماری اور وفات کا کوئی ذکر نہیں،اس لیے جو بات صحیح اور معتبر روایات سے ثابت ہو اسی کو بیان کرنا چاہیے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

20 جُمادی الاُولیٰ 1442ھ/5 جنوری 2020

روایت:16

تحقیقِ روایت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری سے ٹڈی اور مچھلی کا حلال ہونا!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی چھری سے ٹڈی اور مچھلی کا حلال ہونا!

حدیث:

یہ روایت مشہور ہے کہ: جس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کی کوشش کرنے کے بعد چھری پھینکی تو وہ اوپر کو پھینکی تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہوا کہ جو جاندار اس چھری کے نیچے اپنی گردن جھکا دے گا وہ ذبح کیے بغیر حلال ہوگا، چنانچہ ٹڈی اور مچھلی نے اپنی گردن چھری کے نیچے جھکا دی تو وہ دونوں بغیر ذبح کیے حلال قرار پائے، یعنی انھیں ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ جہاں تک مچھلی اور ٹڈی کے بغیر ذبح کیے حلال ہونے کی بات ہے تو وہ معتبر احادیث سے ثابت ہے، جیسے:

- السنن الكبرى للبيهقي:

١٢٤١- أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ وَأَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ السَّبِيعِيُّ فِي آخَرِينَ قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ: أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ: الْجَرَادُ وَالْحِيتَانُ وَالْكَبْدُ وَالطِّحَالُ».

وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ وَهُوَ فِي مَعْنَى الْمُسْنَدِ. وَقَدْ رَفَعَهُ أَوْلَادُ زَيْدٍ عَنْ أَبِيهِمْ.

- فتح الباري شرح صحيح البخاري:

وَقَدْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى جَوَازِ أَكْلِهِ بِغَيْرِ تَذْكِيَةٍ إِلَّا أَنَّ الْمَشْهُورَ عِنْدَ الْمَالِكِيَّةِ اشْتِرَاطُ تَذْكِيَتِهِ، وَاخْتَلَفُوا فِي صِفَتِهَا فَقِيلَ: بِقَطْعِ رَأْسِهِ، وَقِيلَ: إِنْ وَقَعَ فِي قدر أَو نَار حل، وَقَالَ ابن وَهْبٍ: أَخْذُهُ ذَكَاتُهُ، وَوَافَقَ مُطَرِّفٌ مِنْهُمُ الْجُمْهُورَ فِي أَنَّهُ لَا يُفْتَقَرُ إِلَى ذَكَاتِهِ؛ لِحَدِيثِ بن عُمَرَ: «أُحِلَّتْ لَنَا مَيْتَتَانِ وَدَمَانِ: السَّمَكُ وَالْجَرَادُ وَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ»، أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالدَّارَقُطْنِيُّ مَرْفُوعًا وَقَالَ: إِنَّ

الْمَوْقُوفَ أَصَحُّ، وَرَجَّحَ الْبَيْهَقِيُّ أَيْضًا الْمَوْقُوفَ إِلَّا أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ لَهُ حُكْمَ الرَّفْعِ. (بَابُ أَكْلِ الْجَرَادِ)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

12 جُمادیٰ الاُولیٰ 1443ھ/17 دسمبر 2021

روایت:17

تحقیقِ حدیث:

زندگی کا اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ دوسرا سلام پھیر سکوں!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: زندگی کا اتنا بھی بھروسہ نہیں کہ دوسرا سلام پھیر سکوں!

حدیث: یہ روایت مشہور ہے کہ: ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام سے پوچھا کہ: ’’تمہیں موت کے بارے میں کتنا علم ہے؟‘‘ تو ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جب صبح اُٹھتا ہوں تو شام آنے کا یقین نہیں ہوتا۔ دوسرے صحابی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں چار رکعات نماز کی نیت باندھتا ہوں تو مجھے یہ یقین نہیں ہوتا کہ میں یہ نماز مکمل کرسکوں گا یا نہیں۔ تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’تم لوگ تو موت کو دور سمجھتے ہو، جبکہ میری حالت یہ ہے کہ جب نماز میں ایک طرف سلام پھیر لوں تو پھر یہ یقین نہیں ہوتا کہ دوسری طرف سلام پھیر سکوں گا یا نہیں۔‘‘

تحقیقِ حدیث:

کتبِ احادیث سے مذکورہ روایت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

11 جُمادَی الاُولیٰ 1443ھ/16 دسمبر 2021

روایت:18

تحقیقِ روایت:

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی پکڑ کر جنت میں داخل ہونا!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: حضرت بلالؓ کا حضور اقدس ﷺ کی اونٹنی پکڑ کر جنت میں داخل ہونا!

روایت: یہ روایت مشہور ہے کہ: قیامت کے دن حضور اقدس ﷺ اونٹنی پر سوار ہوں گے جس کی نکیل حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکڑے ہوئے ہوں گے، یوں حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی اونٹنی کو لے کر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔

تحقیقِ روایت:

مذکورہ روایت کا کتبِ احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

5ذوالقعدہ1443ھ/5جون2022

روایت:19

تحقیقِ روایت:
سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے!

روایت: یہ روایت کافی مشہور ہے کہ: ’’الصِّدْق يُنْجِيْ والكَذِب يُهْلِك‘‘ کہ سچ نجات دیتا ہے، جبکہ جھوٹ ہلاک وبرباد کردیتا ہے۔

روایت کی تحقیق:

مذکورہ روایت ان الفاظ کے ساتھ حضور اقدس ﷺ سے ثابت نہیں، اس لیے ان الفاظ کو حضور ﷺ کی طرف منسوب کرکے بیان کرنا درست نہیں۔ البتہ یہ بات تو بالکل درست اور قرآن وحدیث کے موافق ہے کہ سچ نجات دیتا ہے، جبکہ جھوٹ ہلاک کردیتا ہے۔ اس لیے مذکورہ الفاظ کو حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کیے بغیر یوں ہی ایک حقیقت کے طور پر بیان کرنا درست ہے، اسی طرح یوں کہنا بھی درست ہے کہ قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سچ نجات دیتا ہے، جبکہ جھوٹ ہلاک کردیتا ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

8ذوالقعدہ1443ھ/8جون2022

روایت:20

تحقیقِ روایت:
کپڑے تہ کرکے رکھا کرو!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ روایت: کپڑے لپیٹ کر رکھا کرو، ورنہ تو انھیں شیطان پہن لیتا ہے!

روایت: حدیث میں ہے کہ: ''اپنے کپڑے لپیٹ کر یعنی تہ کرکے رکھا کرو کیوں کہ شیطان ایسے کپڑے پہن لیتا ہے کہ جو لپیٹ کر اور تہ کرکے نہ رکھے جائیں۔''

روایت کی تحقیق:

مذکورہ روایت ''المعجم الاوسط للطبرانی'' میں مذکور ہے، لیکن یہ روایت ناقابلِ اعتبار ہے، کیوں کہ اس میں ایک راوی عمر بن موسیٰ بن وجیہ ہے جس پر متعدد محدثین کرام کی جانب سے شدید جرح کی گئی ہے، نیز بعض حضرات نے اس مضمون کی روایات کے ناقابلِ اعتبار ہونے کی صراحت بھی فرمائی ہے۔اس لیے مذکورہ روایت کو بیان کرنا درست نہیں۔ملاحظہ فرمائیں:

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:

٨٥٩٩- عَنْ جَابِرٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «اطْوُوا ثِيَابَكُمْ تَرْجِعْ إِلَيْهَا أَرْوَاحُهَا، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا وَجَدَ ثَوْبًا مَطْوِيًا لَمْ يَلْبَسْهُ، وَإِذَا وَجَدَ مَنْشُورًا لَبِسَهُ».

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي «الْأَوْسَطِ»، وَفِيهِ عُمَرُ بْنُ مُوسَى بْنِ وَجِيهٍ، وَهُوَ وَضَّاعٌ.

(كِتَابُ اللِّبَاسِ: بَابُ طَيِّ الثِّيَابِ)

- التيسير بشرح الجامع الصغير:

(اطووا ثيابكم) أي لفوها فإنكم إذا طويتموها (ترجع إليها أرواحها) أي تبقى فيها قوتها (فإنّ الشيطان) إبليس أو المراد الجنس (إذا وجد ثوبا مطويا لم يلبسه) أي يمنع من لبسه (وإن وجده منشورا لبسه) فيسرع إليه البلى وتذهب منه البركة (طس عن جابر) بن عبد الله. وفيه كما حرّره الهيتمي وضاع، فكان على المؤلف حذفه. (حرف الهمزة)

- الفوائد المجموعة للشوكاني:

١٠- حديث: «طي القماش يزيد في زيه»، وفي لفظ: «طي الثوب راحة»، وفي لفظ: «اطووا

ثيابكم ترجع إليها أرواحها»، وفي لفظ: «اطووا ثيابكم لا تلبسها الجن» كلها واهية، وذكرها ابن طاهر في «موضوعاته». (كتاب اللباس والتختم)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
9ذوالقعدہ1443ھ/9جون2022

روایت:21

تحقیقِ حدیث:
درود پڑھنے پر فرشتے کا پانی میں غوطہ لگانا!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: درود پڑھنے پر فرشتے کا پانی میں غوطہ لگانا!

روایت: یہ روایت مشہور ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے، جس کے دو پَر ہیں: ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں، چنانچہ جب کوئی شخص درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ پانی میں غوطہ لگاتا ہے، پھر اپنے پروں کو جھاڑتا ہے، تو اللہ تعالیٰ ان سے گرنے والے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے، پھر یہ سارے فرشتے اس درود شریف پڑھنے والے شخص کے لیے قیامت تک استغفار کرتے رہتے ہیں۔

تبصرہ:

مذکورہ روایت کا کتبِ احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا حتی کہ نہ اس کی کوئی صحیح سند ملتی ہے اور نہ ہی کوئی ضعیف سند۔ اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ چنانچہ امام سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ روایت ذکر کرکے فرمایا کہ: مجھے اس کی سند کا علم نہیں۔

- القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيع ﷺ:

ويروى عنه ﷺ مما لم أقف على سنده: أن لله ملكًا له جناحان أحدهما بالمشرق والآخر بالمغرب، فإذا صلى العبد عليّ حبا انغمس في الماء ثم ينتفض فيخلق الله منه قطرة تقطر منه ملكًا يستغفر لذلك المصلي علي إلى يوم القيامة. (الباب الثاني: في ثواب الصلاة على رسول الله ﷺ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
14 محرم 1444ھ/13 اگست 2022

روایت:22

تحقیقِ حدیث:

تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب دنیا ومافیہا سے بہتر ہے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب دنیاومافیہا سے بہتر ہے!

یہ حدیث مشہور ہے کہ: تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب دنیاومافیہا (یعنی دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس) سے بہتر ہے۔

• بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع:

وَأَمَّا في رَكْعَتَي الْفَجْرِ فَالْأَمْرُ فيه على التَّفْصِيلِ الذي ذَكَرْنَا؛ لِأَنَّ إدْرَاكَ فَضِيلَةِ الِافْتِتَاحِ أَوْلَى من الِاشْتِغَالِ بِالنَّفْلِ؛ قال النبي ﷺ: «تَكْبِيرَةُ الِافْتِتَاحِ خَيْرٌ من الدُّنْيَا وما فيها».

(فَصْلٌ وَأَمَّا بَيَانُ ما يُكْرَهُ من سنن الصلاة)

تبصرہ:

متعدد روایات سے تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت اور اہمیت ثابت ہوتی ہے، لیکن مذکورہ روایت کا ان الفاظ کے ساتھ متقدمین کی کتب سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، البتہ یہ فقہ کی مشہور کتاب ''بدائع الصنائع'' میں کسی سند اور حوالے بغیر مذکور ہے، لیکن جیسا کہ اہلِ علم جانتے ہیں کہ محض اس بنیاد پر ان الفاظ کو حدیث قرار دینا اور ثابت ماننا مشکل ہے، اس لیے ان الفاظ کو حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

البتہ تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت سے متعلق بعض حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایسی روایات منقول ہیں جن میں تکبیرِ اولیٰ کو سو اُونٹوں سے بھی افضل اور بہتر قرار دیا گیا ہے، ایسی روایات اور تکبیرِ اُولیٰ کی فضیلت واہمیت پر مشتمل دیگر روایات کی روشنی میں مفہوم کے طور پر یوں کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ تکبیرِ اُولیٰ کا ثواب دنیاومافیہا سے بہتر ہے۔

اس لیے مذکورہ روایت اور اس کے الفاظ کو حدیث قرار دیے اور حضور اقدس ﷺ کی طرف منسوب کیے بغیر یوں ہی فضیلت کے طور پر بیان کرنے میں حرج معلوم نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

ذیل میں اس مضمون و مفہوم کی روایات ملاحظہ فرمائیں:

• الترغيب في فضائل الأعمال وثواب ذلك لابن شاهين:

١٠٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَمْزَةَ الْأَنْطَاكِيُّ: حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ نَجْدَةَ: حَدَّثَنَا أَبِي:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ الْوَهْبِيُّ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ الْوَلِيدِ، عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فِيهِمْ حُذَيْفَةُ، قَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: مَا يَسُرُّنِي أَنِّي فَاتَتْنِي التَّكْبِيرَةُ الْأُولَى مَعَ الْإِمَامِ وَأَنَّ لِي خَمْسِينَ مِنَ الْغَنَمِ. وَقَالَ الْآخَرُ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّهَا فَاتَتْنِي مَعَ الْإِمَامِ وَأَنَّ لِي مِائَةً مِنَ الْغَنَمِ. وَقَالَ الْآخَرُ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّهَا فَاتَتْنِي مَعَ الْإِمَامِ وَأَنَّ لِي مَا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ. وَقَالَ الْآخَرُ: مَا يَسُرُّنِي أَنَّهَا فَاتَتْنِي مَعَ الْإِمَامِ وَأَنِّي صَلَّيْتُ مِنَ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ إِلَى الْفَجْرِ، وَلَوْ فَعَلْتُ مَا رَأَيْتُ أَنِّيَ فَعَلْتُ مَا فَاتَتْنِي.

١٠٩- حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَبْدَةَ، وَهَارُونَ بْنِ رِئَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: التَّكْبِيرَةُ الْأُولَى وَصَلَاةُ الْقِيَامِ خَيْرٌ مِنْ إِبِلٍ أَلْفٍ.

- مصنف عبد الرزاق:

٢٠٢٠- عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ: أَنَّ رَجُلًا تَهَاوَنَ -أَوْ تَخَلَّفَ- عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى يُكَبِّرَ الْإِمَامُ، قَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ وَابْنُ عُمَرَ: لَمَا فَاتَكَ مِنْهَا خَيْرٌ مِنْ أَلْفٍ.

٢٠٢١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ عَنْ أَبِي يَحْيَى، عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: سَمِعْتُ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا مَنْ شَهِدَ بَدْرًا، قَالَ لِابْنِهِ: أَدْرَكْتَ الصَّلَاةَ مَعَنَا؟ قَالَ: أَدْرَكْتَ التَّكْبِيرَةَ الْأُولَى؟ قَالَ: لَا، قَالَ: لَمَا فَاتَكَ مِنْهَا خَيْرٌ مِنْ مِائَةِ نَاقَةٍ، كُلُّهَا سُودُ الْعَيْنِ.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

17 جُمادی الاُولیٰ 1442ھ/2 جنوری 2020

روایت:23

تحقیقِ حدیث:

شب وروز میں سو مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: شب و روز میں سو مرتبہ درود پڑھنے کی مخصوص فضیلت!

روایت: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص ہر روز سو مرتبہ درود شریف پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو دس لاکھ نیکیوں کا اجر عطا فرما دیتا ہے، اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرما دیتا ہے اور اس کے لیے سو مقبول صدقات کا اجر لکھ دیتا ہے، اور جو شخص مجھ پر درود شریف پڑھے پھر اس کا درود مجھے پہنچ جائے تو میں بھی اس پر درود پڑھتا ہوں جیسا کہ اس نے مجھ پر پڑھا ہے، اور جس شخص پر میں درود شریف پڑھوں اُس کو میری شفاعت نصیب ہوگی۔“

تبصرہ:

کثرت سے درود شریف پڑھنے کی فضیلت اور ترغیب صحیح احادیث سے ثابت ہے، لیکن مذکورہ روایت کا کتبِ احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، بلکہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے۔ اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور پھیلانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

- القَولُ البَدِيعُ في الصَّلاةِ عَلَى الحَبِيبِ الشَّفِيعِ ﷺ:

وعن أنس رفعه: «من صلى علي في يوم مائة مرة كتب الله له بها ألف ألف حسنة ومحا عنه ألف ألف سيئة وكتب الله له مائة صدقة مقبولة ومن صلى علي ثم بلغتني صلاته صليت عليه كما صلى علي ومن صليت عليه نالته شفاعتي». رواه أبو سعد في «شرف المصطفى»، وأحسبه لا يصح. (الباب الثاني في ثواب الصلاة على رسول الله ﷺ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
15 محرم 1444ھ/14 اگست 2022

روایت:24

تحقیقِ حدیث:
واقعہ معراج اور التحیّات کا پسِ منظر

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: واقعہ معراج اور التحیات کا پسِ منظر!

بعض کتب میں التحیّات سے متعلق یہ پسِ منظر لکھا ہے کہ معراج کی رات حضور اقدس ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے فرمایا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ (تمام قولی عبادتیں، فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں)، تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ (سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں)، تو حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ (سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر)۔

تبصرہ:

واقعہ معراج اور التحیات سے متعلق جتنی بھی معتبر احادیث کتبِ احادیث میں موجود ہیں اُن میں یہ واقعہ کہیں مذکور نہیں، حتی کہ امام العصر خاتمۃ المحدثین محقق جلیل حضرت علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ "العرف الشذی شرح سنن الترمذی" میں فرماتے ہیں کہ: "مجھے اس کی کوئی سند نہیں مل سکی۔"

اس لیے التحیات کا یہ پسِ منظر بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

- العرف الشذی شرح سنن الترمذی میں ہے:

وذكر بعض الأحناف: قال رسول الله ﷺ في ليلة الإسراء: «التحيات لله» إلخ، قال الله تعالى: السلام عليك أيها النبي إلخ، قال رسول الله ﷺ: «السلام علينا وعلى عباد الله» إلخ، ولكني لم أجد سند هذه الرواية، وذكره في «الروض الأنف». (باب ما جاء في التشهد)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

16 رجب المرجّب 1441ھ/12 مارچ 2020

روایت: 25، 26، 27

یومِ عاشورا سے متعلق چند غیر معتبر روایات

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

یومِ عاشورا سے متعلق چند غیر معتبر روایات!

عوام میں یومِ عاشورا سے متعلق متعدد ایسی روایات عام ہیں جو کہ منگھڑت یا غیر معتبر ہیں، ذیل میں ان میں سے چند روایات اور ان کا حکم ذکر کیا جاتا ہے۔

روایت 1: جو شخص عاشورا کے دن سرمہ لگائے گا تو اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔

روایت 2: جو شخص عاشورا کے دن غسل کرے گا تو اسے مرضِ موت کے سوا کوئی مرض لاحق نہ ہوگا۔

روایت 3: جس شخص نے عاشورا کے دن کسی مریض کی عیادت کی گویا کہ اس نے اولادِ آدم کے تمام مریضوں کی عیادت کی۔

تبصرہ:

یہ تمام روایت غیر معتبر ہیں، اس لیے ان پر یقین رکھنا اور انھیں آگے پھیلانا درست نہیں۔

- اللآلئ المصنوعة في الأحاديث الموضوعة:

ومن اغتسل يوم عاشوراء لم يمرض إلا مرض الموت، ومن اكتحل يوم عاشوراء لم ترمد عيناه تلك السنة كلها، ومن أمر يده على رأس يتيم فكأنما أمرها على يتامى ولد آدم كلهم، ومن عاد مريضًا يوم عاشوراء فكأنما عاد مرضى ولد آدم كلهم: موضوع، ورجاله ثقات، والظاهر أن بعض المتأخرين وضعه وركّبه على هذا الإسناد. (كتاب الصيام)

- تذكرة الموضوعات للعلامة محمد طاهر بن علي الهندي الفَتني:

فِي «الْمُخْتَصر»: «مَنِ اكْتَحَلَ بِالإِثْمِدِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لم ترمد عينه أبدا» لجَماعَة مَرْفُوعا، قَالَ الْحَاكِم: مُنكر. قلت: بل مَوْضُوع كَمَا قَالَ ابْن الْجَوْزِيّ، قَالَ المذنب: وَكَذَا قَالَ الصغاني. وَفِي «اللآلئ» ضَعِيف الْإِسْنَاد بِمرَّة: «مَنِ اكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ بِإِثْمِدٍ فِيهِ مِسْكٌ عُوفِيَ مِنَ الرَّمَدِ»، فِيهِ من هُوَ غير ثِقَة. (بَابُ الْفَاضِلَةِ مِنَ الأَوْقَاتِ وَالأَيَّامِ وَالْجُمُعَة وعاشوراء والكحل وسعة الرزق وَخلق كل شَيْء فِيهِ والشهور وَأَيَّام النحس وَمَا حدث فِيهَا من الْبدع)

• الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:

مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لَمْ يَمْرَضْ إِلا مَرَضَ الْمَوْتِ، وَمَنِ اكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ تِلْكَ السَّنَةَ كُلَّهَا، وَمَنْ أَمَرَّ يَدَهُ عَلَى رَأْسِ يَتِيمٍ فَكَأَنَّمَا أَمَرَّ يَدَهُ عَلَى يَتَامَى ولدِ آدَمَ كُلِّهِمْ، وَمَنْ عَادَ مَرِيضًا يَوْمَ عَاشُورَاءَ فَكَأَنَّمَا عَادَ مَرْضَى ولدِ آدَمَ كُلِّهِمْ. أَخْرَجَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَقَالَ: رِجَالُهُ ثِقَاتٌ، وَالظَّاهِرُ أَنَّ بَعْضَ الْمُتَأَخِّرِينَ وَضَعَهُ وَرَكَّبَهُ عَلَى هَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ ابْن عراق: قلب، قَالَ الذَّهَبِيّ: أَدخل عَلِيّ أَبِي طَالِبٍ مُحَمَّد بْن أَحْمَدَ العشاوي أَحَد رِوَاتِهِ فَحَدَّثَ بِهِ بِسَلامَةِ بَاطِن، وَفِي سَنَدِهِ أَبُو بَكْرٍ النَّجَّارُ وَقَدَ عَمَى بِآخِرِهِ، وَجَوَّزَ الْخَطِيبُ أَنْ يَكُونَ أَدْخَلَ عَلَيْهِ شَيْءٌ فَيَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ مِمَّا أَدْخَلَ عَلَيْهِ انْتَهَى. وَمن الْأَحَادِيث الْوَارِدَة فِي يَوْم عَاشُورَاء أَحَادِيث فضل الاكتحال فِيهِ، وَهِي لَا تَخْلُو من ضعف شَدِيد بل هِيَ مَوْضُوعَة.

(فَضْلُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ وَصِيَامِهِ)

• المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

٣١٣- حَدِيثُ: «مَنِ اكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ بِالإِثْمِدِ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنُهُ أَبَدًا» مَوْضُوعٌ، ابْتَدَعَهُ قَتَلَةُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.

• عمدة القاري شرح صحيح البخاري:

النوع السادس: ما ورد في صلاة ليلة عاشوراء ويوم عاشوراء وفي فضل الكحل يوم عاشوراء لا يصح، ومن ذلك حديث جويبر عن الضحاك عن ابن عباس رفعه: «من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا»، وهو حديث موضوع وضعفه قتلة الحسين رضي الله تعالى عنه. وقال الإمام أحمد: والاكتحال يوم عاشوراء لم يرو عن رسول الله ﷺ فيه أثر وهو بدعة.

(باب صيام يوم عاشوراء)

• فيض القدير شرح الجامع الصغير:

٨٥٠٦- (من اكتحل بالإثمد يوم عاشوراء لم يرمد أبدا)؛ لأن في الاكتحال به مزية للعين وتقوية للبصر ومدد للروح متصل ببصر العين فإذا اكتحل فذهبت الغشاوة وصل النفع إلى

بصر الروح ووجد له راحة وخفة فإذا كان ذلك منه في ذلك اليوم نال البركة فعوفي من الرمد. (هق) عن الحاكم عن عبد العزيز بن محمد عن علي بن محمد الوراق عن الحسين بن بشر عن محمد بن الصلت بن جويبر عن الضحاك (عن ابن عباس) ثم قال -أعني البيهقي-: إسناده ضعيف بمرة، قال: وجويبر ضعيف، والضحاك لم يلق ابن عباس اه. وقال الحاكم: منكر، وأنا أبرأ إلى الله من عهدة جويبر. فقال السخاوي: قلت بل هو موضوع. وقال الزركشي: لا يصح فيه أثر وهو بدعة. وقال ابن رجب في «لطائف المعارف»: كل ما روي في فضل الاكتحال والاختضاب والاغتسال فيه موضوع لا يصح. وقال ابن حجر: حديث إسناده واه جدا. وأورده ابن الجوزي في «الموضوعات» من هذا الوجه بسند ليس فيه غير أحمد بن منصور وهو إسناد مختلف بهذا المتن قطعا اه.

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
9محرم الحرام1442ھ/29 اگست2020

روایت:28

تحقیقِ حدیث:
پنج وقتہ نمازیں ترک کرنے پر پانچ نقصانات

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: پنج وقتہ نمازیں ترک کرنے پر پانچ نقصانات!

عوام میں یہ حدیث کافی مشہور ہے کہ: جس شخص نے نمازِ فجر چھوڑ دی تو اس کے رزق میں برکت نہ ہوگی، جس شخص نے نمازِ ظہر چھوڑ دی تو اس کے دل میں نور نہ ہوگا، جس شخص نے نمازِ عصر چھوڑ دی تو اس کے اعضا کی قوت جاتی رہے گی، جس شخص نے نمازِ مغرب چھوڑ دی تو اس کے کھانے میں لذت نہ رہے گی، جس شخص نے نمازِ عشا چھوڑ دی تو دنیا اور آخرت میں اس کو ایمان نصیب نہیں ہوگا۔

تبصرہ:

مذکورہ حدیث کا حضور اقدس ﷺ سے کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور آگے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

البتہ نماز ترک کرنے پر شدید وعیدیں قرآن اور معتبر احادیث سے ثابت ہیں، جن کا تقاضا یہی ہے کہ ہر مؤمن کو چاہیے کہ وہ نماز ترک کرنے سے بھرپور اجتناب کرے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

28 ربیع الاوّل 1442ھ/15 نومبر 2020

روایت:29

تحقیقِ حدیث:
نمازِ فجر کی سنتیں گھر میں ادا کرنے کی فضیلت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: نمازِ فجر کی سنتیں گھر میں ادا کرنے کی فضیلت !

یہ حدیث کافی رائج ہے حتی کہ ''خاتمہ بالخیر کا عجیب نسخہ'' کے عنوان سے بھی مشہور ہے کہ: جس نے نمازِ فجر کی سنتیں گھر میں ادا کیں تو اس کے رزق میں کشادگی آتی ہے، اس کے اور گھر والوں کے درمیان جھگڑے اور تنازعات کم ہو جاتے ہیں اور ایمان پر خاتمہ نصیب ہوتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی)

تبصرہ:

کتبِ احادیث سے مذکورہ حدیث کا کوئی معتبر ثبوت نہیں ملتا، حتی کہ کسی کمزور سند سے بھی یہ ثابت نہیں، بلکہ حضرت علامہ سخاوی رحمہ اللہ سے جب اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بے اصل ہے:

- الأجوبة المرضية فيما سئل السخاوي عنه من الأحاديث النبوية:

٢٤٧- وعن حديث: «من صلى سنة الفجر في بيته يوسع له في رزقه وتقل المنازعة بينه وبين أهله ويختم له بالإيمان».

فقلت: إنه لا أصل له.

اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور اس کو حدیث کہہ کر آگے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ واضح رہے کہ زیرِ نظر تحریر میں صرف مذکورہ حدیث سے متعلق تحقیق مقصود ہے، البتہ جہاں تک نمازِ فجر یا دیگر نمازوں کی سنتوں کو گھر میں ادا کرنے کا مسئلہ ہے تو وہ ایک الگ بحث ہے جس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
21 ربیع الثانی 1442ھ/ 7 دسمبر 2020

روایت:30

تحقیقِ حدیث:
شکر ہے کہ مجھے بے نمازی انسان نہیں بنایا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: شکر ہے کہ مجھے بے نمازی انسان نہیں بنایا!

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ: کتا کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے کتا بنایا، بندر نہیں بنایا۔ بندر کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے بندر بنایا، گدھا نہیں بنایا۔ گدھا کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے گدھا بنایا، خنزیر نہیں بنایا۔ خنزیر کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے خنزیر بنایا، لیکن بے نمازی انسان نہیں بنایا۔

یہ روایت لوگوں میں یوں بھی مشہور ہے کہ: کتا کہتا ہے کہ اے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے مجھے کتا بنایا لیکن بے نمازی انسان نہیں بنایا۔

تبصرہ:

مذکورہ دونوں روایات کا کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس لیے انھیں حدیث سمجھنے اور حدیث کہہ کر بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ البتہ جہاں تک نماز ترک کرنے کا تعلق ہے تو اس سے متعلق قرآن وسنت میں نہایت ہی شدید وعیدیں وارد ہوئی ہیں، جن کے پیشِ نظر کوئی بھی مسلمان نماز ترک کرنے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ اسی طرح صحیح اور معتبر روایات کے ہوتے ہوئے منگھڑت روایات بیان کرنے کوئی ضرورت نہیں رہتی، بلکہ منگھڑت روایات بیان کرنا ایک بہت بڑا جرم قرار پاتا ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

8 جُمادی الاُولیٰ 1442ھ/ 3 جنوری 2021

روایت:31

تحقیقِ حدیث:
ماہِ صَفر کے اِختتام کی خوشخبری دینے کی فضیلت

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: ماہِ صفر کے اِختتام کی خوشخبری دینے کی فضیلت!

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

من بشرني بخروج صفر بشرته بدخول الجنة.

ترجمہ: ”جس شخص نے مجھے ماہِ صفر ختم ہونے کی خوشخبری دی تو میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔“

تبصرہ:

یہ حدیث ہرگز نہیں بلکہ یہ ایک منگھڑت بات ہے، متعدد محدثین کرام نے اس کو بے بنیاد اور منگھڑت قرار دیا ہے، اس لیے اس کو حدیث سمجھنا یا اس کو آگے پھیلانا ہرگز جائز نہیں بلکہ یہ حضور سرورِ دو عالم ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے زمرے میں آتا ہے جس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے۔

- کَشف الخفاء ومُزیل الِالباس میں ہے:

٢٤١٨- «من بشرني بخروج صفر بشرته بالجنة» قال القاري في «الموضوعات» تبعا للصغاني: لا أصل له.

- موضوعاتِ صَغانی میں ہے:

١٠٠- ومنها قولهم: من بشرني بخروج صفر بشرته بدخول الجنة.

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

22صفر1441ھ/22اکتوبر2019

روایت:32

تحقیقِ حدیث:
ماہِ ربیع الاوّل کے آغاز کی خوشخبری دینے کی فضیلت

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: ماہِ ربیع الاوّل کے آغاز کی خوشخبری دینے کی فضیلت!

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ:

”جو شخص کسی دوسرے کو ماہِ ربیع الاوّل کی آمد کی خوشخبری سب سے پہلے دے گا (یا خوشخبری دے گا) تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“

تبصرہ:

یہ حدیث ہر گز نہیں بلکہ یہ ایک منگھڑت بات ہے۔ اس لیے اس کو حدیث سمجھنا یا اس کو آگے پھیلانا ہر گز جائز نہیں بلکہ یہ حضور ﷺ پر جھوٹ باندھنے کے زُمرے میں آتا ہے جس پر شدید وعید وارد ہوئی ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

22صفر1441ھ/22اکتوبر2019

روایت:33

تحقیقِ حدیث:
فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کی فضیلت!

حدیث:

عوام میں یہ حدیث مشہور ہے کہ: ’’جب حضور اقدس ﷺ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے حضرت عزرائیل علیہ السلام سے فرمایا کہ: کیا میری امت کو موت کی تکلیف برداشت کرنی پڑے گی؟ تو حضرت عزرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ: جی ہاں! ۔ تو حضور اقدس ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ: اے محمد! آپ کی امت اگر ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے گی تو موت کے وقت اس کا ایک پاؤں دنیا میں ہوگا اور دوسرا پاؤں جنت میں ہوگا۔‘‘

تبصرہ:

مذکورہ حدیث کا ان الفاظ کے ساتھ ثبوت نہیں ملتا، بلکہ یہ حدیث بے اصل معلوم ہوتی ہے، اس لیے اس کو حدیث سمجھنے اور آگے بیان کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ البتہ فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے پر جنت میں داخل ہونے کی فضیلت سے متعلق معتبر حدیث بھی ثابت ہے، جو کہ درج ذیل ہے۔

فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھنے پر جنت میں داخلے کی فضیلت:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جس نے ہر فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھی تو اس کے جنت میں داخل ہونے میں صرف موت ہی رکاوٹ ہے۔‘‘

یہ روایت محدثین کرام کے نزدیک معتبر اور قابلِ قبول ہے۔

- السنن الكبرى للنسائي:

٩٨٤٨- أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ بِشْرٍ، بِطَرَسُوسَ، كَتَبْنَا عَنْهُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ».

- مجمع الزوائد ومنبع الفوائد:

١٦٩٢٢- عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ».

١٦٩٢٣- وَفِي رِوَايَةٍ: «وَ(قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ)».

رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي «الْكَبِيرِ» وَ«الْأَوْسَطِ» بِأَسَانِيدَ، وَأَحَدُهَا جَيِّدٌ.

- بُلُوغُ الْمَرَامِ مِنْ أَدِلَّةِ الْأَحْكَامِ:

٣٢٦- وَعَنْ أَبِي أُمَامَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ». رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ.

(بَابُ صِفَةِ الصَّلَاةِ)

- التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي:

(من قرأ آية الكرسي دبر) أي عقب (كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة الا أن يموت) يعني لم يبق من شرائط دخول الجنة الا الموت، فكأنه يمنع ويقول: لا بد من حضوري أولا لتدخل الجنة. (ن حب عن أبي أمامة) بإسناد حسن، ووهم ابن الجوزي في وضعه. (حرف الميم)

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

٩٧٤- وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى أَعْوَادِ هَذَا الْمِنْبَرِ يَقُولُ: «مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ دُخُولَ الْجَنَّةِ إِلَّا الْمَوْتُ، وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ آمَنَهُ اللهُ عَلَى دَارِهِ وَدَارِ جَارِهِ وَأَهْلِ دُوَيْرَاتٍ حَوْلَهُ». رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي «شُعَبِ الْإِيمَانِ»، وَقَالَ: إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ.

اعْلَمْ أَنَّ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ يُعْمَلُ بِهِ فِي فَضَائِلِ الْأَعْمَالِ مَعَ أَنَّ صَدْرَ الْحَدِيثِ ذَكَرَهُ فِي الْحِصْنِ، وَرَمَزَ لِلنَّسَائِيِّ، وَابْنِ حِبَّانَ، وَابْنِ السُّنِّيِّ، وَقَالَ مِيرَكُ: كُلُّهُمْ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ،

وَقَالَ الْحَافِظُ الْمُنْذِرِيُّ: وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَالطَّبَرَانِيُّ بِأَسَانِيدَ أَحَدُهَا صَحِيحَةٌ، وَزَادَ الطَّبَرَانِيُّ فِي بَعْضِ طُرُقِهِ: «وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ»، وَإِسْنَادُهُ بِهَذِهِ الزِّيَادَةِ جَيِّدٌ أَيْضًا، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: لَكِنْ لَهُ شَاهِدٌ صَحِيحٌ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، رَوَاهُ النَّسَائِيُّ، وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ أَحَادِيثَ أُخَرَ فِي فَضْلِ آيَةِ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ، لَكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ: كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ اھ، وَتَعَدُّدُ الرِّوَايَاتِ يَدُلُّ عَلَى أَنَّ لَهَا أَصْلًا صَحِيحًا. (بَابُ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلَاةِ)

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
10ربیع الاوّل 1442ھ/28اکتوبر2020

روایت:34

تحقیقِ حدیث:

ماہِ رجب کے روزے گناہوں کا کفارہ!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: ماہِ رجب کے روزے گناہوں کا کفارہ!

حدیث: یہ روایت مشہور ہے کہ: "ماہِ رجب کے پہلے دن کا روزہ تین سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، دوسرے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے اور تیسرے دن کا روزہ ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ہے، پھر بقیہ دنوں میں سے ہر ایک دن کا روزہ ایک ایک مہینے کے گناہوں کا کفارہ ہے۔"

- الجامع الصغير للسيوطي:

٥٠٥١- «صَوْمُ أَوَّلِ يَوْمٍ مِنْ رَجَبٍ كَفَّارَةُ ثَلَاثِ سِنِينَ، وَالثَّانِي كَفَّارَةُ سَنَتَيْنِ، وَالثَّالِثِ كَفَّارَةُ سَنَةٍ، ثم كل يوم شهرا». (أبو محمد الْخَلال فِي فَضَائِل رَجَب) عَن ابْن عَبَّاس. (حرف الصاد)

تحقیقِ حدیث:

مذکورہ روایت غیر معتبر اور نہایت ہی ضعیف ہے جس کی وجہ سے یہ فضائل کے باب میں بھی قابلِ قبول نہیں، اس لیے اس کو بیان کرنے اور پھیلانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

1۔ مشہور محدث علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: یہ روایت نہایت ہی ضعیف ہے۔ اور حافظ ابن رجب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ماہِ رجب کے روزوں سے متعلق حضور اقدس ﷺ اور صحابہ کرام سے کوئی بھی خصوصی فضیلت کسی معتبر طریقے سے ثابت نہیں۔

- فيض القدير شرح الجامع الصغير:

٥٠٥١- (صوم أول يوم من رجب كفارة ثلاث سنين والثاني كفارة سنتين والثالث كفارة سنة ثم كل يوم شهرا) ..... (أبو محمد الخلال في فضائل رجب عن ابن عباس) حديث ضعيف جدا. قال ابن الصلاح وغيره: لم يثبت في صوم رجب نهي ولا ندب، وأصل الصوم مندوب في رجب وغيره. وقال ابن رجب: لم يصح في فضل صوم رجب بخصوصه شيء عن النبي ﷺ ولا عن أصحابه. (حرف الصاد)

2۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ماہِ رجب کے کسی بھی دن کے روزے کی خصوصی فضیلت سے متعلق کوئی بھی ایسی روایت ثابت نہیں جو کہ معتبر اور قابلِ استدلال ہو۔

• تبيين العجب بما ورد في شهر رجب للحافظ ابن حجر العسقلاني:

لم يرد في فضل شهر رجب، ولا في صيامه، ولا في صيام شيء منه معين، ولا في قيام ليلة مخصوصة فيه حديث صحيح يصلح للحجة.

اس سے بھی زیرِ نظر روایت کا غیر معتبر ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

وضاحت: ماہِ رجب کے روزوں کے تفصیلی حکم سے متعلق بندہ کا رسالہ ''ماہِ رجب: فضائل، اعمال، بدعات اور غلط فہمیاں'' ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

29 جُمادَی الثانیہ 1443ھ/2فروری 2022

روایت:35

تحقیقِ حدیث:
ماہِ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: ماہِ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے!

حدیث: یہ روایت مشہور ہے کہ: حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "ماہِ رجب اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے، ماہِ شعبان میرا مہینہ ہے اور ماہِ رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔"

تحقیقِ حدیث:

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ روایت کو موضوع، منگھڑت اور باطل روایات میں شمار کیا ہے، بلکہ اس جیسی متعدد روایات ذکر کرکے سبھی کو موضوع اور غیر معتبر قرار دیا ہے۔ دیکھیے:

- تبيين العجب بما ورد في شهر رجب للحافظ ابن حجر العسقلاني:

وورد في فضل رجب من الأحاديث الباطلة أحاديث لا بأس بالتنبيه عليها؛ لئلا يغتر بها.

فمنها: حديث: «رجب شهر الله، وشعبان شهري، ورمضان شهر أمتي». رواه أبو بكر النقاش المفسر: أنبأنا أحمد بن العباس الطبري: أنبأنا الكسائي: أنبأنا أبو معاوية عن الأعمش، عن إبراهيم، عن علقمة، عن أبي سعيد الخدري. وهو سند مركب، ولا يعرف لعلقمة سماع من أبي سعيد، والكسائي المذكور في السند لا يدري من هو، وليس هو على بن حمزة المقدسي؛ فإنه أقدم من هذه الطبقة بكثير. والعهدة في هذا الإسناد على النقاش. وقد رواه الحافظ الكبير أبو الفضل محمد بن ناصر في «أماليه»: أخبرنا أبو الفضل بن خيرون وأبو الخطاب بن البطر سماعا، وأبو علي ابن البناء إجازة، قالوا: أنبأنا أبو القاسم الحرفي: أنبأنا أبو بكر محمد بن الحسن النقاش: أنبأنا أبو عمرو أحمد بن العباس الطبري القيروي: أنبأنا الكسائي -قال ابن ناصر، هو أبو الحسن على بن حمزة الكسائي المقدسي الكوفي-: أنبأنا أبو معاوية: أنبأنا الأعمش عن إبراهيم، عن علقمة، عن أبي سعيد الخدري قال: قال رسول الله ﷺ: «إن عدة الشهور عند الله اثنا عشر شهرا في كتاب الله يوم خلق السموات والأرض منها أربعة حرم: رجب لا يقارنه من الأشهر أحد، ولذلك يقال له: شهر الله الأصم، وثلاثة

أشهر متواليات: يعني ذا القعدة وذا الحجة والمحرم. ألا وإن رجبا شهر الله، وشعبان شهري، ورمضان شهر أمتي ..... قال: وهذا حديث غريب عال من حديث أبي معاوية الضرير عن الأعمش. وهو غريب من حديث علقمة عن أبي سعيد، تفرد به أبو عمرو الطبري. ولا يعرف إلا من روايته. ولم نسمعه إلا من رواية أبي بكر النقاش عنه.

قلت: هذا الكلام لا يليق بأهل النقد. وكيف يروج مثل هذا الباطل على ابن ناصر، مع تحقيقه بأن النقاش وضاع دجال. نسأل الله العافية. فوالله ما حدث أبو معاوية، ولا من فوقه بشيء من هذا قط. وليس الكسائي علي بن حمزة المقدسي النحوي، فقد جزم بأنه غيره الإمام أبو الخطاب بن دحية، فقال: الكسائي المذكور لا يدري من هو؟ وقال بعد أن أخرج الحديث: هذا موضوع.

قلت: وللحديث طرق أخرى واهية أيضًا، وفي رواتها مجاهيل رويناه في «أمالي أبي القاسم بن عساكر» من طريق عصام بن طليق، عن أبي هارون العبدي، عن أبي سعيد الخدري، فذكره بطوله. وفيه زيادة ونقص، وتقديم وتأخير، وقال بعد قوله: «أنت آمن ومن صام من رجب ستة عشر يوما كان في أوائل من يزور الرحمن، وينظر إلى وجهه، ويسمع كلامه، ومن صام من رجب سبعة عشر يوما نصب الله على كل ميل من الصراط استراحة يستريح عليها، ومن صام من رجب ثمانية عشر يوما زاحم إبراهيم في قبته، ومن صام من رجب تسعة عشر يوما بنى الله له قصرا تجاه إبراهيم وآدم، يسلم عليهما، ويسلمان عليه، ومن صام من رجب عشرين يوما نادى مناد من عند الله: أما ما مضى فقد غفرت لك، فاستأنف العمل».

وله طريق أخرى: رويناها في «فضائل الأوقات» للبيهقي من طريق غنجار عن نوح بن أبي مريم، عن زيد العمي، عن يزيد الرقاشي، عن أنس، قال: قال رسول الله ﷺ: «خيرة الله من الشهور شهر رجب، وهو شهر الله، من عظم شهر رجب فقد عظم أمر الله أدخله جنات النعيم، وأوجب له رضوانه الأكبر، وشعبان شهري، فمن عظم شهر شعبان فقد عظم أمري،

ومن عظم أمري كنت له فرطا وذخرا يوم القيامة، وشهر رمضان شهر أمتي، فمن عظم شهر رمضان، وعظم حرمته، ولم ينتهكه، وصام نهاره، وقام ليله، وحفظ جوارحه، خرج من رمضان وليس عليه ذنب يطالبه الله تعالى به». قال البيهقي: هذا حديث منكر بمرة.

قلت: بل هو موضوع ظاهر الوضع، بل هو من وضع نوح الجامع، وهو أبو عصمة الذي قال عنه المبارك، لما ذكره لوكيع: عندنا شيخ يقال له: أبو عصمة، كان يضع الحديث، وهو الذي كانوا يقولون فيه: نوح الجامع جمع كل شيء إلا الصدق، وقال الخليلي: أجمعوا على ضعفه.

فائدہ: ماہِ رجب کے فضائل اور اعمال سے متعلق بندہ کا رسالہ ”ماہِ رجب: فضائل، اعمال، بدعات اور غلط فہمیاں“ ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

2رجب المرجّب1443ھ/4فروری2022

اوّل ایڈیشن: رجب1442ھ/فروری2021

انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی حیات سے متعلق متعدد احادیث وحکایات کی تحقیق

عقیدہ حیاتِ انبیاء کرام علیہم السلام

سے متعلق نو احادیث وحکایات کی تحقیق

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

پیش لفظ

بندہ نے کچھ عرصہ قبل ''موت، قبر اور برزخ سے متعلق بنیادی عقائد'' کے نام سے ایک تفصیلی رسالہ لکھا تھا، جس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی حیات سے متعلق تفصیلات اور متعدد دلائل بھی ذکر کیے تھے۔ پھر ارادہ ہوا کہ ان میں سے ہر حدیث کی مفصَّل تحقیق کی جائے تو اسی مقصد کے لیے ''سلسلہ اصلاحِ اَغلاط'' کے تحت کئی قسطوں میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی حیات سے متعلق متعدد احادیث کی تحقیق کی گئی، ساتھ میں کچھ احادیث اور حکایات کا مزید اضافہ بھی کیا گیا۔ اب ان قسطوں کو یکجا شائع کیا جارہا ہے تاکہ استفادہ میں سہولت رہے، البتہ ترتیب اور انداز قسطوں والا ہی رکھا گیا۔

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ زیرِ نظر قسطوں اور مجموعہ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی زندگی سے متعلق تفصیل بیان کرنا مقصود نہیں، بلکہ صرف اس سے متعلق متعدد احادیث اور حکایات کی تحقیق مقصود ہے، اس لیے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی زندگی سے متعلق تفصیلات کے لیے بندہ کا رسالہ ''موت، قبر اور برزخ سے متعلق بنیادی عقائد'' ملاحظہ فرمائیں۔

حضرات اہلِ علم سے درخواست ہے کہ اس تحریر میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیرًا

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرما کر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین، اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ مبین الرحمٰن
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
رجب1442ھ/فروری2021

فہرست

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر515:

تحقیقِ حدیث:

انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں!

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ”انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔“

1۔ یہ حدیث امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”مسند ابی یعلیٰ“ میں روایت فرمائی ہے:

٣٤٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». (مسند أنس بن مالك رضي الله عنه)

2۔ یہ روایت امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی اپنی کتاب ”حياة الأنبياء“ میں روایت فرمائی ہے:

٢- وَقَدْ رُوِيَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي بُكَيْرٍ عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ وَهُوَ فِيمَا أَخْبَرَنَا الثِّقَةُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالَ: أنبأ أَبُو عَمْرِو بْنُ حَمْدَانَ قَالَ: أنبأ أَبُو يَعْلَى الْمَوْصِلِيُّ: حدثنا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ: حدثنا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حدثنا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ».

حدیث کی تحقیق:

ذیل میں مذکورہ حدیث سے متعلق امت کے ائمہ کرام اور محدثین عظام کی تصریحات ذکر کی جاتی ہیں تاکہ یہ بات بخوبی واضح ہو جائے کہ مذکورہ حدیث بالکل صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

1۔ حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے ”فیض القدیر“ میں فرمایا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے:

٣٠٨٩: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»؛ لأنهم كالشهداء بل أفضل، والشهداء أحياء عند ربهم .... وهو حديث صحيح. (حرف الهمزة: فصل في المحلى بأل من هذا الحرف)

2۔ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”فتح الباری شرح صحیح البخاری“ میں امام بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے سے مذکورہ

حدیث ذکر کر کے اس کے راویوں کی توثیق بیان فرمائی، پھر فرمایا کہ: یہ حدیث ''مسند ابی یعلیٰ'' میں بھی اسی سند کے ساتھ روایت کی گئی ہے، پھر فرمایا کہ: امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

وَقَدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ، أَوْرَدَ فِيهِ حَدِيثَ أَنَسٍ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». أَخْرَجَهُ مِنْ طَرِيقِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ وَهُوَ مِنْ رِجَالِ الصَّحِيحِ، عَنِ الْمُسْتَلِمِ بْنِ سَعِيدٍ وَقَدْ وَثَّقَهُ أَحْمد وابن حبان، عَن الْحَجَّاج الْأَسود وَهُوَ بن أبي زِيَاد الْبَصْرِيّ وَقد وَثَّقَهُ أَحْمد وابن مُعِينٍ، عَنْ ثَابِتٍ عَنْهُ. وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَبُو يَعْلَى فِي «مُسْنَدِهِ» مِنْ هَذَا الْوَجْهِ، وَأَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ لَكِنْ وَقَعَ عِنْدَهُ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ وَهُوَ وَهْمٌ، وَالصَّوَابُ: الْحَجَّاجُ الْأَسْوَدُ كَمَا وَقَعَ التَّصْرِيحُ بِهِ فِي رِوَايَةِ الْبَيْهَقِيِّ، وَصَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيُّ.

(قوله: باب قول الله تعالى: واذكر في الكتٰب مريم إذ انتبذت من أهلها)

3۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''مرقاۃ المفاتیح'' میں مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

وَصَحَّ خَبَرُ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». (بَابُ الْجُمُعَةِ)

4۔ حضرت علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے ''وفاءُ الوفاء'' میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو امام ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کو صحیح قرار دیا ہے:

وروى ابن عدي في «كامله» عن ثابت عن أنس رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله ﷺ: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»، ورواه أبو يعلى برجال ثقات، ورواه البيهقي وصححه.

(الفصل الثاني في بقية أدلة الزيارة)

5۔ حضرت علامہ محدث ہیثمی رحمہ اللہ نے ''مجمع الزوائد'' میں فرمایا ہے کہ اس حدیث کو امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں:

١٣٨١٢- عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّارُ، وَرِجَالُ أَبِي يَعْلَى ثِقَاتٌ. (باب ذكر الأنبياء صلى الله عليهم وسلم)

6۔ حضرت علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ ''شرح الزرقانی علی موطأ امام مالک'' میں فرماتے ہیں کہ امام

بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں اس حدیث کو صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے:

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ، وَرَوَى فِيهِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». (بَابُ صِفَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام وَالدَّجَّالِ)

7۔ حضرت امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ ''فیض الباری شرح صحیح بخاری'' میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کرکے اس کی تصحیح کی ہے، اور امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ان کے ساتھ موافقت کی ہے:

وفي «البيهقي» عن أنس وصححه ووافقه الحافظ في المجلد السادس: «أنَّ الأنبياء أحياءٌ في قبورهم يصلون». (باب رَفْعِ الصَّوْتِ فِي الْمَسَاجِدِ)

مذکورہ محدثین کرام اور اکابرِامت کے علاوہ دیگر متعدد حضرات محدثین نے بھی اس حدیث کو صحیح اور اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے۔

وضاحتیں:

1۔ مذکورہ حدیث متعدد کتبِ احادیث میں روایت کی گئی ہے جن میں سے بعض کی سند کے بارے میں محدثین کرام نے کلام بھی کیا ہے، لیکن ماقبل میں جو امام ابو یعلیٰ رحمہ اللہ کی ''مسند ابی یعلیٰ'' اور امام بیہقی رحمہ اللہ کی ''حياة الأنبياء'' کے حوالے سے جس سند کے ساتھ مذکورہ حدیث ذکر ہوئی ہے تو اس کے تمام راوی ثقہ ہیں، جیسا کہ ''فتح الباری شرح صحیح البخاری'' کے حوالے سے ان کی توثیق ذکر ہوئی، اور انھی دو کتب کی روایت کردہ حدیث سے متعلق ماقبل میں حضرات محدثین کرام رحمہم اللہ کی تصحیح بھی ذکر ہوئی کہ ان کی روایت کردہ حدیث صحیح ہے۔

اس تفصیل سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہوجاتی ہے کہ جو ''مسند ابی یعلیٰ'' اور ''حياة الأنبياء'' کی صحیح سند والی روایت کو چھوڑ کر ضعیف سند والی روایت پیش کرکے کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ واضح رہے کہ یہ مغالطہ ہے۔ مذکورہ حدیث کے راویوں کی توثیق اور اس سے متعلق وارد ہونے والے شبہات کے تفصیلی

ازالے کے لیے دیکھیے کتاب: تسکین الصدور۔

2۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی مبارک قبروں میں نماز ادا کرنا کسی شرعی پابندی کے طور پر نہیں بلکہ لذت و سرور کے طور پر ہے۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
29 جُمادی الثانیہ 1442ھ/12 فروری 2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 516:

تحقیقِ حدیث:

نبی کریم ﷺ کا قبر مبارک کے قریب درود وسلام سننا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: نبی کریم ﷺ کا روضہ اقدس کے قریب درود وسلام سننا!

حدیث: حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: "جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں اسے خود سنتا ہوں، اور جو شخص مجھ پر دور سے درود پڑھتا ہے تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔"

- جلاء الأفهام لابن قیم:

وَقَالَ أَبُو الشَّيْخ فِي «كتاب الصَّلَاة على النَّبِي ﷺ»: حَدثنَا عبد الرَّحْمَن بن أَحْمد الْأَعْرَج: حَدثنَا الْحسن بن الصَّباح: حَدثنَا أَبُو مُعَاوِيَة: حَدثنَا الْأَعْمَش عَن أبي صَالح عَن أبي هُرَيْرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ: قَالَ رَسُول الله ﷺ: «من صلى على عِنْد قَبْرِي سمعته، وَمن صلى عَليّ من بعيد أعلمته». وَهَذَا الحَدِيث غَرِيب جدا. (الباب الأول: ما جاء في الصلاة على رسول الله ﷺ)

حدیث کی تحقیق:

1۔امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں حضرت ابوالشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے:

أَخْرَجَهُ أَبُو الشَّيْخِ فِي «كِتَابِ الثَّوَابِ» بِسَنَدٍ جَيِّدٍ بِلَفْظِ: «مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا بُلِّغْتُهُ». (488/6 دارالمعرفہ بیروت)

2۔ حضرت علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ نے "القول البدیع"میں حضرت ابوالشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے:

وعنه أيضًا -رضي الله عنه- قال: قال رسول الله ﷺ: «من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلى علي من بعيد أعلمته»، أخرجه أبو الشيخ في «الثواب» له من طريق أبي معاوية عن الأعمش عن أبي صالح عنه، ومن طريقه الديلمي، وقال ابن القيم: إنه غريب، قلت: وسنده جيد كما أفاده شيخنا. (الباب الرابع: فى تبليغه ﷺ سلام من يسلم عليه)

3۔ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاۃ المفاتیح"میں حضرت ابوالشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس

حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے:

٩٣٤- (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْتُهُ») (رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ) قَالَ مِيرَكُ نَقْلًا عَنِ الشَّيْخِ: وَرَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ، وَابْنُ حِبَّانَ فِي كِتَابِ ثَوَابِ الْأَعْمَالِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ. (18/3 دار الکتب العلمیہ)

4۔ حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے "التیسیر بشرح الجامع الصغیر" میں امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کی سند کو جید قرار دیا ہے:

(من صلى علي عند قبري سمعته، ومن صلي علي نائيا) أي بعيدا عني (أبلغته) أي أخبرت به على لسان بعض الملائكة؛ لان لروحه تعلقا بمقر بدنه الشريف وحرام على الارض أن تأكل أجساد الانبياء فحاله كحال النائم. (هب عن أبي هريرة) قال ابن حجر: إسناده جيد.

(حرف الميم)

5۔ علامہ علی بن محمد کنانی رحمہ اللہ نے بھی "تنزیہ الشریعۃ" میں حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اس حدیث کی سند کو جیّد قرار دیا ہے، جس کی عبارت آگے ذکر ہو گی ان شاءاللہ۔

حاصل یہ کہ امت کے متعدد حضرات محدثین نے حضرت ابو الشیخ کی سند کو جیّد قرار دیا ہے۔

وضاحتیں:

1۔ مذکورہ حدیث کی ایک سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر بھی ہیں جس پر متعدد محدثین کرام نے شدید کلام کیا ہے، لیکن اس سند سے ہمارا استدلال نہیں اور نہ ہی ہم نے اس کو ذکر کیا ہے، بلکہ ہمارا استدلال حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ حدیث سے ہے، جس کی سند کو جیّد قرار دیا گیا ہے اور اس سند کے تمام راوی ثقہ ہیں، اس میں محمد بن مروان السدی الصغیر سمیت کوئی بھی کمزور یا غیر معتبر راوی نہیں ہے۔ اس تفصیل سے اُن لوگوں کی غلطی واضح ہو جاتی ہے کہ جو امام ابو الشیخ کی جیّد سند والی روایت کو چھوڑ کر ضعیف سند والی روایت پیش کر کے کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف اور غیر معتبر ہے۔ یہ واضح مغالطہ ہے۔

2۔ مذکورہ حدیث کے مفہوم پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع ہے اور اسی کے مطابق اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ بھی ہے، گویا کہ اس حدیث کو تلقّی بالقبول بھی حاصل ہے، اس لیے یہ حدیث تعاملِ امت کی وجہ سے بھی درست اور معتبر ہے۔ اسی بنیاد پر یہ نکتہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ مذکورہ حدیث کی جس سند میں محمد بن مروان السدی الصغیر موجود ہے اُس سے اگرچہ ہمارا استدلال نہیں لیکن چوں کہ اس کا اور امام ابو الشیخ کی سند والی حدیث کا مفہوم ایک ہی ہے، اس لیے محمد بن مروان السدی الصغیر کی سند والی روایت بھی اہل السنۃ والجماعۃ کی تائید اور امت کے تعامل کی وجہ سے معتبر قرار پاتی ہے۔

3۔ مذکورہ حدیث کی تائید اُن احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں یہ مضمون مذکور ہے کہ فرشتے دور سے پڑھا جانے والا درود وسلام حضور اقدس ﷺ تک پہنچاتے ہیں اور حضور اقدس ﷺ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔ یہاں بھی یہ نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس مضمون کی روایات محمد بن مروان السدی الصغیر کی سند والی روایت کی تائید بھی کرتی ہیں، بلکہ اس کے لیے شاہد بھی بن سکتی ہیں۔

- مجموع فتاوى ابن تيمية:

وَاتَّفَقَ الْأَئِمَّةُ عَلَى أَنَّهُ يُسَلَّمُ عَلَيْهِ عِنْدَ زِيَارَتِهِ وَعَلَى صَاحِبَيْهِ؛ لِمَا فِي السُّنَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ رَجُلٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ». وَهُوَ حَدِيثٌ جَيِّدٌ. وَقَدْ رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ والدارقطني عَنْهُ: «مَنْ سَلَّمَ عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِي سَمِعْته وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا أُبْلِغْته». وَفِي إسْنَادِهِ لَيِّنٌ، لَكِنْ لَهُ شَوَاهِدُ ثَابِتَةٌ؛ فَإِنَّ إبْلَاغَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ مِنَ الْبُعْدِ قَدْ رَوَاهُ أَهْلُ السُّنَنِ مِنْ غَيْرِ وَجْهٍ، كَمَا فِي السُّنَنِ عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «أَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنْ الصَّلَاةِ يَوْمَ الْجُمْعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمْعَةِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». قَالُوا: كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْك وَقَدْ أَرَمْت؟ أَيْ بَلِيت. فَقَالَ: «إنَّ اللهَ تَعَالَى حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ لُحُومَ الْأَنْبِيَاءِ». وَفِي «النسائي» وَغَيْرِهِ عَنْهُ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «إنَّ اللهَ وَكَّلَ بِقَبْرِي مَلَائِكَةً يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ». (سئل عن قول بعضهم: الدعاء مستجاب عند قبور أربعة)

4۔ما قبل میں حضرت حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ کی کتاب ''جلاء الأفہام'' کے حوالے سے حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت ذکر ہوئی ہے جس کی سند کو متعدد جلیل القدر محدثین کرام نے جید قرار دیا ہے، البتہ اس کو حافظ ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی اسی کتاب میں غریب قرار دیا ہے، اس کے تفصیلی جواب کے لیے اور اسی طرح زیرِ بحث حدیث کے راویوں کی توثیق اور اس سے متعلق وارد ہونے والے شبہات کے تفصیلی ازالے کے لیے دیکھیے کتاب: تسکین الصدور۔

5۔زیرِ بحث حدیث میں امام اعمش رحمہ اللہ سے روایت کرنے والے ایک راوی تو امام ابو معاویہ رحمہ اللہ ہیں جو کہ امام ابو الشیخ کی سند میں موجود ہیں، جبکہ دوسرے راوی محمد بن مروان السدی الصغیر ہیں جو کہ امام بیہقی وغیرہ کی سند میں موجود ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ علی بن محمد کنانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام اعمش سے روایت کرنے میں السدی الصغیر کا متابع امام ابو معاویہ ہیں جو کہ امام ابو الشیخ کی سند میں موجود ہیں اور اس کی سند جید ہے، جیسا کہ امام سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ امام ابن حجر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے۔

- تنزيه الشريعة المرفوعة عن الأخبار الشنيعة الموضوعة:

(٢١) [حَدِيثٌ] «مَنْ صَلَّى على عندى قَبْرِي سَمِعْتُهُ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ نَائِيًا وَكَّلَ اللَّهُ بِهَا مَلَكًا يُبَلِّغُنِي، وَكُفِيَ أَمْرَ دُنْيَاهُ وَآخِرَتِهِ، وَكُنْتُ لَهُ شَهِيدًا وَشَفِيعًا» (خطّ) مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلا يَصح، فِيهِ مُحَمَّد بن مَرْوَان وَهُوَ السّديّ الصَّغِير، وَقَالَ الْعقيلِيّ: لَا أصل لهَذَا الحَدِيث. (تعقب) بِأَن الْبَيْهَقِيّ أخرجه فِي «الشّعب» من هَذَا الطَّرِيق، وتابع السّديّ عَن الْأَعْمَش فِيهِ أَبُو مُعَاوِيَة، أخرجه أَبُو الشَّيْخ فِي الثَّوَاب. (قلت:) وَسَنَده جيد كَمَا نَقله السخاوي عَن شَيْخه الْحَافِظ ابْن حجر وَالله أعلم. وَله شَوَاهِد من حَدِيث ابْن مَسْعُود وَابْن عَبَّاس وَأبي هُرَيْرَة، أخرجهَا الْبَيْهَقِيّ، وَمن حَدِيث أبي بكر الصّديق أخرجه الديلمي. وَمن حَدِيث عمار أخرجه الْعقيلِيّ من طَرِيق عَليّ بن قَاسم الْكِنْدِيّ. وَقَالَ: عَليّ بن الْقَاسِم شيعي فِيهِ نظر، لَا يُتَابع على حَدِيثه انْتهى. وَفِي «لِسَان الْمِيزَان»: أَن ابْن حبَان ذكر على بْن الْقَاسِم فِي الثِّقَات، وَقد تَابعه عبد الرَّحْمَن بن صَالح وَقبيصَة بن عقبَة. أخرجهُمَا الطَّبَرَانِيّ. (كتاب المناقب والمثالب بَاب فِيمَا يتَعَلَّق بالنبى ﷺ الْفَصْل الثَّانِي)

فوائد:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل فوائد حاصل ہوتے ہیں:

1۔ حضور اقدس ﷺ اپنی قبر مبارک کے پاس پڑھے گئے درود وسلام کو خود سنتے ہیں اور دور سے پڑھا گیا درود وسلام ان تک فرشتوں کے ذریعے پہنچادیا جاتا ہے۔

2۔ حضور اقدس ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں برزخی زندگی حاصل ہے، درود وسلام کو سننا اس کی دلیل ہے۔

3۔ حضور اقدس ﷺ کو یہ برزخی زندگی اسی قبر مبارک میں حاصل ہے جو کہ مدینہ منورہ میں ہے۔

4۔ حضور اقدس ﷺ ہر جگہ حاضر نہیں، بلکہ اپنے روضہ اقدس میں موجود ہیں، کیوں کہ اگر ہر جگہ حاضر ہوتے تو انھیں فرشتوں کے ذریعے درود وسلام پہنچانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ خود ہی سن لیا کرتے، یعنی یہ قریب اور دور کا فرق نہ ہوتا۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

30 جُمادی الثانیہ 1442ھ/13 فروری 2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر517:

تحقیقِ حدیث:

معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: معراج کی رات موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھنا!

حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: معراج کی رات میں ریت کے سرخ ٹیلے کے قریب حضرت موسیٰ کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

- صحیح مسلم میں ہے:

٦٣٠٦- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ وَسُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «أَتَيْتُ -وَفِي رِوَايَةِ هَدَّابٍ: مَرَرْتُ- عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ».

(باب مِنْ فَضَائِلِ مُوسَى ﷺ)

مذکورہ حدیث صحیح مسلم کے علاوہ حدیث کی متعدد کتب میں بھی موجود ہے، یہاں صرف صحیح مسلم ہی کے حوالے پر اکتفا کیا جا رہا ہے جو کہ کافی ہے۔

فوائد:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوئیں:

1۔ حضور اقدس ﷺ جب معراج کی رات مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ کا سفر فرما رہے تھے تو راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے قریب سے گزر ہوا، تو دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے تھے۔

2۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو قبروں میں برزخی حیات حاصل ہے۔

3۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز ادا کرنا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ انھیں یہ برزخی زندگی اسی دنیوی جسم میں حاصل ہے۔

4۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز ادا کرنا اس بات کی بھی دلیل ہے کہ انھیں دنیوی جسم میں جو

برزخی حیات حاصل ہے یہ اسی زمینی قبر میں حاصل ہے۔

5۔اس سے یہ بات بھی معلوم ہو جاتی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی برزخی حیات یعنی عالمِ برزخ میں ان کی مبارک روح کا ان کے مبارک جسم کے ساتھ تعلق اس قدر قوی ہے کہ وہ نماز بھی ادا کرتے ہیں۔

6۔ مذکورہ حدیث سے اہلُ السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کو اپنی قبروں میں دنیوی جسموں کے ساتھ برزخی حیات حاصل ہے اور وہ اپنی قبروں میں نماز بھی ادا کرتے ہیں۔

7۔ مذکورہ حدیث سے مسند ابی یعلیٰ کی اُس حدیث کی بخوبی تائید ہو جاتی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ :انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل ماقبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر 515 میں ملاحظہ فرمائیں۔ گویا کہ دونوں روایات سے ایک دوسرے کی تائید اور تقویت حاصل ہو جاتی ہے۔

وضاحت: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا اپنی مبارک قبروں میں نماز ادا کرنا کسی شرعی پابندی کے طور پر نہیں بلکہ لذت وسرور کے طور پر ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

یکم رجب 1442ھ/14 فروری 2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر518:

تحقیقِ حدیث:

عیسیٰ علیہ السلام کی روضہ اطہر پر حاضری اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جواب دینا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: عیسیٰ علیہ السلام کی روضہ اطہر پر حاضری اور حضور ﷺ کا جواب دینا!

حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: "قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں ابوالقاسم [یعنی محمد ﷺ] کی جان ہے! ضرور عیسیٰ بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے، وہ منصف امام اور عادل حاکم ہوں گے، سو ضرور وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، باہمی تنازعات اور بغض و کینہ کو دور کردیں گے، ان کے سامنے مال پیش کیا جائے گا لیکن وہ اسے قبول نہیں کریں گے، پھر اگر وہ میری قبر کے پاس کھڑے ہو کر "یا محمد!" کہیں گے تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا۔"

- مسند ابو یعلیٰ میں ہے:

٦٥٨٤- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عِيسَى: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أَبِي صَخْرٍ أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ، لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيُعْرَضَنَّ عَلَيْهِ الْمَالُ فَلَا يَقْبَلُهُ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَأُجِيبَنَّهُ». (مسند أبي هريرة رضي الله عنه)

حدیث کی تحقیق:

1۔ حضرت علامہ محدث ہیثمی رحمہ اللہ نے "مجمع الزوائد" میں مذکورہ حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث کے تمام راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں:

١٣٨١٣- عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ: «وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ، لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ إِمَامًا مُقْسِطًا وَحَكَمًا عَدْلًا، فَلَيَكْسِرَنَّ الصَّلِيبَ، وَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيرَ، وَلَيُصْلِحَنَّ ذَاتَ الْبَيْنِ، وَلَيُذْهِبَنَّ الشَّحْنَاءَ، وَلَيَعْرِضَنَّ الْمَالَ فَلَا يَقْبَلُهُ أَحَدٌ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، لَأُجِيبَنَّهُ». قُلْتُ: هُوَ فِي «الصَّحِيحِ» بِاخْتِصَارٍ. رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى، وَرِجَالُهُ رِجَالُ «الصَّحِيحِ». (باب ذكر الأنبياء صلى الله عليهم وسلم)

2۔اسی کے ہم معنی حدیث ''مستدرک حاکم''میں بھی ہے، جس کو امام حاکم اور امام ذہبی رحمہما اللہ دونوں نے صحیح قرار دیا ہے،اس کے آخر میں یہ الفاظ مذکور ہیں کہ: ''حضرت عیسیٰ ضرور میری قبر پر حاضر ہوں گے، یہاں تک کہ وہ مجھے سلام کریں گے اور میں ضرور اس کو جواب دوں گا۔''

٤١٦٢- أَخْبَرَنِي أَبُو الطَّيِّبِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْحِيرِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ مَوْلَى أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَيَهْبِطَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا، وَإِمَامًا مُقْسِطًا وَلَيَسْلُكَنَّ فَجًّا حَاجًّا، أَوْ مُعْتَمِرًا أَوْ بِنِيَّتِهِمَا، وَلَيَأْتِيَنَّ قَبْرِي حَتَّى يُسَلِّمَ وَلأَرُدَّنَ عَلَيْهِ».

هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ بِهَذِهِ السِّيَاقَةِ.

تعليق الذهبي في «التلخيص»: صحيح.

(ذِكْرُ نَبِيِّ اللهِ وَرُوحِهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمَا)

مذکورہ حدیث کی رو سے چند اہم باتیں:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہو جاتی ہیں:

1۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ واضح رہے کہ قیامت کے قریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں نازل ہونا ایک قطعی عقیدہ ہے جو کہ متواتر احادیث سے ثابت ہے اور اس کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

2۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر سلام عرض کریں گے اور ''یا محمد'' کہہ کر مخاطب ہوں گے،اور حضور اقدس ﷺ اس کا جواب دیں گے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ روضہ اطہر کے قریب درود وسلام کے لیے مخاطب اور حاضر ہی کا صیغہ استعمال کرنا چاہیے۔

3۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضور ﷺ کو ''یا محمد'' کہنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی

حضور اقدس ﷺ کے لیے قبر میں برزخی زندگی کے قائل ہیں۔

4۔ حضور اقدس ﷺ کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جواب دینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو اسی قبر مبارک میں برزخی زندگی حاصل ہے۔ چنانچہ امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ’’المطالب العالیہ‘‘ میں مسند ابی یعلیٰ کی مذکورہ حدیث ذکر کر کے اس پر یہی عنوان اور باب قائم کیا ہے کہ:

’’حياته ﷺ في قبره‘‘ یعنی قبر میں حضور اقدس ﷺ کی زندگی۔

5۔ مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ حضور اقدس ﷺ قبر مبارک کے قریب پڑھے گئے درود وسلام کو خود سنتے ہیں۔ گویا کہ یہ حدیث حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اُس حدیث کی تائید ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود وسلام پڑھتا ہے تو میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود وسلام پڑھتا ہے تو فرشتوں کے ذریعے مجھ تک پہنچادیا جاتا ہے۔‘‘ جس کی تفصیل ماقبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر 516 میں ملاحظہ فرمائیں۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

2رجب المرجب 1442ھ/15فروری 2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 519:

تحقیقِ حدیث:

اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور انھیں رزق دیا جاتا ہے!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور انھیں رزق دیا جاتا ہے!

حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ''جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو کیوں کہ یہ دن حاضری کا ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے تو وہ مجھ پر پیش کیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو جائے۔'' تو میں نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا کہ آپ کی وفات کے بعد بھی درود پیش کیا جاتا ہے؟؟ تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ: ''جی ہاں! وفات کے بعد بھی، کیوں کہ اللہ نے زمین پر یہ بات حرام کی ہے کہ وہ انبیاء کے جسموں کو کھائے، سو اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔''

- سنن ابن ماجہ میں ہے:

١٦٣٧- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَيْمَنَ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ نُسَيٍّ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؛ فَإِنَّهُ مَشْهُودٌ، تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ، وَإِنَّ أَحَدًا لَنْ يُصَلِّيَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا»، قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللهِ حَيٌّ يُرْزَقُ».

حدیث کی تحقیق:

1۔ حضرت محدث ملا علی قاری رحمہ اللہ نے ''مرقاۃ المفاتیح'' میں اس کی سند کو جید قرار دیا ہے:

(رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ) أَيْ بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ، نَقَلَهُ مِيرَكُ عَنِ الْمُنْذِرِيِّ، وَلَهُ طُرُقٌ كَثِيرَةٌ بِأَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَةٍ. (بَابُ الْجُمُعَةِ)

2۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے بھی ''تہذیب التہذیب'' میں اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے:

٧٣٠- ق- زيد بن أيمن. روى عن عبادة بن نسي. وعنه سعيد بن أبي هلال، وذكره ابن حبان

في الثقات، روى له ابن ماجه حديثا واحدا في فضل الصلاة على النبي صلى الله عليه وآله وسلم. قلت: رجاله ثقات، لكن قال البخاري: زيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسل.
(من اسمه زيد)

3۔ حضرت علامہ شہاب بوصیری رحمہ اللہ نے "مصباح الزجاجہ" میں اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے:

هذا إسناد رجاله ثقات، إلا أنه منقطع في موضعين: عبادة بن نسي روايته عن أبي الدرداء مرسلة، قال العَلاءُ، وزيد بن أيمن عن عبادة بن نسي مرسلة، قاله البخاري.
(باب في وفاة رسول الله ﷺ ودفنه وغير ذلك)

4۔ حضرت علامہ عزیزی رحمہ اللہ نے "السراج المنیر" میں اس کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے:

«أكثروا من الصلاة علي يوم الجمعة فإنه يوم مشهود تشهده الملائكة» أي تحضره فتقف على أبواب المساجد، يكتبون الأول فالأول ويصافحون المصلين ويستغفرون لهم، «وإن أحدًا لن يصلي علي إلا عرضت علي صلاته حين يفرغ منها» .... «قال أبو الدرداء: قلت: وبعد الموت يا رسول الله؟ قال: وبعد الموت، إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، فنبي الله حي يرزق» ..... عن أبي الدرداء، ورجاله ثقات. (حرف الهمزة)

5۔ علامہ شہاب الدین توربشتی رحمہ اللہ نے "المیسر فی شرح المصابیح" میں اس حدیث کو قبول کر کے اس سے استدلال کیا ہے:

ثبت- عندنا- بالنص الصحيح: أن الله تعالى حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء، وقال ﷺ: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون»، وقال: «ونبي الله حي يرزق». (باب دفن الميت)

فوائد:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل باتیں ثابت ہو جاتی ہیں:

1۔ جمعہ کے دن کثرت سے درود شریف کا اہتمام کرنا چاہیے۔

2۔ امتی جب درود شریف پڑھتا ہے تو وہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے اور ان تک پہنچا دیا

جاتا ہے۔ اس بات کی تائید حضرت امام ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اُس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود و سلام پڑھتا ہے تو میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود و سلام پڑھتا ہے تو فرشتوں کے ذریعے مجھ تک پہنچادیا جاتا ہے۔“ جس کی تفصیل ما قبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر516 میں ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ عالمِ برزخ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس ارواح کا اپنے مبارک جسموں کے ساتھ اس قدر قوی تعلق ہوتا ہے کہ ان کے مبارک جسم مٹی میں نہیں ملتے بلکہ محفوظ رہتے ہیں۔

4۔ عالمِ برزخ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو برزخی حیات حاصل ہوتی ہے اور انھیں رزق دیا جاتا ہے۔

وضاحتیں:

1۔ مذکورہ حدیث کی تائید اور تقویت کا ایک پہلو یہ ہے کہ شہید کے زندہ ہونے اور اسے رزق دیے جانے کا ذکر قرآن کریم سے ثابت ہے، اور یہ بات تو ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا مقام شہید سے بڑھ کر ہوتا ہے، اس لیے اس سے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو عالمِ برزخ میں حیات اور رزق کا حاصل ہونا بہ درجہ اَولی ثابت ہو جاتا ہے۔ گویا کہ قرآن کریم سے بطورِ دلالۃ النص مذکورہ حدیث کی تائید اور تقویت ہو جاتی ہے۔

2۔ مذکورہ حدیث میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی برزخی زندگی سے متعلق دو جملے مذکور ہیں: ایک جملہ تو یہ ہے کہ عالمِ برزخ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک جسم محفوظ رہتے ہیں۔ جبکہ دوسرا اور آخری جملہ یہ کہ نبی زندہ ہوتا ہے اور انھیں رزق دیا جاتا ہے۔ جہاں تک پہلے جملے کا تعلق ہے تو یہی حدیث اسی مضمون کے ساتھ حضرت اوس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت ہے البتہ اس میں یہ دوسرا اور آخری جملہ موجود نہیں، جیسا کہ ”سنن ابی داود“ میں ہے:

١٠٤٩- حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللهِ: حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ أَبِي الأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ، وَفِيهِ النَّفْخَةُ، وَفِيهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ

الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ». قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ، وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ؟ يَقُولُونَ: بَلِيتَ؟ فَقَالَ: «إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الأَرْضِ أَجْسَادَ الأَنْبِيَاءِ». (باب فَضْلِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ)

گویا کہ سوائے دوسرے یعنی آخری جملے کے باقی تمام حدیث کی تائید حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث سے بھی ہو جاتی ہے۔

جہاں تک دوسرے یعنی آخری جملے کا تعلق ہے تو اس کی تائید مسند ابی یعلیٰ میں موجود حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اُس صحیح حدیث سے ہو جاتی ہے جس میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے اپنی قبروں میں زندہ ہونے اور نماز ادا کرنے کا ذکر ہے، جس کی تفصیل ما قبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر 515 میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ذیل میں روایت کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں:

٣٤٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». (مسند أنس بن مالك رضي الله عنه)

اسی طرح اس دوسرے جملے کی تائید قرآنی آیات سے دلالۃ النص کے طور پر بھی ہوتی ہے جیسا کہ ما قبل میں تفصیل ذکر ہوئی۔ گویا کہ زیرِ بحث حدیث کی تائید و تقویت قرآن وحدیث کی متعدد نصوص سے بھی بخوبی ہو جاتی ہے۔

3۔ مذکورہ حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، البتہ اس پر یہ شبہ ہے کہ متعدد محدثین کرام نے اس کی سند کو منقطع قرار دیا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو اس روایت کا منقطع ہونا تسلیم نہیں، کیوں کہ خود حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ زید بن ایمن عبادہ بن نسی سے براہ راست روایت کرتے ہیں۔ دوم یہ کہ اگر اس کا منقطع اور مرسل تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی متعدد محدثین کرام کے نزدیک مرسل اور منقطع روایت حجت اور دلیل بن سکتی ہے، خصوصًا جبکہ راوی بھی ثقہ ہیں، جس کی تفصیل متعلقہ کتب میں سہولت سے ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

سوم یہ کہ اس روایت کی تائید اور تقویت قرآن کریم اور صحیح احادیث سے بھی ہوتی ہے جیسا کہ ماقبل میں تفصیل ذکر ہوئی۔ چہارم یہ کہ حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ کا اس کی سند کو جید قرار دینا بھی اس کے قابلِ قبول اور معتبر ہونے کی دلیل ہے۔ اس لیے ایسے متعدد امور کی وجہ سے یہ حدیث معتبر ہے اور اس میں انقطاع کا ہونا کوئی عیب نہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: تسکین الصدور۔

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
3رجب المرجب1442ھ/16فروری2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 520:

تحقیقِ حدیث:

حضور اقدس ﷺ اُمتی کے سلام کا جواب دیتے ہیں!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُمتی کے سلام کا جواب دیتے ہیں!

حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص بھی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف متوجہ فرمادیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔“

- سنن ابی داود میں ہے:

٢٠٤٣- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَوْفٍ: حَدَّثَنَا الْمُقْرِئُ: حَدَّثَنَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي صَخْرٍ حُمَيْدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ قُسَيْطٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِى حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ». (باب زِيَارَةِ الْقُبُورِ)

حدیث کی تحقیق:

1۔ حضرت امام نووی رحمہ اللہ نے ”الاذکار“ میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:

٦٣٩- وروينا فيه [أي في سنن أبي داود] أيضًا بإسناد صحيح عن أبي هريرة أيضًا: أن رسول الله ﷺ قال: «ما من أحدٍ يُسلمُ علي إلا رد الله علي روحي حتى أرد عليه السلام».

(كتاب الصلاة على رسول الله ﷺ)

2۔ حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ”فتح الباری“ میں اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے:

تَقَدَّمَ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ». وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ.

(قَوْلُهُ: بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَاذْكُرْ فِي الْكتب مَرْيَم إِذْ انتبذت من أَهلهَا)

3۔ حضرت علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی رحمہ اللہ نے ”شرح الزرقانی علی موطأ امام مالک“ میں اس حدیث کے راویوں کو ثقہ قرار دیا ہے:

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ»،

أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ. (صِفَةِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَام وَالدَّجَّالِ)

4۔ حضرت علامہ عزیزی رحمہ اللہ نے "السراج المنیر" میں اس حدیث کی سند کو حسن قرار دیا ہے:

(ما من أحد يسلم علي إلا رد الله على روحي) أي رد على نطقي؛ لأنه حي دائما، وروحه لا تفارقه؛ لأن الأنبياء أحياء في قبورهم (حتى أرد عليه السلام) (د) عن أبي هريرة، وإسناده حسن. (حرف الميم)

5۔ حضرت امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے "مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ" میں اس حدیث کی سند کو جید قرار دیا ہے:

وَقَدِ احْتَجَّ أَحْمَدُ وَغَيْرُهُ بِالْحَدِيثِ الَّذِي رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو داود بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ مِنْ حَدِيثِ حيوة بْنِ شريح الْمِصْرِيِّ: حَدَّثَنَا أَبُو صَخْرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ قسيط عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ».

6۔ حضرت علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے "وفاء الوفاء" میں اس حدیث کی سند کو امام سبکی رحمہ اللہ کے حوالے سے صحیح قرار دیا ہے:

روى أبو داود بسند صحيح كما قال السبكي عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه: أن رسول الله ﷺ قال: «ما من أحد يسلم عليّ إلا ردّ الله عليّ روحي حتى أرد عليه السلام».

(الفصل الثاني في بقية أدلة الزيارة وإن لم تتضمّن لفظ الزيارة نصّا)

7۔ حضرت علامہ عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے "التیسیر بشرح الجامع الصغیر" میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:

(ما من أحد يسلم علي الا رد الله علي روحي) .... (حتى أرد) .... (عليه السلام) .... (د عن أبي هريرة) وإسناده صحيح. (حرف الميم)

8۔ حضرت علامہ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "مرقاۃ المفاتیح" میں اس حدیث کی سند کو حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے حسن جبکہ امام نووی رحمہ اللہ کے حوالے سے صحیح قرار دیا ہے:

٩٢٥- (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ

رُوحِي») قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: أَيْ نُطْقِي («حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ») .... (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ)، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَابْنُ عَسَاكِرَ، وَسَنَدُهُ حَسَنٌ، بَلْ صَحَّحَهُ النَّوَوِيُّ فِي «الْأَذْكَارِ» وَغَيْرِهِ. (كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِهَا)

فوائد:

مذکورہ حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1۔ حضور اقدس ﷺ ہر امتی کے سلام کا جواب دیتے ہیں، اگر کوئی امتی روضہ اقدس کے قریب سلام پیش کرے تو حضور اقدس ﷺ خود سن کر جواب دیتے ہیں، اور اگر کوئی امتی دور سے سلام پیش کرے تو فرشتوں کے ذریعے حضور اقدس ﷺ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ پھر وہ اس کا جواب دیتے ہیں۔ جس کی تفصیل ماقبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر 516 میں ملاحظہ فرمائیں۔

2۔ حضور اقدس ﷺ کو عالمِ برزخ میں اپنی قبر مبارک میں حیات حاصل ہے تبھی تو وہ امتی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

مذکورہ حدیث کے معنی سے متعلق ضروری وضاحت:

مذکورہ حدیث میں ''رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي'' کے معنی یہ نہیں کہ امتی جب سلام پیش کرتا ہے تو اس کا جواب دینے کے لیے حضور اقدس ﷺ کے مبارک جسم میں روح مبارک لوٹا دی جاتی ہے یعنی داخل کردی جاتی ہے اور پھر جواب دینے کے بعد دوبارہ خارج کردی جاتی ہے، یہ مطلب امت کے جلیل القدر اہلِ علم نے مراد ہی نہیں لیا، بلکہ ان حضرات نے اس حدیث کے متعدد معانی بیان فرمائے ہیں، جن میں سے ایک معنی یہ ہے کہ چوں کہ حضور اقدس ﷺ کی روح مبارک اللہ تعالیٰ کی ذات و تجلیات اور عالمِ بالا کے مشاہدات میں مستغرق رہتی ہے اس لیے جب کوئی امتی آپ ﷺ پر سلام پیش کرتا ہے تو ان کی روح مبارک اس طرف متوجہ کردی جاتی ہے تاکہ وہ سلام کا جواب دے سکیں۔ یہی مطلب امت کے جلیل القدر اہلِ علم نے مراد لیا ہے۔

حدیث کے الفاظ ”رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي“ سے روح لوٹانے اور داخل کرنے کا حقیقی مطلب مراد نہ لینے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ متعدد صحیح روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ سمیت تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ حیات ان کو دائمی طور پر حاصل ہے، تو اگر یہ معنی مراد لیا جائے کہ جواب دینے کے لیے روح لوٹا دی جاتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ سلام کا جواب دینے سے پہلے روح مبارک جسم میں نہ تھی اور نہ ہی جواب دینے کے لیے کوئی حیات حاصل تھی، جس کی وجہ سے زیرِ بحث حدیث کا دیگر احادیث کے ساتھ ٹکراؤ پیدا ہوگا اور یہ معنی دیگر احادیث کے خلاف ہوگا۔

زیرِ بحث حدیث کے صحیح معنی اور اس پر وارد ہونے والے شبہات کے جوابات کے لیے دیکھیے:

- السراج المنير شرح الجامع الصغير في حديث البشير النذير للعزيزي:

(ما من أحد يسلم علي إلا رد الله على روحي) أي رد على نطقي؛ لأنه حي دائما، وروحه لا تفارقه؛ لأن الأنبياء أحياء في قبورهم (حتى أرد عليه السلام) (د) عن أبي هريرة، وإسناده حسن. (حرف الميم)

- فتح الباري لابن حجر:

وَمِمَّا يُشْكِلُ عَلَى مَا تَقَدَّمَ مَا أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ»، وَرُوَاتُهُ ثِقَاتٌ. وَوَجْهُ الْإِشْكَالِ فِيهِ: أَنَّ ظَاهِرَهُ أَنَّ عَوْدَ الرُّوحِ إِلَى الْجَسَدِ يَقْتَضِي انْفِصَالَهَا عَنْهُ وَهُوَ الْمَوْتُ. وَقَدْ أَجَابَ الْعُلَمَاءُ عَنْ ذَلِكَ بِأَجْوِبَةٍ، أَحَدِهَا: أَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ: «رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي» أَنَّ رَدَّ رُوحِهِ كَانَتْ سَابِقَةً عَقِبَ دَفْنِهِ، لَا أَنَّهَا تُعَادُ ثُمَّ تُنْزَعُ ثُمَّ تُعَادُ. الثَّانِي: سَلَّمْنَا لَكِنْ لَيْسَ هُوَ نَزْعَ مَوْتٍ بَلْ لَا مَشَقَّةَ فِيهِ. الثَّالِثُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالرُّوحِ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِذَلِكَ. الرَّابِعُ: الْمُرَادُ بِالرُّوحِ النُّطْقُ فَتَجُوزُ فِيهِ مِنْ جِهَةِ خِطَابِنَا بِمَا نَفْهَمُهُ. الْخَامِسُ: أَنَّهُ يَسْتَغْرِقُ فِي أُمُورِ الْمَلَإِ الْأَعْلَى فَإِذَا سَلَّمَ عَلَيْهِ رَجَعَ إِلَيْهِ فَهْمُهُ لِيُجِيبَ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ.

(قَوْلُهُ: بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَاذْكُرْ فِي الْكتب مَرْيَم إِذْ انتبذت من أَهلهَا)

- مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح:

٩٢٥- (وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي») قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: أَيْ نُطْقِي («حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ»)، أَيْ: أَقُولُ: وَعَلَيْكَ السَّلَامُ، قَالَ الْقَاضِي: لَعَلَّ مَعْنَاهُ أَنَّ رُوحَهُ الْمُقَدَّسَةَ فِي شَأْنٍ مَا فِي الْحَضْرَةِ الْإِلَهِيَّةِ، فَإِذَا بَلَغَهُ سَلَامُ أَحَدٍ مِنَ الْأُمَّةِ رَدَّ اللهُ تَعَالَى رُوحَهُ الْمُطَهَّرَةَ مِنْ تِلْكَ الْحَالَةِ إِلَى رَدِّ مَنْ سَلَّمَ عَلَيْهِ، وَكَذَلِكَ عَادَتُهُ فِي الدُّنْيَا يَفِيضُ عَلَى الْأُمَّةِ مِنْ سَبَحَاتِ الْوَحْيِ الْإِلَهِيِّ، مَا أَفَاضَهُ اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ، فَهُوَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فِي الدُّنْيَا وَالْبَرْزَخِ وَالْآخِرَةِ فِي شَأْنِ أُمَّتِهِ. وَقَالَ ابْنُ الْمَلَكِ: رَدُّ الرُّوحِ كِنَايَةٌ عَنْ إِعْلَامِ اللهِ إِيَّاهُ بِأَنَّ فُلَانًا صَلَّى عَلَيْهِ، وَقَدْ أَجَابَ السُّيُوطِيُّ عَنِ الْإِشْكَالِ بِأَجْوِبَةٍ أُخْرَى فِي رِسَالَةٍ لَهُ. (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ، وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الدَّعَوَاتِ الْكَبِيرِ)، قَالَ ابْنُ حَجَرٍ: وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ، وَابْنُ عَسَاكِرَ، وَسَنَدُهُ حَسَنٌ، بَلْ صَحَّحَهُ النَّوَوِيُّ فِي «الْأَذْكَارِ» وَغَيْرِهِ.

(كِتَابُ الصَّلَاةِ بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَفَضْلِهَا)

- التيسير بشرح الجامع الصغير للمناوي:

(ما من أحد يسلم علي الا رد الله علي روحي) أي رد علي نطقي؛ لأنه حي دائما، وروحه لا تفارقه؛ لأن الانبياء أحياء في قبورهم (حتى أرد) غاية لرد في معنى التعليل أي من أجل أن أرد (عليه السلام). ومن خص الرد بوقت الزيارة فعليه البيان. فالمراد بالروح: النطق مجازا، وعلاقة المجاز أن النطق من لازمه وجود الروح وهو في البرزخ مشغول بأحوال الملكوت مأخوذ عن النطق بسبب ذلك. (د عن أبي هريرة) وإسناده صحيح. (حرف الميم)

- فيض الباري شرح صحيح البخاري للكشميري:

وحينئذٍ انكشف معنى قوله ﷺ عند أبي داود: «ما من أحدٍ يُسلِّم عليَّ إلا ردَّ اللهُ عليَّ رُوحي، فأُسَلِّمُ عليه» -بالمعنى- أي كان النبيُّ ﷺ مُعَطَّلا عن ذلك الجانب، مشغولا بجناب القُدُس، فإذا سُلِّمَ عليه يَرُدُّ الله عليه روحه ويُشْغِلُه بذلك الجانب، حتى يَرُدَّ عليه السلام، وليس معناه الإِحياء والإِماتة. (باب الأَذَانِ بَعْدَ ذَهَابِ الوَقْت)

ایک شبہ کاازالہ:

ماقبل میں "رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوحِي" کا جو مطلب بیان کیا گیا ہے کہ اس سے روح مبارک کا متوجہ ہونا مراد ہے، تو اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ پر تو سلام مسلسل پیش کیا جاتا ہے کہ کوئی لمحہ بھی اس سے خالی نہیں ہوتا تو پھر استغراق سے متوجہ ہونا کیسے ہو سکتا ہے کہ روح مبارک تو ہر وقت متوجہ ہی رہتی ہو گی؟

اس کا جواب حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے "فتح الباری" میں یہ دیا ہے کہ برزخ اور آخرت کے معاملات عقل سے سمجھ نہیں آسکتے۔ یعنی کہ جس طرح حدیث سے ثابت ہیں اسی کو تسلیم کر لینا چاہیے، چاہے عقل میں آئیں یا نہ آئیں، ان کی تفصیلات اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دینی چاہییں۔

وَقَدِ اسْتُشْكِلَ ذَلِكَ مِنْ جِهَةٍ أُخْرَى وَهُوَ أَنَّهُ يَسْتَلْزِمُ اسْتِغْرَاقَ الزَّمَانِ كُلِّهِ فِي ذَلِكَ لِاتِّصَالِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ عَلَيْهِ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ مِمَّنْ لَا يُحْصَى كَثْرَةً. وَأُجِيبَ بِأَنَّ أُمُورَ الْآخِرَةِ لَا تُدْرَكُ بِالْعَقْلِ، وَأَحْوَالُ الْبَرْزَخِ أَشْبَهُ بِأَحْوَالِ الْآخِرَةِ. وَاللهُ أَعْلَمُ.
(قَوْلُهُ: بَابُ قَوْلِ اللهِ تَعَالَى: وَاذْكُرْ فِي الْكتب مَرْيَم إِذْ انتبذت من أَهلهَا)

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

4رجب المرجب1442ھ/17فروری2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 521:

تحقیقِ حکایت:

روضہ اقدس سے اذان اور اقامت کی آواز سنائی دینا!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حکایت: روضہ اقدس سے اذان اور اقامت کی آواز سنائی دینا!

حکایت: یزید کے دور میں پیش آنے والے مدینہ منورہ کے مشہور المناک واقعہ حرّہ کے دوران تین دن تک مسجد نبوی میں اذان واقامت نہ دی جاسکی اور نہ ہی باجماعت نماز ادا کی جاسکی، اس دوران جلیل القدر تابعی امام سعید بن المسیّب رحمہ اللہ مسجد نبوی ہی میں رہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی میں اکیلا ہوتا تو جب نماز کا وقت آتا تو میں حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک سے اذان واقامت کی آواز سنتا، یوں مجھے نماز کا وقت معلوم ہوجاتا اور میں نماز ادا کرلیتا۔

تحقیقِ حکایت:

مذکورہ واقعہ متعدد کتب میں مختلف الفاظ کے ساتھ مذکور ہے، اور یہ واقعہ معتبر ہے، ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں:

1۔ حضرت امام دارمی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”سنن الدارمی“ میں اس واقعہ کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے، جس میں اس بات کا ذکر ہے کہ: امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ نماز کے وقت قبر مبارک سے ایک خفیہ آواز سنتے جس سے انھیں نماز کے وقت کا علم ہوجاتا۔

- مسند الدارمي المعروف بسنن الدارمي:

٩٤- أَخْبَرَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ: لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤَذَّنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ، وَلَمْ يَبْرَحْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْمَسْجِدَ، وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتَ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمْهَمَةٍ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ، فَذَكَرَ مَعْنَاهُ.

(باب مَا أَكْرَمَ اللهُ تَعَالَى نَبِيَّهُ ﷺ بَعْدَ مَوْتِهِ)

واضح رہے کہ امام ابو المعالی محمد بن ابراہیم شافعی رحمہ اللہ نے ”کشف المناہج“ میں فرمایا ہے کہ ”سنن دارمی“ کے راوی ”صحیح مسلم“ کے راوی ہیں، یعنی ثقہ ہیں۔

٤٨٠٧- قال: لما كان في أيام الحرة لم يؤذن في مسجد النبي ﷺ ثلاثًا، ولم يقم، ولم يبرح سعيد

بن المسيب من المسجد، وكان لا يعرف وقت الصلاة إلا بهمهمة يسمعها من قبر النبي ﷺ.
قلت: رواه الدارمي عن مروان بن محمد عن سعيد بن عبد العزيز، وساقه بلفظه، ورجاله رجال مسلم. (باب الكرامات)

دیگر کتب میں اس بات کی صراحت ہے کہ قبر مبارک سے سنائی دینے والی آواز اذان واقامت کی تھی۔

2۔ حضرت ابن سعد رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "طبقات ابن سعد" میں اس واقعہ کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ: امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تو میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سنتا، پھر میں اقامت کہہ کر نماز ادا کرتا۔

- الطبقات الكبرى لابن السعد:

٦٩٢١- قَالَ: أَخْبَرَنَا الْوَلِيدُ بْنُ عَطَاءِ بْنِ الأَغَرِّ الْمَكِّيُّ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِي الْحَرَّةِ، وَمَا فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ غَيْرِي، وَإِنَّ أَهْلَ الشَّامِ لَيَدْخُلُونَ زُمَرًا زُمَرًا يَقُولُونَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ الْمَجْنُونِ، وَمَا يَأْتِي وَقْت صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ أَذَانًا فِي الْقَبْرِ، ثُمَّ تَقَدَّمْتُ، فَأَقَمْتُ، فَصَلَّيْتُ، وَمَا فِي الْمَسْجِدِ أَحَدٌ غَيْرِي.

٦٩٢٢- قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: كَانَ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَيَّامَ الْحَرَّةِ فِي الْمَسْجِدِ لَمْ يُبَايِعْ، وَلَمْ يَبْرَحْ، وَكَانَ يُصَلِّي مَعَهُمُ الْجُمُعَةَ، وَيَخْرُجُ إِلَى الْعِيدِ، وَكَانَ النَّاسُ يَقْتَتِلُونَ وَيَنْتَهِبُونَ، وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ لَا يَبْرَحُ إِلَّا لَيْلاً إِلَى اللَّيْلِ. قَالَ: فَكُنْتُ إِذَا حَانَتِ الصَّلَاةُ أَسْمَعُ أَذَانًا يَخْرُجُ مِنْ قِبَلِ الْقَبْرِ حَتَّى أَمِنَ النَّاسُ، وَمَا رَأَيْتُ خَيْرًا مِنَ الْجَمَاعَةِ.

3۔ حضرت ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب "دلائل النبوۃ" میں اس واقعہ کو اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ: امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بھی نماز کا وقت ہوتا تو میں قبر مبارک سے اذان کی آواز سنتا، پھر میں اقامت کہہ کر نماز ادا کرتا۔

- دلائل النبوة لأبي نعيم الأصبهاني:

٥١٠- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ سَهْلٍ الْخَشَّابُ النَّيْسَابُورِيُّ قَالَ: حدّثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْأَنْمَاطِيُّ: حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ قَالَ: حدثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِيَ الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ غَيْرِي، وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ، ثُمَّ أَتَقَدَّمُ فَأُقِيمُ وَأُصَلِّي، وَإِنَّ أَهْلَ الشَّامِ لَيَدْخُلُونَ الْمَسْجِدَ زُمَرًا فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا إِلَى الشَّيْخِ الْمَجْنُونِ.

(الْفَصْلُ الثَّامِنُ وَالْعِشْرُونَ مَا وَقَعَ مِنَ الْآيَاتِ بِوَفَاتِهِ ﷺ)

4۔ ***حضرت لالکائی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ اپنی کتاب ''کرامات الاولیاء'' میں اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے:***

١٢٠- حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ: أنا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ: ثنا أَحْمَدُ بْنُ زُهَيْرٍ قَالَ: ثنا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ لُوَيْنٌ قَالَ: ثنا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي لَيَالِي الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ ﷺ أَحَدٌ غَيْرِي، وَمَا يَأْتِي وَقْتَ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ، ثُمَّ أُقِيمُ فَأُصَلِّي، وَإِنَّ أَهْلَ الشَّامِ لَيَدْخُلُونَ الْمَسْجِدَ زُمَرًا، فَيَقُولُونَ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ الْمَجْنُونِ. (سِيَاقُ مَا رُوِيَ فِي كَرَامَاتِ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ رَحْمَةُ اللّٰهُ عَلَيْهِ)

اسی طرح حضرت لالکائی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ اپنی کتاب ''شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ'' میں بھی اپنی سند کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

5۔ ***حضرت محب الدین محمد ابن نجار رحمہ اللہ نے یہ واقعہ اپنی سند کے ساتھ اپنی کتاب ''الدرّۃ الثمینۃ'' میں ذکر کیا ہے، جس میں اذان اور اقامت دونوں کا ذکر ہے:***

أنبأنا ذاكر بن كامل بن أبي غالب الخفاف -فيما أذن لي في روايته عنه-، قال: كتب إلي أبو علي الحداد عن أبي نعيم الأصبهاني قال: أنبأنا جعفر بن محمد بن نصير: أخبرنا أبو يزيد المخزومي: أخبرنا الزبير بن بكار: حدثنا محمد بن الحسن: حدثني غير واحد منهم عن عبد العزيز بن أبي حازم، عن عمر بن محمد: أنه لما كان أيام الحرة ترك الأذان في مسجد رسول الله ﷺ ثلاثة أيام، وخرج الناس إلى الحرة، وجلس سعيد بن المسيب في مسجد رسول الله ﷺ قال:

فاستوحشت، فدنوت من قبر النبي ﷺ، فلما حضرت الصلاة سمعت الأذان في قبر النبي ﷺ، فصليت ركعتين، ثم سمعت الإقامة فصليت الظهر، ثم جلست حتى أصلي العصر، فسمعت الأذان في قبر النبي ﷺ، ثم سمعت الإقامة. ثم لم أزل أسمع الأذان والإقامة في قبره ﷺ حتى مضت الثلاث، وقفل القوم ودخلوا مسجد رسول الله ﷺ، وعاد المؤذنون فأذنوا، فتسمعت الأذان في قبره ﷺ، فلم أسمعه، فرجعت إلى مجلسي الذي كنت فيه أكون.
(الباب السادس عشر في ذكر فضل زيارة النبي ﷺ)

مذکورہ واقعہ ان حضرات کے علاوہ درج ذیل حضرات نے بھی اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے:

6۔ حضرت امام سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب "انباءالاذکیاء" اور "شرح الصدور" میں "طبقاتِ ابن سعد" کے حوالے سے،اور "الخصائص الکبریٰ" میں امام ابونعیم رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے، جس میں صرف اذان کا ذکر ہے۔ جبکہ "شرح الصدور" اور "الخصائص الکبریٰ" میں حضرت زبیر بن بکار رحمہ اللہ کی کتاب "اخبارالمدینہ" کے حوالے سے بھی ذکر کیا ہے جس میں اذان کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر ہے۔

7۔امام سمہودی رحمہ اللہ نے "وفاءالوفاء" میں یہ واقعہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

8۔ حضرت امام بغوی رحمہ اللہ نے یہ واقعہ "مصابیح السنۃ" کے بابُ الکرمات میں حسن احادیث کے تحت ذکر کیا ہے، جس کی وجہ سے یہی واقعہ "مشکاۃالمصابیح" اور "مرقاۃالمفاتیح" میں بھی موجود ہے۔

9۔ امام شہاب الدین احمد قسطلانی نے یہ واقعہ "المواہب اللدنیہ" میں دارمی اور ابن نجار وغیرہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

10۔ حضرت محدث جلیل امام انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ نے "العرف الشذی" میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے جس میں اذان اور اقامت دونوں کا ذکر ہے۔(باب ما جاء فيمن تولى غير مواليه أو ادعى إلى غير أبيه)، بلکہ امام کشمیری رحمہ اللہ "فیض الباری" میں "سنن الدارمی" کے اسی واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے قبر میں اذان واقامت کو ثابت مانتے ہیں:

٨٦- قوله: (نم صالحا) يُستفاد منه أن القبورَ معطَّلةٌ عن الأعمال مع أن كثيرًا من الأعمال قد

ثبتت في القبور كالأذان والإقامة عند الدارمي، وقراءة القرآن عند الترمذي، والحج عند البخاري، وراجع له «شرح الصدور» للسيوطي رحمه الله تعالى. (باب مَنْ أَجَابَ الْفُتْيَا بِإِشَارَةِ الْيَدِ وَالرَّأْسِ)

وضاحتیں:

1۔مذکورہ واقعہ معتبر ہے جس کو بہت سے حضرات اکابرِامت نے اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے۔

2۔مذکورہ واقعہ امام سعید بن المسیب رحمہ اللہ کی کرامات میں سے شمار کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی وحشت دور کرنے اور انھیں اوقاتِ نماز سے واقف کرنے کے لیے اُن کا یہ اکرام فرمایا کہ قبر مبارک سے انھیں اذان اور اقامت کی آواز سنائی دیتی تھی۔ جس سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ اولیاء کرام کی کرامات حق ہیں۔

3۔یہ واقعہ قرآن وحدیث کے خلاف ہر گز نہیں، بلکہ صحیح حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے، جیسا کہ ”مسند ابی یعلیٰ“ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز ادا کرتے ہیں:

٣٤٢٥- حَدَّثَنَا أَبُو الْجَهْمِ الْأَزْرَقُ بْنُ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ: حَدَّثَنَا الْمُسْتَلِمُ بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْحَجَّاجِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ». (مسند أنس بن مالك رضي الله عنه)

بلکہ کتاب ”تسکین الصدور“ میں امام شعرانی اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہما اللہ کے حوالے سے یہ بات ذکر کی ہے کہ حضور ﷺ قبر مبارک میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ادا فرماتے ہیں۔(245/244)

4۔اس واقعہ اور کرامت سے حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک میں برزخی زندگی بھی ثابت ہو جاتی ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

5رجب المرجب1442ھ/18فروری2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر522:

تحقیقِ حکایت:

روضہ اقدس کے پاس جاکر بارش کی دعا کی درخواست!

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حکایت: روضہ اقدس کے پاس جاکر بارش کی دعا کی درخواست!

حکایت: حضرت علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے ''وفاءالوفاء'' میں یہ واقعہ ذکر کیا ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں لوگ شدید قحط میں مبتلا ہوگئے تو حضرت بلال بن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ سے اپنے امتیوں کے لیے بارش طلب فرمائیں کیوں کہ وہ ہلاک ہوچکے ہیں۔ تو حضور اقدس ﷺ اُن کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا کہ: ''تم عمر کے پاس جاؤاور انھیں میرا اسلام کہواور یہ خبر دو کہ تم پر بارش نازل کی جائے گی، اور اُن سے کہو کہ دانائی اختیار کرو، دانائی اختیار کرو۔'' تو وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور انھیں یہ ساری باتیں عرض کیں تو حضرت عمر رو پڑے، پھر کہنے لگے کہ یااللہ! میں نے اپنی طرف سے کوئی کوتاہی نہیں کی ہے سوائے اُس کام میں جو میرے بس سے باہر تھا۔

وقد يكون التوسل به ﷺ بعد الوفاة بمعنى طلب أن يدعو كما كان في حياته، وذلك فيما رواه البيهقي من طريق الأعمش عن أبي صالح عن مالك الدار، ورواه ابن أبي شيبة بسند صحيح عن مالك الدار، قال: أصاب الناس قحط في زمان عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه، فجاء رجل إلى قبر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فقال: يا رسول الله، استسق الله لأمتك فإنهم قد هلكوا، فأتاه رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم في المنام فقال: «ائت عمر فاقرئه السلام، وأخبره أنهم مسقون، وقل له: عليك الكيس الكيس». فأتى الرجل عمر رضي الله تعالى عنه فأخبره، فبكى عمر رضي الله تعالى عنه ثم قال: يا رب ما آلو إلا ما عجزت عنه. وروى سيف في «الفتوح» أن الذي رأى المنام المذكور بلال بن الحارث المزني أحد الصحابة رضي الله تعالى عنهم. ومحل الاستشهاد طلب الاستسقاء منه صلى الله تعالى عليه وسلم وهو في البرزخ، ودعاؤه لربه في هذه الحالة غير ممتنع، وعلمه بسؤال من يسأله قد ورد، فلا مانع من سؤال الاستسقاء وغيره منه كما كان في الدنيا.

(الفصل الثالث في توسّل الزائر: الحال الثالث)

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ”البدایۃ والنہایۃ“ میں یہ واقعہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے سے ذکر فرمایا ہے، جبکہ سیف بن عمر رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ واقعہ یوں بھی ذکر فرمایا ہے کہ: لوگ جب قحط میں مبتلا ہوگئے تو حضرت بلال بن الحارث مزنی رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے اور اجازت طلب کی، تو فرمایا کہ میں آپ کی طرف حضور اقدس ﷺ کا بھیجا ہوا قاصد ہوں، آپ کے لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ” اے عمر! میں تو تمھیں سمجھ دار ہی سمجھتا رہا اور تم اسی سمجھ داری پر ہی قائم رہے، لیکن اب تمھیں کیا ہوگیا ہے؟“ (کہ ایسے موقع پر نمازِ استسقاء کی طرف تمہاری توجہ نہیں گئی۔) تو حضرت عمر نے حضرت بلال بن الحارث سے فرمایا کہ یہ خواب تم نے کب دیکھا؟ تو حضرت بلال نے عرض کیا کہ گذشتہ رات۔ تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نمازِ استسقاء کے لیے نکلے اور لوگوں کو بھی جمع فرمایا، چنانچہ جب انھوں نے لوگوں کو نمازِ استسقاء پڑھائی تو کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ: لوگو! میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا تم نے مجھ سے خیر کے سوا کوئی اور کام ہوتے دیکھا ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ: نہیں۔ تو حضرت عمر نے فرمایا کہ بلال بن الحارث یوں کہتا ہے تو لوگوں نے کہا کہ وہ سچ کہتا ہے۔ واقعہ کی مزید تفصیل دیکھیے:

وَقَالَ سَيْفُ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَهْلِ بْنِ يُوسُفَ السُّلَمِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ عَامُ الرَّمَادَةِ فِي آخِرِ سَنَةِ سَبْعَ عَشْرَةَ، وَأَوَّلِ سَنَةِ ثَمَانِيَ عَشْرَةَ، أَصَابَ أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَمَا حَوْلَهَا جُوعٌ فَهَلَكَ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ، حَتَّى جَعَلَتِ الْوَحْشُ تأوى إلى الانس، فكان الناس بذلك وَعُمَرُ كَالْمَحْصُورِ عَنْ أَهْلِ الْأَمْصَارِ حَتَّى أَقْبَلَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ فَاسْتَأْذَنَ عَلَى عُمَرَ فقال: أنا رسول رسول الله إِلَيْكَ، يَقُولُ لَكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «لَقَدْ عَهِدْتُكَ كَيِّسًا، وَمَا زِلْتَ عَلَى ذَلِكَ، فَمَا شَأْنُكَ»؟ قَالَ: مَتَى رَأَيْتَ هَذَا؟ قَالَ: الْبَارِحَةَ. فَخَرَجَ فَنَادَى فِي النَّاسِ الصَّلَاةَ جَامِعَةً، فَصَلَّى بِهِمْ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ أَنْشُدُكُمُ اللهَ هَلْ تَعْلَمُونَ منى أمرا غيره خير منه؟ فقالوا: اللَّهمّ لَا، فَقَالَ: إِنَّ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ يزعم ذية وذية. قالوا: صَدَقَ بِلَالٌ فَاسْتَغِثْ بالله ثُمَّ بِالْمُسْلِمِينَ. فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ -وَكَانَ عُمَرُ عَنْ ذَلِكَ مَحْصُورًا- فَقَالَ عُمَرُ: اللهُ أَكْبَرُ، بَلَغَ الْبَلَاءُ مُدَّتَهُ فَانْكَشَفَ. مَا أُذِنَ لِقَوْمٍ فِي الطَّلَبِ إِلَّا وَقَدْ رفع عنهم الأذى

والبلاء. وكتب إلى أمراء الأمصار أن أغيثوا أَهْلَ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهَا، فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَ جَهْدُهُمْ. وَأَخْرَجَ النَّاسَ إِلَى الِاسْتِسْقَاءِ فَخَرَجَ وَخَرَجَ مَعَهُ الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ مَاشِيًا، فَخَطَبَ وَأَوْجَزَ وَصَلَّى ثُمَّ جَثَى لِرُكْبَتَيْهِ وَقَالَ: اللَّهمّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ، اللَّهمّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا. ثُمَّ انْصَرَفَ فَمَا بَلَغُوا الْمَنَازِلَ رَاجِعِينَ حَتَّى خَاضُوا الْغُدْرَانَ.

وَقَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ الْبَيْهَقِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بكر الفارسي قالا: حدثنا أبو عمر بْنُ مَطَرٍ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكٍ قال: أصاب الناس قحط في زمن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ اللهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ في المنام فقال: «ايت عمر فأقرئه منى السلام، وأخبرهم أنهم مسقون، وقل له: عليك بالكيس الْكَيْسَ». فَأَتَى الرَّجُلُ فَأَخْبَرَ عُمَرَ فَقَالَ: يَا رب ما آلوا إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ. وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. (ثم دخلت سنة ثمانية عشر)

تحقیقِ حکایت:

مذکورہ واقعہ صحیح سند کے ساتھ مروی اور بالکل معتبر ہے، یہ واقعہ ''مصنف ابن ابی شیبہ''میں بھی ہے:

٣٢٦٦٥- حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ مَالِكِ الدَّارِ قَالَ: وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ لأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا. فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: «ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مَسْقيُّونَ، وَقُلْ لَهُ: عَلَيْك الْكَيْسُ، عَلَيْك الْكَيْسُ». فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ : يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْت عَنْهُ.

اسی طرح امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی یہ واقعہ ''دلائل النبوۃ'' میں ذکر فرمایا ہے:

أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرِ بْنُ قَتَادَةَ وَأَبُو بَكْرٍ الْفَارِسِيُّ قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَمْرِو بْنُ مَطَرٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ الذُّهْلِيُّ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى: أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ

مَالِكٍ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ اللهَ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَاهُ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي الْمَنَامِ، فَقَالَ: «ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْقَوْنَ. وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسَ الْكَيْسَ». فَأَتَى الرَّجُلُ عُمَرَ، فَأَخْبَرَهُ، فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ مَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ.

(بَابُ مَا جَاءَ فِي رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَنَامِ)

ذیل میں اس واقعہ کی توثیق ملاحظہ فرمائیں:

1۔امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے ''فتح الباری'' میں امام ابو بکر ابن ابی شیبہ کے حوالے سے یہ واقعہ ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے:

وروى بن أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ مَالِكٍ الدَّارِيِّ وَكَانَ خَازِنُ عُمَرَ قَالَ: أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: «ائْتِ عُمَرَ»، الْحَدِيثَ. وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي «الْفُتُوحِ» أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ. (قَوْلُهُ: بَابُ سُؤَالِ النَّاسِ الْإِمَامَ الِاسْتِسْقَاءَ إِذَا قحطوا)

2۔امام حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں مذکورہ واقعہ امام بیہقی رحمہ اللہ کے حوالے سے بھی ذکر کیاہے اور آخر میں فرمایاہے کہ اس کی سند صحیح ہے: وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. (ثم دخلت سنة ثمانية عشر)

3۔حضرت امام سمہودی رحمہ اللہ ''وفاءالوفاء'' میں فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ امام بیہقی رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا ہےاور امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے بھی صحیح سند کے ساتھ روایت کیاہے، جس کی عبارت ماقبل میں گزر چکی ہے۔

فوائداوروضاحتیں:

مذکورہ واقعہ سے درج ذیل باتیں معلوم ہو جاتی ہیں:

1۔حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہوئےاور ان سے

بارش کی دعا کی درخواست کی، اس پر کسی بھی صحابی نے تردید نہیں فرمائی، بلکہ اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام کی تائید حاصل ہے، یہ اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاکر اُن سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے۔ یہی اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ ہے جو کہ متعدد دلائل سے ثابت ہے۔ یہ ساری صورتحال اُن حضرات کی کھلی تردید کرتی ہے کہ جو روضہ اقدس کے پاس جاکر حضور اقدس ﷺ سے دعا کی درخواست کرنے کو شرک یا حرام سمجھتے ہیں۔

2۔ مذکورہ واقعہ سے حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر استشفاع یعنی شفاعت کی درخواست کرنے اور دعائے مغفرت کی درخواست کرنے کے جائز ہونے کا مسئلہ بھی واضح ہو جاتا ہے۔ یہ متعدد دلائل سے ثابت ہے اور اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستہ حضرات اکابرِ امت نے روضہ اقدس کی زیارت کے آداب اور حج وعمرہ کے باب میں اس کو ذکر فرمایا ہے۔ یہاں اس کے دلائل دینے کا موقع نہیں۔

3۔ یہاں دو صورتیں الگ الگ ہیں: ایک صورت تو یہ کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاکر اُن سے دعا مانگنا، تو یہ حرام اور شرک کے زمرے میں آتا ہے کیوں کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جاسکتی ہے بس! جبکہ دوسری صورت یہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاکر ان سے دعا کی درخواست کرنا کہ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیے، تو یہ بالکل جائز ہے، جیسا کہ دنیاوی زندگی میں کسی سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے۔ مذکورہ واقعہ میں اس دوسری صورت کا ذکر ہے نہ کہ پہلی صورت کا۔ اس لیے یہ فرق مدنظر رکھا جائے تاکہ غلط فہمی اور مغالطے میں مبتلا ہونے سے بچا جاسکے۔

4۔ مذکورہ واقعہ پر شبہ اس لیے نہیں ہو سکتا کہ صحیح احادیث اور اجماعِ امت کی روشنی میں اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اقدس ﷺ اپنی قبر مبارک میں حیات ہیں اور وہ قبر مبارک کے قریب پڑھے گئے درود وسلام کو خود سنتے ہیں، بلکہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں، اس لیے اگر کوئی حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس جاکر ان سے دعا کی درخواست کرے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہو سکتا۔

5۔ واضح رہے کہ مذکورہ واقعہ میں صحابیِ رسول ﷺ نے یہ دعا حضور اقدس ﷺ کی قبر مبارک کے پاس

جاکر مانگی ہے اور پھر حضور اقدس ﷺ کو ان کے آنے کا بھی علم ہوا، پھر حضور اقدس ﷺ ان کے خواب میں بھی تشریف لائے، یہ ساری صورتحال اس بات کی بھی دلیل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو قبر مبارک میں برزخی زندگی حاصل ہے، جیسا کہ دیگر صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

6رجب المرجب1442ھ/19فروری2021

اِصلاحِ اَغلاط: عوام میں رائج غلطیوں کی اِصلاح

سلسلہ نمبر 523:

تحقیقِ حدیث:

فرشتے اُمتیوں کا درود وسلام پہنچاتے ہیں!

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

تحقیقِ حدیث: فرشتے اُمتیوں کا درود وسلام پہنچاتے ہیں!

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ’’یقیناً اللہ تعالیٰ کے فرشتے مقرر ہیں جو کہ زمین میں گھومتے رہتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔‘‘

مذکورہ حدیث متعدد کتبِ احادیث میں روایت کی گئی ہے، جن میں سے چند کتب کے حوالے عربی عبارات سمیت ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

- سنن النسائی:

١٢٨١- أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ الْوَرَّاقُ قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ سَعِيدٍ، ح: وأَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَعَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ. (بَاب السَّلَامِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)

- مسند احمد:

٣٦٦٦- حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ أَنْبَأَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللهِ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ سَيَّاحِينَ يُبَلِّغُونِي مِنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

- مصنف بن ابی شیبہ:

٨٧٩٧- حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الأَرْضِ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

- سنن الدارمی:

٢٨٣٠- أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ زَاذَانَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِى الأَرْضِ يُبَلِّغُونَنِى عَنْ أُمَّتِى

السَّلَامَ». (بَابُ: فِي فَضْلِ الصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)

- **مستدرک حاکم:**

٣٥٧٦- أَخْبَرَنَا أَبُو النَّضْرِ الْفَقِيهُ وَأَبُو الْحَسَنِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَا: حدَّثنا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ: حدثنا أَبُو صَالِحٍ مَحْبُوبُ بْنُ مُوسَى: حدثنا أَبُو إِسْحَاقَ الْفَزَارِيُّ عَنِ الْأَعْمَشِ وَسُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونِي عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخْرِجَاهُ، وَقَدْ عَلَوْنَا فِي حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ فَإِنَّهُ مَشْهُورٌ عَنْهُ. فَأَمَّا حَدِيثُ الْأَعْمَشِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ فَإِنَّا لَمْ نَكْتُبْهُ إِلَّا بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

تعليق الذهبي في «التلخيص»: صحيح.

- **مجمع الزوائد:**

١٤٢٥٠- عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً سَيَّاحِينَ، يُبَلِّغُونَ عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ». قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ وَيُحَدَثُ لَكُمْ، وَوَفَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُعْرَضُ عَلَيَّ أَعْمَالُكُمْ، فَمَا رَأَيْتُ مِنْ خَيْرٍ حَمِدْتُ اللهَ عَلَيْهِ، وَمَا رَأَيْتُ مِنْ شَرٍّ اسْتَغْفَرْتُ اللهَ لَكُمْ».

رَوَاهُ الْبَزَّارُ، وَرِجَالُهُ رِجَالُ الصَّحِيحِ. (بَابُ مَا يَحْصُلُ لِأُمَّتِهِ ﷺ مِنَ اسْتِغْفَارِهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ)

- **مصنَّف عبد الرزاق:**

٣١١٦- عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ زَاذَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ: «إِنَّ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مَلَائِكَةٌ سَيَّاحِينَ فِي الْأَرْضِ يُبَلِّغُونَ عَنْ أُمَّتِي السَّلَامَ».

مذکورہ کتب کے علاوہ یہ حدیث المعجم الکبیر للطبرانی، صحیح ابن حبان، شعب الایمان، مسند ابی یعلیٰ، الدعوات الکبیر للبیہقی، الزہد والرقائق لابن المبارک، العظمۃ لابی الشیخ، مسند البزار اور عمل الیوم واللیلۃ للنسائی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

حدیث کی تحقیق:

1۔امام حاکم رحمہ اللہ نے ”مستدرک حاکم“ میں اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے،اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تلخیص“میں ان کی موافقت کرتے ہوئے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔اس کی عبارت گزر چکی ہے۔
2۔امام محدث ہیثمی رحمہ اللہ نے ”مجمع الزوائد“ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ اس حدیث کے راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔اس کی عبارت بھی گزر چکی ہے۔
3۔ حضرت محدث عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے ”التیسیر بشرح الجامع الصغیر“ میں مذکورہ حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:

(إن لله تعالى ملائكة سياحين) من «السياحة» وهي السير (في الأرض) في مصالح الناس، وفي رواية بدله: في الهواء (يبلغوني من) وفي رواية: عن (أمتي) أمة الإجابة (السلام) ممن سلم علي منهم وإن بعد قطره أي فيرد عليهم بسماعه منهم، وسكت عن الصلاة، والظاهر أنهم يبلغونها أيضًا (حم ن حب ك عن ابن مسعود) بأسانيد صحيحة. (حرف الهمزة)

4۔ حضرت محدث عبد الرؤف مناوی رحمہ اللہ نے ”فیض القدیر“ میں امام حاکم،امام ذہبی اور امام ہیثمی رحمہم اللہ کے حوالے سے مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

٣٢٥٥- (إن لله تعالى ملائكة) جمع ملك، ونكره على معنى بعض صفته كذلك (سياحين) بسين مهملة من السياحة وهي السير، يقال: «ساح في الأرض يسيح سياحة» إذا ذهب فيها، أصله من السيح وهو الماء الجاري المنبسط (في الأرض) في مصالح بني آدم، وفي رواية بدله: في الهواء (يبلغوني من) وفي رواية: عن (أمتي) أمة الإجابة (السلام) ممن يسلم علي منهم وإن بعد قطره وتناءت داره أي فيرد عليهم سماعه منهم كما بين في خبر آخر، وهذا التعظيم للمصطفى ﷺ وإجلالا لمنزلته حيث سخر الملائكة الكرام لذلك. قال السبكي: قال ابن بشار: تقدمت إلى قبر النبي ﷺ فسلمت فسمعت من داخل الحجرة الشريفة: وعليك السلام. (حم ن) في الصلاة (حب ك) في التفسير، كلهم (عن ابن مسعود) قال الحاكم:

صحيح، وأقره الذهبي، وقال الهيثمي: رجاله رجال الصحيح. قال الحافظ العراقي: الحديث متفق عليه دون قوله: «سياحين».

5۔ حضرت علامہ سمہودی رحمہ اللہ نے ''وفاءالوفاء'' میں ''مسند بزار'' کی روایت کردہ مذکورہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

وروى البزار برجال الصحيح عن عبد الله بن مسعود رضي الله تعالى عنه عن النبي ﷺ قال: «إن لله ملائكة سيّاحين يبلغونّي عن أمتي». قال: وقال رسول الله ﷺ: «حياتي خير لكم، تحدثون ويحدث لكم، ووفاتي خير لكم، تعرض علي أعمالكم، فما رأيت من خير حمدت الله عليه، وما رأيت من شر استغفرت الله لكم».

(الفصل الثاني في بقية أدلة الزيارة وإن لم تتضمّن لفظ الزيارة نصّا)

6۔ حضرت محدث سخاوی رحمہ اللہ نے ''القول البدیع'' میں امام حاکم کے حوالے سے اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے:

وعن ابن مسعود رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال: «إن لله ملائكة سياحين يبلغوني عن أمتي السلام». رواه أحمد والنسائي والدارمي وأبو نعيم والبيهقي والخلعي وابن حبان والحاكم في «صحيحهما» وقال: صحيح الإسناد.

(الباب الرابع: في تبليغه ﷺ سلام من يسلم عليه ورده السلام)

7۔ حضرت علامہ عزیزی رحمہ اللہ نے ''السراج المنیر'' میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے:

(أن لله تعالى ملائكة سياحين) من السياحة وهي السير (في الأرض) وفي رواية بدله: في الهواء (يبلغوني من أمتي السلام) وفي رواية: «عن» بدل «من»، أي يبلغوني سلام من سلم عليّ منهم وإن بعد قطره أي فيرد عليه بسماعه منهم. قال المناوي: وسكت عن الصلاة، والظاهر أنهم يبلغونها أيضًا. (حم ن حب ك) عن ابن مسعود. قال الشيخ: حديث صحيح.

(حرف الهمزة)

8۔ حافظ ابن قیم جوزیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''جلاء الافہام'' میں مذکورہ حدیث ''سنن النسائی'' کے حوالے

سے ذکر کر کے فرمایا کہ: اس کی سند صحیح ہے:

وَمن حَدِيثه أَيْضا مَا رَوَاهُ النَّسَائِيّ من حَدِيث سُفْيَان عَن عبد الله بْن السَّائِب عَن زَاذَان عَن عبد الله بن مَسْعُود رَضِي الله عَنهُ عَن النَّبِي ﷺ قَالَ: «إِن لله مَلَائِكَة سياحين يبلغوني عَن أمتِي السَّلَام». وَهَذَا إِسْنَاد صَحِيح. (الْفَصْل الأول: حَدِيث ابْن مَسْعُود)

فوائد:

مذکورہ حدیث اور تفصیل سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

1۔ مذکورہ حدیث صحیح ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

2۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے زمین پر ایسے فرشتے مقرر ہیں کہ وہ امتیوں کا سلام حضور اقدس ﷺ تک پہنچاتے ہیں۔ اور محدثین کرام نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ فرشتے درود اور سلام دونوں پہنچاتے ہیں، اس کی تائید حضرت ابو الشیخ رحمہ اللہ کی روایت کردہ اُس صحیح حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو مجھ پر میری قبر کے پاس درود و سلام پڑھتا ہے تو میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو مجھ پر دور سے درود و سلام پڑھتا ہے تو فرشتوں کے ذریعے مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے۔“ اور اس بات پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماع بھی ہے، جس کی تفصیل ما قبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر 516 میں ملاحظہ فرمائیں۔

3۔ جب فرشتے حضور اقدس ﷺ کو امتیوں کا سلام پہنچاتے ہیں تو حضور اقدس ﷺ اس کا جواب بھی دیتے ہیں، جیسا کہ ”سنن ابی داود“ کی صحیح حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو شخص بھی مجھ پر سلام پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ میری روح میری طرف متوجہ فرما دیتے ہیں یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔“ جس کی تفصیل ما قبل میں مذکور اسی سلسلہ اصلاحِ اغلاط کے سلسلہ نمبر 520 میں ملاحظہ فرمائیں۔

4۔ یہ مذکورہ ساری صورتحال بھی اس بات کی دلیل ہے کہ حضور اقدس ﷺ کو عالمِ برزخ میں اپنی قبر مبارک میں حیات حاصل ہے۔

5۔مذکورہ حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوجاتی ہے کہ حضوراقدس ﷺ ہر جگہ حاضر نہیں، بلکہ اپنے روضہ اقدس میں موجود ہیں، کیوں کہ اگر ہر جگہ حاضر ہوتے تو انھیں فرشتوں کے ذریعے درود وسلام پہنچانے کی ضرورت نہ تھی بلکہ وہ خود ہی سن لیا کرتے، یعنی یہ قریب اور دور کا فرق نہ ہوتا، حالاں کہ یہ فرق خود احادیث سے ثابت ہے۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

محلہ بلال مسجد نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

7رجب المرجب1442ھ/20فروری2021